U99113 Date- 22-12-09

Title - HADIYA ISNA ASHRIYYAH. (Part-1).

Creator - Mohd. Muzaffar Ali Khan.

Publisher - Matba Mumtaz Al mataba (Lucknow).

Date - 1346 H.

Pages - 128.

Subjects - Islam - Farqe - Isna Ashriyyah

ادع الی اللہ آمنّا باللہ و رسولہ و اھل ولایتہ

اَلحمدُ لِلّٰہِ القدیرِ وَالصّلوٰۃُ علٰی حبیبہِ البشیرِ النّذیرِ مُحمّدٍ وَّ عِترتِہٖ مَحالِّ العصمۃِ وَالاعجازِ وَالتّطہیرۃِ

کہ رسالۂ دلپذیر

ہدایۂ اثنا عشریہ

حصّۂ اولیٰ

مصنفہ عالم و ناظم بینظیر جامع المفاخر الحاج الزائر مولانا محمد مظفّر علیخان صاحب سفیر دام فیضہ الکثیر الی یوم عسیر

حسب فرمائش جناب مصنف

بحسن اہتمام

منشی سید تفضل حسین رضوی منیجر

در مطبع ممتاز المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

تعداد طبع بار اول پانچسو سنہ ۱۳۴۲ ہجری

قیمت آٹھ آنے (۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تصویر تحریر سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام الاعلم العلام مجتہد العصر والانام مرجع الاکابر والاصاغر مولانا السیّد محمد باقر صاحب قبلہ و کعبہ لازالت حیاض فیضہ مترعۃً فی الانام الی یوم القیام

باسمہ سبحانہ وللہ الحمد

کتاب مستطاب بلاغت نصاب روضۂ بہیہ و ثمرۂ جنیہ ہدیۂ اثنا عشریہ مولفہ فضائل مآب کمالات اکتساب صفوۃ الافاضل الکرام عمدۃ الاماثل العظام عین المدرسین الماہرین الاعیان جناب الحاج المولوی **مظفر علی خان** صاحب نے ید فضلہم الواسع الراحب نظر قاصر سے گذری بعض مقامات اُسکے کمال اشتیاق سے مین نے دیکھے اسکے مطالعہ سے بہت مسرور و نہایت محظوظ ہوا خصوصا اشعار آبدار مدح اہلبیت اطہار سلام اللہ علیہم ما اختلف اللیل والنہار نہایت مطبوع و دلپذیر و بے مثل و بے نظیر ہین حضرات ذاکرین کے واسطے عمدہ ذخیرہ ہے خداوند کریم جناب مؤلف ممدوح کو ثواب و اجر بے حساب و خلعتہاے فاخرہ برضاے رب الارباب و خوشنودی حضرات ائمہ اطیاب سلام اللہ علیہم مدی الاحقاب عطا فرمائے امید ہے کہ مؤمنین موقنین اسکی خاص طور سے قدر فرمائینگے۔ واللہ الموفق۔



محمد باقر عفی عنہ بقلمہ

الھدیۃ الاولیٰ

اعوذ باللہ السمیع العلی العظیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ احمد وایاہ اشکر ھو الواھب المواھب بدیع العجائب ابدع الیواقیت والدرر فی بطن الصدف والحجر۔ ونصلی علی حبیبہ سید البشر محمد وعترتہ الائمۃ الاثنی عشر والسیدۃ المعصومۃ الشفیعۃ فی یوم المحشر ونلعن علی اعدائہم واعدائہم بالمساء والسحر

اما بعد ملتمس ہے خادم الطلبہ ہیچمدان **مظفر علیخان** خلف جناب منشی **محمد زین العابدین خان** مغفور عفی عنہما الراحم الغفور کہ بعد فراغ درس وتدریس اکثر نظم ونثر مناقب ومصائب اطائب لکھنے کا مجھ کو شوق تھا جب یہ رسالہ ہدیہ **اثنا عشریہ** لکھا۔

بہ لبِ تہنیت یہ دل نے کہا | ہو مبارک قبالہ جنت کا
حَبَّذَا الجنت مرحبا تقدیر | فیض منعم کا شکر کر تو سفیر
طیبِ خاطر سے نذر دے چلکر | بحضور امام ثانی عشر

کہ انشاء اللہ دست بدست پہونچکر میرے سب آقاؤنکے خلعت فیض نظر سے مخلع ہوکر بارگاہ الٰہی مین قبول ہو صلہ مین تیرا اور تیرے سب اعزا کا عفو عن الخطا ہو کر۔

بہ جوار حسینؑ ہو مدفن | اور ملے سب کو خلد مین مسکن
چودہ معصوم کا ہو ہمسایہ | بھیجتا ہے درود جن پہ خدا

رب صل علی محمد وآل محمد

حق سبحانہ عز شانہ قرآن مجید مین فرماتا ہے انک لعلی خلق عظیم۔ اے حبیب کبریا یقیناً تم بڑے خلق ہو۔ محمود کو محامد اخلاق اپنے بندون کے پسند ہین تمام انبیاؑ واوصیاء علیہم التحیۃ والثنا درسگاہ دنیا مین محاسن اخلاق کا درس دیتے ہوے آئے ہین سہ ارشاد حبیب کبریا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق حق تعالے نے اخلاق مرضیہ کی تکمیل کیلیے مجھکو مبعوث فرمایا ہے سہ

ہے یہ حکم شریعت غرّا | اور اتالیق عقل نے بھی کہا

تخلقوا باخلاق اللہ

ہین جو اخلاق حق تعالےٰ کے | اُن کو ہر ایک اختیار کرے

اخلاق الٰہیۃ کا جلوہ نبوت اور امامت کے آئینہ مین صاف نظر آرہا ہے۔

تہذیب اخلاق ایجاد عالم کی غرض اور غلب غائیہ ہے۔

اب دیکھیے تو رحق کی تنویر
دربار نبیؐ سجا ہوا ہے
دیوانہ درآیا ایک بدّو
اک ہاتھ مین سوسمار دابے
اسلام کے حق مین جانے کیا کیا
انگشت شہادت نبیؐ کا
اسکو نہ ستائے کوئی دیکھو
کچھ یاد ہے معجزہ نبیؐ کا
دو ٹکڑے ہوا قمر برابر
اعجاز نبیؐ کی دیکھیے شان
روحی بفداک اے شہنشاہ
اس لطف وکرم کو کوئی دیکھے

اور خلق محمدؐ کی تصویر
ایمان کا چمن کھلا ہوا ہے
بدخلقی و کفر سے تھا مملو
آتے ہی غضب سے ہونٹ چابے
بیہودہ زبان سے بک رہا تھا
اصحاب کی سمت تھا یہ ایما
مرفوع قلم ہے کچھ نہ بولو
اک اُنگلی سے جب کیا اشارا
تاریخ سے پوچھ لیجیے چلکر
صد پارہ جگر ہے کفر کا یان
اخلاق کا خاتمہ ہے واللہ
ادنے سے بھی ملتے ہین تو جھک کے

اللہ اکبر سلطان زمان شہنشاہ دوجہان ایک جاہل وحشی بدوی سے مشفقانہ لہجہ مین خطاب فرماتے ہین یا اخا العرب اگر یہ سوسمار تیرا شکار خدا کی وحدانیت اور میری نبوت کی حقیت شہادت دے بصدق دل ایمان لائے گا۔

اللہ اکبر باعجاز سید البشر سوسمار بفصاحت گویا ہوا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ حقا۔ یہ دیکھتے ہی بدوی جوش مین آکر کلمۂ طیبہ پڑھنے لگا اور پروانہ شمع نبوت کا بنگیا حضار دربار تکبیر کے نعرے لگا رہے تھے۔ وہی جوش ایمان آپ کے دلمین ہے باواز بلند درود پڑھیے۔

تھا حبیب خدا کا یہ اعجاز | سنیے نفس نبی کا اب اعزاز
اے غلامان ساقی کوثر | بادہ خواران جام اربعہ عشر

ان کے سینہ مین ہے وہی خوشبو
علم وہی وعصمۃ و اعجاز
جانشین نبی کا لطف و کرم
خانۂ کعبہ مین تھے جلوہ نما
بہ تبسم کہا دعا تیری
جب سُنا ہین علی عالی جاہ
پوچھا کیا اور چاہتا ہے اب
آپ ہین چشمۂ عطا و کرم
مہر زوجہ کا دون گا ایک ہزار
ہو مکان ایک ہزار مین تعمیر
بزبان کرم یہ فرمایا
وہ مدینہ کو حج کے بعد گیا
جو نبی نے دیا تھا باغ انھین
مشتہر شہر مین ہوئی یہ خبر
جب مسافر غنی ہوا اک بار
نہ رہا زر تو جھاڑ کر دامن
سیدہ نے پکڑ لیا دامان
شرم سے سر جھکائے تھے مولا
یہ ہماری کنیز سے کہہ دو
اے خوشا بخت حبذا تقدیر
صاحب ہل اتی کا ذکر عطا
سات درہم نبی نے اُنکو دیے
کھانا لینے گئے سوے بازار
اُس نے رو کر کہا مرے بچے
ایک خنجر جگر کے پار ہوا

جس سے قلب رسول تھا مملو
پایا سینہ بسینہ ہر اعزاز
آج تک ہے فائدۂ عالم
ایک سائل کو دیکھا محو دعا
حق کی درگاہ مین قبول ہوئی
عرض کی انت حاجتی واللہ
تب کہا اُس نے اے امیر عرب
چاہتا ہون مین چار ہزار درم
قرض خواہون کا ایک ہزار ہی بار
مابقی صرف و خرچ عمر فقیر
ہم سے ملنا مدینہ جب آنا
درِ دولت پہ آپ کے پہنچا
بیجا بارہ ہزار درہم مین
فقرا کا ہجوم تھا در پر
نقرا پر کیا وہ زر ایثار
آئے بیت الشرف مین شاہ زمن
کہ مرے بچون کا ہے حصہ کہان
وہی پہونچی کہ اے حبیب خدا
چھوڑ دے اب علیؑ کے دامن کو
اللہ اللہ یہ عزت و توقیر
اور سنیے کہ دل ہو محو ثنا
شاہزادے کو اپنے ساتھ لیے
ملگیا ایک مستحق دیندار
چار دن سے تڑپتے ہین بھوکے
شاہزادے سے آپ نے پوچھا

لے حسنؑ درہم اسکو کر دین عطا   عرض کی ہان محق ہے ہم سے سوا
پا کے درہم دعائین دیتا ہوا   مستحق شاد شاد گھر کو گیا
کوئی مرد عرب پھر اُن کو ملا   خوبصورت لیے ہوے ناقہ
عرض کی اسکو مول لے لیجے   سو درم لون گا اسکی قیمت کے
آپنے عذر یہ کیا اُس سے   قیمت اسدم نہین ہی پاس مرے
دے گیا قرض حسنہ آخر کار   شاہزادے نے لے لی اسکی مہار
اک خریدار پھر ملا ان کو   پوچھا ناقہ کو بیع کرتے ہو
مختصر آپنے یہ فرمایا   سو درم کو ہے ہم نے مول لیا
دے گئے درہم وہ ایک سو ستر   لے گیا ناقہ وہ انسے خوش ہو کر
متلاشی تھے بائع کے ناگاہ   جلوہ فرما ہوے شہ ذی جاہ
مسکرا کر رسول حق نے کہا   ان طوبیٰ لکم لکم بشری
بائع تھے اسکے حضرت جبرئیلؑ   مشتری تھے جناب میکائیلؑ
یا علیؑ یا اخی عطاے خدا   ہے عوض آج کے ہدیہ کا
تم نے مقداد کو دیے درہم   اسکا بدلا ہے حق کا لطف و کرم
ہیں کوثری ساغر غدیر کے مست   متمسک بعہد روز الست
صلوات و سلام پڑھ پڑھ کر   خوش ہون اعجاز سیدہؑ سنکر
معتبر ذاکرون سے جب کہ سنا   تب یہ مضمون ہے مین نے درج کیا
ہے عطیہ الٰہیہ اعزاز   اہل ایمان کا ہے مایۂ ناز
سنیے اب شادی قریش کا حال   سیدہؑ کا عیان ہو فضل و کمال
ہے عروسی کی بزم جلسۂ عیش   اور مصر ہین بہت زنان قریش
جلوہ فرما ہون بنت پاک نبیؐ   کہ ہماری ہو عزت افزائی
رقعہ سانے دیا پیام آکر   سیدہؑ کو نبی نے دی یہ خبر
سیدہؑ نے کہا کہ اے بابا   میرے مالک ہین آپ اور خدا

مگر زنان کفار زیور مرصع بجواہر اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہونگی اور میرے پاس یہی ایک ردا دریدہ پیوستہ ہے جسمین جا بجا پیوند لگے ہین یہ سب میرا استہزا اور خندہ زنی کرینگی

اسی لیے مجھ کو بلاتی ہین۔ سیدۂ عالم متامل تھے ناگاہ جبرئیل بحکم رب جلیل لباس رنگین ومعطر اور زیور پرگوہر جو کسی نے کبھی نہ دیکھا نہ سنا اور تاج زرنگار مکلل بہ گہر حوران جنان کے ہمراہ لیکر حاضر ہوے اور کہا حکم خدا ہے کہ ہماری کنیز خاص محفل عروسی مین جاے اور قدرت خدا کا مشاہدہ کرے پوشاک جنت اور زیور بہشت پہنکر سردار زنان جہان ہمراہ حوران جنان در دولت سے برآمد ہوئین عطر جنت کی خوشبو سے بام و در مہکنے لگے اللھم اغفر میر فدا علی نثار عجب حسن ادا سے اس روایت کو پڑھتے تھے۔

وہ قدسیون کا چار طرف قدرتی ہجوم | صل علیٰ کا شور وہ اور طوبا کی دھوم
جنت بنی ہین حورون کے حلقہ مین جلوہ گر | جھرمٹ مین ہو ستارون کے جسطرح سے قمر
حوران خلد نور کے پردے مین لاتے ہین | غل ہے جناب سیدہ شادی مین جاتی ہین
مجمر لیے ہوے تھی کوئی غیرت قمر | گلدستۂ جنان کوئی رکھے تھی ہاتھ پر
اک مہروش لیے سر اطہر پہ چتر زر | اک مہ لقا ادب سے ہلاتی ہوئی چنور

سواری کا جاہ وجلال حورون کا حسن وجمال صدیقۂ معصومہ کا اقبال دیکھکر بزم عروسی طلسم حیرت بنگئی جواہر زیور کی چھوٹ جسپر پڑی عطر بہشت کی خوشبو جسنے سونگھی صدہا عورتین بیہوش ہوگئین۔ کوئی محو حیرت قیام مین کوئی تعظیم کے لیے رکوع مین جھکی ہوئی۔ کوئی سر اپنا فرش اطاعت پر رکھے سجدۂ تعظیمی کر رہی ہے بزم عروسی نماز کا منظر ہے۔ عروس ایسی محو حیرت ہوئی کہ اُسنے معصومہ کے قدمونپر جان نثار کردی شادی مرگ ہوکر روح پرواز کر گئی۔

شاہزادی کا سنیے اب اعجاز | ہے عطیہ خدا کا یہ اعزاز

معصومہ نے دو رکعت نماز پڑھی بارگاہ الٰہی مین دعا کی عروس کلمۂ طیبہ پڑھکر اُٹھ بیٹھی۔ اُسکے ہمراہ کئی سو زنان قریش یہ معجزۂ فاطمیہ دیکھکر صدق دل سے ایمان لائین جناب سیدہ کے ہاتھونپر بوسے دیے قدمونپر آنکھین ملین۔

اکثر مردان قریش پرطیش جو دشمن ایمان تھے یہ اعجاز دیکھکر تہ دل سے ایمان لائے ماشاءاللہ نجتنی غیرت دار جلوہ فرما ہین جنکے دل سیدہ کی سواری کا حال سنکر مسرور ہوے اب ایک اور سواری کے واقعات یاد آگئے پانچ امرون کا تقابل مختصر عرض کرونگا متوجہ ہوکر سنیے۔ ایک یہ کہ خاتون محشر جنت کا لباس و زیور پہنے ہوے تھین۔ دوسرے شب کا وقت

پردے کا اہتمام قدسیان جنان جلودار تھے۔ تیسرے جبرئیل امین طرقوا کی آواز بلند کرتے تھے
چوتھے درعرصہ مشرق پہونچکر زنان قریش نے تعظیم و استقبال کیا قیام در رکوع و سجدہ
تعظیمی نماز کا منظر تھا۔ پانچویں اعجاز سیدہ دیکھ کر صدہا زن و مرد کفار مشرف باسلام
ہوئے۔

اے حسینؑ مظلوم کے عزادارو دختران زہرا کی سواری کا منظر بیکسی تصور کی نظر سے
دمشق کے بازار میں دیکھو۔ آہ آہ۔ دن کا وقت ہے شامی لعین شادیانے بجاتے ہوئے
جلو میں سیدانیاں برہنہ سر بالون سے منھ چھپائے نوحہ گر کوئی چیز دست و بازو
اور گلون میں بندھی ہوئی زیور شفاعت است کا پہنے ہوئے ہین۔ منادی ندا کر رہا ہے
ھذہ سبایا من بنات علی و فاطمہ۔ اے تماشائیو دیکھو یہ بیٹیان ہین علیؑ و
فاطمہؑ کی۔ دربار حاکم پر جب پہونچے کچھ ظالم آگے بڑھے بیمار کربلا فرماتے ہین جائے
بجال ودبقونا کالاغنام۔ ظالمان بے حیا رسیان ہاتھون مین لیے ہوئے آئے اور
بھیڑ بکری کی طرح ہمکو باندھا۔ کسی مظلوم کی گردن کسی کے بازو رسن ظلم سے بندھے
ہوئے تھے۔ وہ منظر بلا اور یہ نقرہ معصوم کا مومن کے دل کو خنجر سے کم نہین ہے کہ
ہم مین سے اگر کوئی بیٹھ جاتا تھا تو سب کو مجبوراً بیٹھنا پڑتا تھا۔ ہائے اُسی ایک رسن
ظلم مین بچون کی گردنین بھی تو بندھی تھین

ہائے یہ تہنیت قتل حسینؑ کا جلسہ تو سو کرسی نشین عمائد رؤسا سے بھرا ہوا ہے
بادشاہون کے سفیر امیر و وزیر دربار مین حاضر ہین یزید علیہ ما یستحق اور تمام شراب پی بیگم
شطرنج کھیل رہا ہے۔ مخدرات خاندان نبوت سر و پا برہنہ رسن بستہ سر کے بالون کے
نقاب منھ پر ڈالے وارثون کو یاد کرکے اپنی بیکسی پر رو رہی ہین مظلوم کربلا کا سر
اطہر زیر تخت رکھا ہے ؎

سر حسینؑ کجا محفل شراب کجا ہجوم عام کجا آل بو تراب کجا

ایک رومی سفیر پوچھنے لگا اے امیر یہ سر کس مظلوم کا ہے اور یہ اسیر کس خاندان کے
ہین۔ یزید نے کہا حسینؑ کا سر ہے۔ اُس نے پوچھا کون حسینؑ۔ کہا فرزند علی و فاطمہ
یہ سنکر بیتاب ہو کر سر برہنہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے مسلما نو تمھارے نبی کے انتقال کو کچھ
زمانہ بھی نہین گذرا تم نے یہ ظلم کیا کہ فرزند رسول کو ذبح کر ڈالا۔

یزید نے کہا یہ جا کر مجھ کو بدنام کرے گا اس کو قتل کر دو۔ اُس نے دوڑ کر سر اطہر فرزند رسولؐ کا اُٹھا لیا اور اپنی آنکھیں سر پر ملکر رو کر کہا شاہزادے گواہ رہنا آپ کی محبت مین قتل کیا جاتا ہون اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ اُس نے زبان سے پڑھا۔

پھر بیمار کربلا سے عرض کیا اے امام عصر حجت خدا شاہد رہیے میرے ایمان کے رات کو مین نے آپ کے جد کو خواب مین دیکھا کہ وہ بہت خوش ہو کر مجھ کو بشارت بہشت کی دے رہے ہین متحیر تھا کہ مسلمانون کے نبیؐ اور مجھ کو تہنیت دین بہشت کی۔ بے خطا قتل کر دیا گیا اور اہل حرم اُس کی شہادت اور بیکسی پر بھی روئے۔

ہون بلند اب درود کے نعرے　　سنیے اخلاق شاہزادون کے

ایک صحرائی معمر مسجد کے حوض پر غلط وضو کر رہا ہے شان اخلاقی دیکھیے کس حسن ادب سے اُس کو ہدایت فرماتے ہین آستین ادب چڑھائے قریب آئے فرمایا اے مرد عرب ہم تجھ کو حکم بنا کر وضو کرتے ہین انصاف سے بتلا ہم دونون مین کس کا وضو صحیح ہے۔ اول بڑے نے پھر چھوٹے نے وضو کیا وہ معمر مکرر بغور دیکھتا رہا آخر تمام ارکان تعلیم پا کر ولولہ مین آکر قدم اطہر چومنے لگا بار بار کہتا تھا کہ اے نبوت و امامت کی آنکھون کے تارو تم نے مجھ بوڑھے جاہل کی آبرو رکھ لی کس عنوان تہذیب سے مسئلہ وضو کا تعلیم فرمایا آجتک مین جہل سے جاہل تھا۔

اللہ اکبر حضور سید لولاک اور اُنکی عترۃ پاک کا جو اعزاز بخشا خدا ہے وہ کسی کا نہین۔ یہ ہی معصوم معجز نما مظہر ذات الٰہیہ منظر صفات لا بانیہ ہین۔ قرآن پاک کی تلاوت فرمایئے جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون علت ایجاد عبادت ہے اور عبادت سے مراد معرفت ہے اسلیے کہ معبود کی معرفت جب تک نہ ہو بندہ کس کی عبادت کرے۔ معرفت خدا ہر فرد پر واجب ہے۔ معرفت نبیؐ و ائمہؑ جس کا مقدمہ ہے۔

ایک محقق جرمنی لکھتا ہے کہ علیؑ کی اطاعت سے نبیؐ کا فضل و کمال پہچانا گیا۔

ایسے ہی ان حضرات کو سر بسجدہ دیکھکر ہم کو اپنے معبود کی قدر ہوئی کہ وہ ان ممکنات کی علت اور واجب الوجود معبود ہے۔

جس طرح کلام خدا فصاحت و بلاغت سے مملو اور کذب و اغلاط سے پاک ہے ایسے ہی احادیث نبویہ کا محکی عنہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے دونون سے حدیث امامی مقتبس ہے اسمین بھی

ممکن نہیں کہ شائبۂ غلطی کا ہو۔

وہ حدیث نبوی جس کو اکثر میں نے عرض کیا یقین دلا رہی ہے کہ حق تعالےٰ کو نبی و علی کے سوا اور نبی کو خدا اور علی کے سوا اور علی کو خدا اور نبی کے سوا کسی نے نہیں پہچانا مخبر صادق کا کلام ہے جسکی واقعیت میں کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا ہر شخص اگر عارف ہوتا تو آج کل عالم ایک تک پر نظر آتا تفرقہ کاہے کو پڑتا۔ ~~

وللناس فی ما یعشقون مذاہب

واا سفاہ شیطان لعین سنگ راہ مومنین ہے نہیں چاہتا کہ بندگان خدا عارف بنکر بہشت میں جائیں۔

علم کی چار قسمیں ہیں بالکنہ اور بکنہہ بالوجہ اور بوجہ۔ بالکنہ کے یہ معنے ہیں کہ اجزا کے ذریعے سے شئے کو جاننا۔ اور بکنہہ اجزا کا جاننا ہے

معرفت الٰہیہ میں ان دونوں قسم کا ہونا محال ہے اسلیے کہ حق تعالےٰ واجب الوجود ہے اور حکما کی اصطلاح میں واجب وہ ہے کہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ دونوں قسموں میں اجزا نکلیں گے پس اجزا کا محتاج ہو کر ممکن ہو جائیگا واجب نہ رہیگا تقلب ماہیت لازم آئیگا اور وہ عقلاً محال ہے۔

علم بالوجہ وہ ہے کہ صفت کے ذریعے سے موصوف کا علم ہو۔ معرفت خدا اسکی دستبر ممکن ہے لیکن اسمیں بھی ایک سخت اشکال کی ہے امیر المومنین نے جس کو صاف کر دیا۔

نہج البلاغہ میں خطبۂ اولے حکیمانہ عارفانہ نظر سے دیکھیے ارشاد حق بنیاد مداد اعتقاد سے صفحۂ عقل پر لکھنے کے لائق ہے۔

علم بالوجہ کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ صفت غیر موصوف ہو اور یہ ممکنات میں بن سکتا ہے۔ دوسرا طریقہ معرفت واجب کا ہے کہ صفت کو عین موصوف لیجیے تب معرفت حاصل ہو ورنہ جو اشکال علم بالکنہ میں ہے وہی یہاں بھی ہوگا۔ اسی طریقۂ حسنہ کو برہان کے ساتھ لیے ہوئے عجیب لطیف عبارت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اول الدین معرفتہ وکمال معرفتہ التصدیق بہ وکمال التصدیق بہ توحیدہ وکمال توحیدہ الاخلاص لہ وکمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ۔

اول اصول دین معرفت خدا ہے اور کمال معرفت خدا تصدیق ہے اُس کی اور کمال تصدیق توحید خدا ہے یعنے وحدہ لاشریک جاننا اُسکا اور کمال توحید خلاص ہے یعنے خالص کرنا اُسکا صفت کی دوئی سے اور کمال اخلاص نفی کرنا ہے صفات کا ۔ یعنے جب صفت عین ذات ہے تو نفی ہو گئی صفت کی تنہا ذات یکرنگی کا جلوہ دکھلا رہی ہے ۔ اس وجہ سے کہ نفی صفات اگر نہ ہو اور صفت کو بھی لو تو دوئی پیدا ہو کر صفت کہتی ہے کہ مین غیر موصوف ہون اور موصوف شاہد ہے کہ مین غیر صفت ہون ۔ بہرکیف صفات الٰہیہ عین ذات خدا ہین اور صفت کا عین ذات ہوتا یہ ہے کہ ذات ممکنہ مین جو آثار صفات و آلات کے ذریعے سے ظاہر ہوتے ہین دوئی متصور ہے ذات اور صفت دونون جدا جدا ہین یہان ایسا نہین ہے ۔

ذات واجبہ تنہا منشأ ترتب آثار ہے کسی آلہ یا صفت کی محتاج نہین آنکھ نہین اور بصیر ہے کان نہین اور سمیع ہے ترتب سمع وبصر کا اکیلی ذات پر ہے ۔ دوئی ہرگز نہین محض یکرنگی ہے متوجہ ہو کر سنیئے اس ارشاد کو جس سے ایمان تازہ ہو ۔ فمن وصف اللّٰہ تعالیٰ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزاہ ومن جزاہ فقد جہلہ ومن جہلہ فقد اشار الیہ ومن اشار الیہ فقد حدہ ومن حدہ فقد عدہ ۔ یعنے جس نے بطور غیر حسن صفت کو غیر ذات جانکر اللہ کی تعریف کی پس قرین اُسکا پیدا کیا ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور واجب قدیم کی صفت بھی قدیم و واجب ہے تعدد وجبہ لازم آیا جو عقلا اور نقلا محال ہے اور جس نے قرین بنایا اُس نے تجزیہ کر دیا یعنے دو چیز ہو گئے ایک موصوف دوسرے صفت اُس کی اور جس نے تجزیہ کیا اُس کا وہ ذات واجب سے جاہل رہ گیا اسلیے کہ اجزا کا محتاج ہو کر واجب ممکن ہو گیا واجب نہ رہا اور جب واجب واجب نہ رہا قلب ماہیت کا استحالہ بھی لازم آیا اور یہ اُس سے جاہل رہ گیا اجزا کے لیے مکان ضرور ہے محدود ہو گیا یا حد منطقی لیجیے جنس وفصل نکلکر جسمانیات مین معدود ہو گیا یا واحد حقیقی نہ رہا واحد بالعدد ہو گیا ۔

لا اکراہ فی الدین حق تعالےٰ عادل ہے کسی کو مجبور نہین کرتا شان اُسکی وسیع اجبار و اکراہ سے پاک ہے ۔ مرضی الٰہی یہی ہے کہ اُسکے بندے عقل رکھتے ہین باقتضا حسن عقلی معارف خمسہ کی زینت سے مزین ہون ۔

ارشاد ہے جناب رب العزت عز اسمہ کا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو رسول خدا اور امام عصر سلطان عادل کی جو بحکم خدا اولی امر تمھارا ہے۔

امر وجوب کے لیے ہے یہ اطاعت واجب ہے اور بغیر معرفت کے اطاعت ہو نہیں سکتی پس یقین ہو گیا کہ معرفت واجب عینی ہے۔

حق تعالے عارفون کو شوق دلاتا ہے اور اپنے حبیب صلعم کا مرتبہ ظاہر فرماتا ہے حدیث قدسی مین اُنکی شان دکھلاتا ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔

نور محبوب کے چودہ حصہ ہین اور انکا وجود ذی جود سبب ہے ایجاد عالم کا انکی معرفت سبب انتحار عالم ہے۔

اللہ نور السموات والارض نور یہان منور کے معنے مین ہی اسلیے کہ نور جسم لطیف ہے اور خدا جسم ہونے سے پاک ہے اس نے نور محمدی سے تمام عالم کو روشن کر دیا ارشاد نبی ہے اول ما خلق اللہ نوری۔

نور پنجتن کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا ہے۔ آفتاب بھی اسی نور کا ذرہ ہے۔ آفتاب فقط ایک رُخ کو زمین کے روشن کرتا ہے اور نور محمدی ایک وقت مین تمام کرہ ہاے آسمان و زمین و نجوم و عرش کے ہر جہت اور ہر رُخ کو بالجار روشن کر رہا ہے۔

یہ نور سایہ نہین رکھتا اسلیے کہ ہمارے حضور ہین شہنشاہ ظل اللہ سایہ کے لیے سایہ نہین ہوتا۔ دوسرے یہ کہ سایہ مثال شے کا ہے اور آپ عدیم النظیر اور بے مثال ہین تیسرے جسم اطہر فرشتون سے بڑھکر نورانی اور لطیف تر ہے مشہور ہے کہ ہٹکا کمر سے نکلجاتا تھا پھر جو اس درجہ لطیف ہو اُس کے لیے سایہ کہان۔ چوتھے حبیب خدا ہر کمال و فضل مین فرد یکتا ہین اور جو غرق ہو دریاے وحدت مین غریق کا سایہ نہین ہوتا۔ پانچوین ابر رحمت خدا ان پر سایہ افگن ہے اسلیے سایہ نہین۔

ان وجوہ خمسہ کے قطع نظر ایسا نورانی منظر دکھلاتا ہون کہ انشاء اللہ دل و دماغ آپ کا روشن ہو جاے انوار خمسہ نجبا کا جلوہ نظر آسکے اول یکساعقلی تمہید عرض کر لون متوجہ ہو کر سنیے یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ نور کی طرف پشت اگر ہو تو سایہ اپنا منھ کے سامنے ہوگا اور اگر روشنی کی جانب رُخ کرکے چلو تو سایہ عقب پشت کرے گا بارک اللہ آپ خاتم النبیین ہین

آگے آگے کل انبیا آپ کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوے دنیا مین آئے ہین اور حضور سب کے بعد تشریف لائے ہین درود پڑھ کر اسکی وجہ سنیے کل انبیا اور رسل سایہ ہین آپکا۔

ماشاء اللہ سید المرسلین نورانی محفل قدس سے دنیا کی طرف کو جب چلے تو سایہ آپکا رُخ انور کے سامنے تھا اور یہ دربازگشت اُسی نورانی بارگاہ کی طرف دنیا سے مراجعت فرمائین گے تو سایۂ انور عقب سے ظاہر ہوگا انبیا اور ائمۂ دین پس پشت سید المرسلین اور اُن کے پیچھے مومنین ادب سے خراماں خراماں صلوات پڑھتے ہوے اور ید اللہ دل کی طرح پہلو مین حضرت کے لواے محمدی کا سایہ کیے ہون گے۔

کیا سواری کا شہنشاہ کی ممکن ہی بیان — کوئی محدود ہے اللہ کی قدرت کا سمان
ہین جلودار ملک عہد کے عالم مین لرزان — منظر حسن سے نظارۂ حور و غلمان
طرقوا کی ہی خوش آیندہ سہانی آواز — خیر مقدم کی صدا مین بھی ہی دلکش انداز
زلف محبوب الٰہی ہی زبس عطر فشان — ہر طرف قدرتی خوشبو سی مہکتا ہی جہان
ہے اسی نور خدا داد سے عالم مملو — عالم نور نظر آتا ہے گویا ہر سو
تھا سر طور اسی نور کا جلوہ بہ خدا — نہ رہی تاب نظر غش ہوے جس سے موسٰے
کہتے ہین سید سجاد وہ تھا نور علیؑ — حق ہے جو نور علی کا ہے وہ ہے نور نبیؐ

حدیث میزان سُنیے جو ابن عباس سے مروی ہے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین :- انا میزان العلم وعلی کفتاہ والحسنؑ والحسینؑ خیوطہ وفاطمۃ علاقتہ والائمۃ من ذریتی عمودہ یوزن فیہ اعمال المحبین والمبغضین ارشاد ہے کہ مین میزان علم ہون اور علیؑ دونون پلے اُس ترازو کے ہین اور حسنین علیہما السلام ڈوریان اُس کی ہین اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا علاقہ اُس کا ہین اور ائمۂ معصومین میری ذریت سے عمود یعنے ڈنڈی ترازو کی ہین۔ دوستون اور دشمنونکے عمل اُسین تولے جاتے ہین۔

اب معرفت حسنیہ وحسینیہ مدنظر ہے ارشاد سید البشر ہے الحسنؑ والحسینؑ سیدا شباب اھل الجنۃ حسنین علیہما السلام سردار ہین جوانان بہشت کے اہل بہشت جوان ہو کر بہشت مین جائین گے۔

بہشت پیدا کیا گیا ہے امام حسینؑ کے نور سے دونون شاہزادے مالک ومختار اور

سردارانِ جوانانِ بہشت کے روزِ عاشورا سید الشہدا علیہ السلام نے مناظرِ بہشت باعجاز دکھلا دیے اپنے اعزا اور انصار کو دونوں انگشت مبارک اٹھا کر فرمایا دیکھو درمیان ان کے اللہ اکبر سب نے اپنے مساکن دیکھے لیے شوقِ شہادت مین عرض کرنے لگے ؎

دیر اب کس لیے مرنے مین ہمارے مولا جان و دل لیگئے حورون کے اشارے مولا

اللہ اکبر عجب بافوق المراتب مرتبہ ہے، ان دونون فرزندِ رسولؐ کا امیر المومنینؑ کے بعد کوئی ہمسر ان کا نہین ہوسکتا۔ روحؑ امین گہوارہ جنبان اور اس خدمت پہ نازان ؎

لوریان دے دیکر سلاتے تھے خبرِ تہنیت سناتے تھے

ان فی الجنۃ نہراً مُتملیٌ بلبن لعلی و لزہرا و حسینؑ حسن

ایک مرتبہ جبرئیلؑ امین بصورتِ دحیہ کلبی خدمتِ سیدالمرسلین مین حاضر ہوئے ہین شاہزادے اُن کی آستین کو دیکھنے لگے پوچھا یا رسولؐ اللہ یہ میری آستین مین کیا دیکھتے ہین۔ فرمایا معمول ہے کہ دحیہ کلبی سفر سے جب آتے ہین آستین مین رکھکر فواکہ ان کے لیے لاتے ہین۔ جبرئیل نے دستِ اعجاز بڑھایا سیب و انار و بہی و رُطب و انگور باغِ بہشت کے توڑ کر فوراً حاضر کیے سبحان اللہ کیا جلالت قدر ہے۔

اس سے مافوق رتبہ کیا ہوگا یہ تفضل ہے حق تعالےٰ کا

ان شاہزادون نے بھی کوئی مرحلہ اطاعت و فرمانبرداری کا فرو گذاشت نہین کیا۔ گھر بار۔ مال و زر۔ جان و آبرو سب خدا کی راہ مین خوش ہو کر لٹا دیا جتنے مصائب و آلام پڑھتے گئے رنگ مبارک چہرۂ اطہر کا اور سرخ ہوگیا تب تو خدا نے نبیؐ کو اپنا مختار اور دونون فرزندون کو بہشت کا سردار مقرر کیا ہے اور حدیث مین آیا ہے و ابوھما خیر منھما

ماشاء اللہ صاحبان اولاد تشریف فرما ہین جب عید کا زمانہ قریب ہوتا ہے بچے آپ حضرات کے فرمائشین کرتے ہین آپ سے کوئی کہتا ہے کلاہ زردوزی اور پیراہن ریشمی ہم لین گے کوئی نعل قیمتی مانگتا ہے آپ حضرات بچون کی فرمائشین مہیا کرتے ہین نادار کیون نہو مگر ہر شخص اپنے بچون کے لیے کہین سے فکر ضرور کرتا ہے۔

عید کا دن صبح کو ہوگا حسنینؑ سیدہؑ سے ضد کر رہے ہین کہ اطفال مدینہ صبح کو نئی پوشاک پہنے ہونگے اماں جان ہمکو بھی نیا لباس پہنائیے نیا لباس ہم آپ سے لین گے۔

سیدہ شہزادون کو بہلا رہی ہین کہ لباس تمھارا خیاط کے پاس ہے وہ لائیگا تو مین

اپنے بچون کو پہناؤن گی حضرات۔ بچے تو ضد کرتے کرتے سو گئے۔ صدیقہ معصومہ کو نیند کہان فکر تھی کہ صبح کو لباس نو حسنینؑ کو کہانسے پہناؤن گی اور اپنی ناداری پر سخت متردد تھین۔ یکایک کسی نے دق الباب کیا۔ پوچھا من انت تم کون ہو۔ کہا شاہزادون کی پوشاک لیکر یہ خیاط حاضر ہوا ہے سیدہ قریب در تشریف لائین پس در سے ایک جامہ دان دیکر وہ چلا گیا۔

اب جو کھولکر دیکھا دو چھوٹے چھوٹے عمامے دو زیر جامے دو جوڑی موزے دو پیراہن دو جگہ رومال مین بندھے ہوئے پائے مساوی تقسیم تھی ترجیح کسی کو نہ تھی کہ ملال خاطر پیدا ہوا اللہ اکبر۔ اُسوقت کی خوشی معصومہؑ کے دل سے کوئی پوچھتا خوش ہو کر دونون کو جگایا کہ اے نور نظر خیاط تمھاری پوشاک لایا ہے لباس فاخر پہنا کر پیار کر رہی ہین جناب سیدؐ عالم بھی تشریف لے آئے اپنے دونون فرزندون کو گلے سے لگایا پیار کیا اور فرمایا اے سیدہ وہ خیاط نہ تھا بلکہ رضوان خزینہ دار باغ جنان تھا۔

تقابل اسکا سنیے جو دل کو مجروح کر نیوالا ہے۔ عید کے دن ضد کر کے جناب سیدہ سے نیا لباس مانگا اور بروز عاشورہ مظلومؑ کربلا اپنی بہن سے لباس کہنہ طلب فرما رہے ہین جسکی طرف کسی کو اعتنا نہو۔ ثانی زہرا عرض کرتی ہین لباس کہنہ کیا کیجیے گا فرماتے ہین سب لباس کے نیچے اسکو پہنونگا لئلا اجرد بعد قتلی تا بعد شہادت لاش میری عریان نہ ہو جائے۔

عید کے دن رسول خدا مرکب آپ کا بنے اور بجائے مہار گیسوئے اطہر اپنے دے دیے روز عاشورہ جب خیمے سے نکلکر سوار ہونے کو چلے دیکھا جلو خانہ سونا پڑا ہے ذوالجناح در خیمہ پر کھڑا رو رہا ہے کوئی رکاب تھام کر سوار کرنیوالا نہ تھا۔

آہ آہ راوی کہتا ہے کہ ایک بی بی سیاہ برقع پہنے روتی ہوئی خیمے سے نکلین اور اپنے کانپتے ہوئے ہاتھون سے رکاب پکڑ کر سوار کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

الھدیۃ الثانیۃ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو اھلہ نحمدہ علی ما کان ونستعینہ من امر تاعلی ما یکون ھو اللہ الرحمٰن الاحد الصمد المعبود المحمود واجب الوجود الحی القیوم القادر المختار العلیم الحکیم الملک المنان ۔ ونشکرہ علی ما خلقنا من فاضل طینۃ خلفائہ الحسنات وانطوع السنتھا بآیات الصدق والیقین والایمان ۔ ونصلی علی حبیبہ و رسولہ سید الانس والجان محمد و عترتہ امناء الرحمٰن شرکاء القرآن ۔ ونبرء عن اھل الشرک والظلم والکفران اللھم العن علی اعداءک واعداء محمد و آلہ یا دیان وانتقم عن غاصبی حق آل نبیک وعذب الظلمۃ بالنیران ۔
وبعد فقال سبحانہ عزشانہ فی کتابہ الفرقان ۔ ان فی اختلاف اللیل والنھار وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون ۵

بارک اللہ امام المتقین کے شیعہ جلوہ فرما ہین چشم تدبر سے دیکھیے اس کلام معجز نظام مین تیقون کی قید صاف کہہ رہی ہے کہ رات دن کی آمد وشد اور ان چیزونمین جو اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین مین خلق فرمائی ہین البتہ نشانیان ہین پرہیزگارون کے لیے ۔
پرہیزگار وہی فرقہ حقہ عدلیہ ہے جو خدا کو عادل نبی و امام کو معصوم اور معجز نما جانتا ہے حسن و قبح اشیاء کو عقلی مانتا ہے ۔ وہی فرقہ ناجیہ مصداق ہے اس آیت کا اور معاذ اللہ جنھے امام المتقین اہلبیت طاہرین کا دامن محبت ہاتھ سے چھوڑا التقوے و طہارت اس سے دونون سلب ہوگئے

بالیقین درسگاہ ہے دنیا
اور دی گئی ہے عقل سلیم
بحث توحید و عدل کیجیے یاد
امتحان معارف خمسہ
پاکے انعام حشر و نشر کے دن
شرک سے ہے دماغ جنکا پاک

امتحان ہے ہر اک مکلف کا
کہ ہوا انعام سہل اور تفہیم
اور نبوت امامت اور معاد
پاس کرتے ہین متقی بخدا
داخل خلد ہونگے وہ مومن
شیعۂ آل سید لولاک

کفش بردار احمد و حیدر | مست صہبائے ساقی کوثر

بعبارۃ اُخرے اسکی دوسری تحریر نئی روشنی دکھلا رہی ہے ۔

ہے یہ دنیا طلسم حیرت خیز | جسکا نظم و نسق ہے دل آویز
علم و حکمت کے دیکھکر منظر | محو حیرت ہے فلسفہ کی نظر

دو امر اعلائے بدیہیات و مسلمات سے ہین ۔ اول یہ کہ ہر ممکن اپنے وجود مین علت کا محتاج ہے ۔ دوسرے دنیا عالم اسباب ہے اُسکے جزئیات سب متغیر ہین اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے ۔ آج پیدا ہوے کل جوان پرسون بوڑھے ہوکر مرگئے ۔ ع

دیکھیے اب وہ منظر اعلےٰ | جو نہ دیکھا ہو اور کبھی نہ سُنا

چمن دہر مین پھولون کی قدرتی گھڑی لگی ہوئی نبض کیطرح ہر دم چل رہی ہے ۔ ع

نہ کبھی کوک اُس کو ملتی ہے | نہ سوئی اُس کی بند ہوتی ہے

اُسکی خوشبو فلسفی دماغون کو معطر کر رہی ہے ۔ ہر آن نصف سدس ربع منٹ سکنڈ دکھلا رہی ہے صبح کا گجر بجتے ہی نسیم سحری اٹھکھیلیان کرتی ہوئی چلی ۔ جسکی خرام ناز کی آہٹ پاکر نسترن کی کلیان کھلنے لگین ۔ ع

گدگداتی ہے نسیم سحری آآکر | لب ہر غنچہ سے ظاہر ہے تبسم کا اثر
طرب افزا ہے عنادل کے ترانون کی بہار | دلکو کھینچے ہی لیے جاتے ہین نغمات ہزار
مسمریزم کا ہے وہ دیدہ نگاہین تر | لیگئی دل کو اُڑا نرگس شہلا کی نظر
سامری فن ہین فسون ریز حسینان چمن | دلربایانہ ہے جادو نظری کا فیشن
جلوہ افروز ہے ایجاد حکیم برحق | حکمتون کا ہے مرقع چمنستان کا ورق
حیرت اندوز ہے ازبسکہ حکیمانہ نظر | عقل کہتی ہے یہ انگشت بدندان ہوکر

ربنا ما خلقت ھذا باطلا ہ

سُنیے اور اگر کچھ تازگی ہو تو درود پڑھیے بلبلون کے مترنم رمز مومنین حی علے الصلوٰۃ کا نعرہ لگاتے ہی ہر روش سجائے فرش گل کے بچھ گئے اقامت صلوٰۃ کی صورت کھنچ گئی ۔ اشجار قیام میں ہین ڈالیون کا ہوا سے بار بار جھکنا اور اُٹھنا ۔ اللہ اکبر ۔ ع

عارفانہ نظر سے دیکھیے گر | ہے قیام و قعود کا منظر

سبحان ربی الاعلےٰ کی آواز فضاے ہوا مین آجتک گونج رہی ہے کہ ٹھنڈی ہوا کھا کر

سونے والو اٹھو فریضۂ سحر ادا کرو۔ سفیر حضرات صادقین صبح صادق مہ جبین زبان فصاحت سے کہہ رہی ہے اے بنی آدم حکم شریعت سہلا یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے پہلے اُس معبود برحق کا سجدہ کرو جس نے جناب ابوالبشر کی پیشانی میں خمسۂ نجبا کے نور کو مسجود ملائک بنایا۔ ؎

سجدہ شیطان نے مگر نہ کیا	راندۂ بارگاہ قدس ہوا
جب کرن پھوٹتی ہے سورج کی	روز کرتا ہے اُس کو سجدہ شقی

اسلیے اس ناری کے جلانے کیلیے لازم ہے کہ سورج کے نکلنے سے پہلے اہل اسلام اپنے معبود برحق کو سجدہ کریں مصلائے عبادت پر بیٹھے ہوئے جبتک آفتاب نکلے قرآن و دعا پڑھتے رہیں۔ تعقیبات ترک نہ کریں۔ سورج نکلا سورج مکھی کا چہرہ شگفتہ ہوا۔ جمال آفتاب کی شعاع سے لو لگائے ہوئے حیرت کی نظر سے اُسکا منہ تک رہا ہے۔ گویا اسکے تار نظر خطوط شعاعی میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ اب سنیے بگوش دلا بجز ش دلا۔ اب حضرات مومنین بھی چمکتے ہوئے ذرّے ہیں شموس شعشانیہ ربانیہ کے فضائے محبت میں اُڑ رہے ہیں بالائے ہوا ایک زرین و رنگین خوشنما لین ذرونکی بنی ہوئی ہے۔ مکۂ معظمہ۔ مدینۂ منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلے۔ کاظمین شریفین۔ سُرّ من رای۔ مشہد مقدس کی طرف۔

ہوائے شوق لیے جاتی ہے اُڑائے ہوئے — صدا یہ آتی ہے گویا زبان قدرت سے

بشریٰ لکم طوبیٰ لکم بارک اللہ فیکم

گلاب کیوڑہ چنبیلی جوہی بیلا مدن بان موتیا انواع و اقسام کے پھول اپنے اپنے وقت پر کھل رہے ہیں گلونکی خوشبو کی تازہ لپٹیں چمن کے تختونسے آ رہی ہیں نمازیونکے مشام جانکو مہک مہک کر بسا رہی ہیں شمشاد کی شاخیں دھوپ کا اندازہ کرنے لگی خط نصف النہار پر پہونچکر فروغ شمس کا زوال آیا آہستے سے ہی ظہر کا وقت آ گیا طیور بکمال سرور ذکر اخفاتی میں محو ہوئے گلہائے عصر کھلنے لگے شام ہوئی چھوئی موئی سو گئی۔ اللہ اکبر مغربین کی شان عبادت کا رنگ جما ٹھنڈی روشنی کا جھاڑ بام فلک پر روشن ہوا۔ چاندنی چھٹکی ع بنگئی ہر چمن منظر دشت ایمن۔ نور کے فواروں کی نیرنگی نیا رنگ برسا رہی ہے۔ آب شبنم سے گلوں نے وضو کیا غنچونکی چٹک گویا ذکر بالجہر کا جلوہ دکھلانے لگی۔ گل شب بو تاریو رات کو کھلتے ہیں اور اُن کے اوقات محدود منضبط ہیں کوئی اول شب کوئی نصف

آئیے دیکھیے اب منظر عرفان کی بہار	آمد فصل بہاری کی چمن میں ہے پکار
گویا ہر شاخ شجر آتی ہے اسطرح نظر	جیسے ہو سبز پری پھولونکا پہنے زیور

باغ مین سبزۂ نوخیز کی ہی طرفہ لہک	گل خندان کی مہک بلبل نالان کی چہک
سائبان نور مسرت کا ہی ابر نور د نر	اور محب ساقی کوثر کے ہین جلوہ فردنر
ساغر بادۂ اطہر ہین چھلکتے ہر جا	آتی ہی قلقل مینا سے صدا صل علی

فلسفیانہ عادلانہ گہری نظر اُسپر ڈالکر آخری فیصلہ فرمائیے کہ یہ واقعی اصلی مرقع کسی حکیم قدیم کے قلم قدرت کا جلوہ ہی یا بقول دہریون کے مادہ کا خیالی کرشمہ ہی - واے بوالعجبی مادہ تو محض قابل ہے فاعلیت اور ایجاد کا مادہ ہی اُسمین کب ہے کہ طرح طرح کے نقش و نگار کھینچکر دکھلائے ہان البتہ صورت نوعیہ فاعل کی پلٹیکار ہے - مادہ منفعلہ معلول ہے صورت کلیہ کا - مادہ اور صورت جزئیہ اور غایۃ یہ تینون ممکن اور حادث ہین - صانع مطلق حکیم برحق واجب الوجود فاعل مختار سب کی علت ہے جسنے مادہ کو اول پیدا کیا پھر خاص خاص صورتین اُسکو پہنائین غایت کا ظہور ہوا جیسے کوزہ گرنے اول مٹی تیار کی پھر سلیقہ صراحی گلاس اُس سے بنائے جنمین سب نے پانی پیا مٹی علت مادیہ مختلف صورتین علۃ صوریہ - استعمال علت غائی - کوزہ گر علت فاعلی ہے - ؎

یہ تصاویر اور یہ نقش و نگار | رنگ امکان سے ہین مرصع کار

مومنین اخیار پرہیزگار کے دلہاے صافیہ پر یقین کا پرتو ڈال رہے ہین کہ لاریب ضرور کوئی واجب الوجود مصور آن ممکنات کا ہی جسکے ارادۂ قدرت نے قطرۂ آب کے صفحہ پر جو دیری کی تصویر کھینچی ممکنات حادثہ کے قالب مین روح تازہ پھونکی فتبارک اللہ احسن الخالقین - جوارح اور اعضاے رئیسہ ناشی ہوے رفتہ رفتہ نشو و نما پاکر پتلا تیار ہوا جان ڈالدی گئی یہ امکانی پیکر عجائبات حکمیہ کا منظر محل حوادث ہے جسکا ہر جز حادث ہے طفلی و جوانی و پیری و فنا آیندہ جو طواری اسپر طاری ہونگے وہ بھی حادث اور نطفہ علقہ مضغہ جو رنگ اسکے یکے بعد دیگرے بدلتے رہے ہین وہ بھی سب حادث تھے پھر فرمائیے مادہ کسطرح قدیم ہو سکتا ہی - ؎

کدھر ہین آنکھ ملائین تو دہریہ آکر	مجادلہ کا نہین ہے کوئی جواب مگر

امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد سنئیے اور معرفت الٰہیہ کا سبق لیجیے - ؎

اتزعم انک جرم صغیر	وفیک انطوی العالم الاکبر

کیا تو گمان کرتا ہے کہ تو جسم صغیر ہے - حالانکہ عالم اکبر تجھ مین پنہان ہے - جسطرح عالم اکبر یعنے دنیا کی بڑی سلطنت ایک قلعہ ہے جسمین بادشاہ وزیر امیر مشیر افسر لشکر ملکی حکومت جمہوری سلطنت کا عظیم الشان سامان ہی ایسے ہی ہر فرد بشر گویا ایک شخصی

آزاد ریاست شاہی بارگاہ ہے دل پادشاہ ہے دار الامارت دماغ عقل وزیر نفس مشیر قوائے لشکر جوارح جسم حصار جواسیس عشرہ دم دم کی خبر پہونچانے پر تیار۔

ہشام علیہ الرحمہ رفیق ہیں جناب صادق علیہ السلام کے یہی مسئلہ آپنے نعمان سے پوچھا تھا کہ آنکھ ناک کان زبان رکھتا ہے۔ ہنسکر کہنے لگا ہاں یہ سب رکھتا ہوں۔ فرمایا اُنسے کیا کام لیتا ہے۔ کہا آنکھ سے دیکھتا ہوں کان سے سنتا ہوں منھ سے بات کرتا ہوں۔ فرمایا دل بھی رکھتا ہے۔ بہت ہنسا مسجد کوفہ میں درس دے رہا تھا حضار ع سنتے ہی قہقہے اُڑانے لگے۔ فرمایا دل سے کیا کام لیتا ہے۔ اُسنے کہا دل حاکم ہے بدن کا تمام جسمانی قضایا کا فیصلہ کرتا ہے۔ فرمایا خدا نے ایک متنفس کو بھی بغیر حاکم کے سر خود نہیں چھوڑا پھر کیا قیاس ہے تیرا کہ جناب حبیب کبریا اپنی تمام امت کو بغیر امام عادل کے مقرر کیے ہوے سراسیمہ چھوڑکر دنیا سے چلے گئے۔ یہ سنتے ہی حیرت کا مہتاب اُسکے منھ پر چھوٹ گیا۔ گھبراکر کہنے لگا کیا تم ہشام ہو۔ آپ نے کچھ حیلہ کرکے ٹالدیا وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوے اور وہ جلسہ منتشر ہو گیا۔

اب تلک تھے ہمارے یہ منظر | اہل عرفان کے زیب چشم و نظر

اب کوہ و صحرا پر نظر ڈالیے قدرت الٰہیہ کو دیکھیے کہیں چٹیل میدان ریگستان سنسان بیابان نہ شجر نہ حجر نہ حیوان نہ کہیں پانی کا نشان۔

غول کی شکل میں اُمڈتے ہیں بگولے ہر سو | آدمی زاد کی کوسوں تلک آتی نہیں بو

کہیں آتش نشان پہاڑوں کا طولانی سلسلہ لیلاے بلاکی پُر آشوب زلفوں کا پیچ و خم دکھلا رہا ہے جسکے حلقوں کے آئینہ میں تسلسل محال کا چہرہ نظر آرہا ہے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں غضب کی لو چل رہی ہے گویا دنیا کا جہنم یہی ہے عجب نہیں ہے کہ برہوت جسکا نام ہے جو عالم برزخ میں ظالمان کفار و اشرار فجار دشمنان دین کا مسکن ارواح العیاذ باللہ من ذلک بد ترین عذاب و عقاب الٰہی و قہر خدا سے مملو ہے۔ عرب کے پہاڑ خاکی ہیں آبی نہیں طائف کا خطہ سبزہ زار ہے جہاں سے ترکاریاں انار وغیرہ مکہ معظمہ میں آتا ہے۔ سہ

آہ موسے بن حضرت جعفرؑ | قید ہارون میں تھے حبیب مضطر
سخت سفاک تھا وہ عباسی | اور زوجہ زبیدہ تھی اُس کی
خواب دیکھا یہی زبیدہ نے | متمتع ہے اک جہان اُس سے
کھل گئی آنکھ بیقرار اُٹھی | اور لونڈی سے اپنی کہنے لگی

جو نبی زادے قید ہین اس جا — اُن سے تعبیر جلد پوچھ کر آ
مگر اُن سے نہ لینا نام مرا — وہ گئی اور اپنا خواب کہا
جھوٹ مت بول اُس سے فرمایا — تیری بی بی نے خواب ہے دیکھا
اُس سے کہہ ایک نہر کھدوا دے — کہ ترا فیض یادگار رہے

نہ جانے کیا جستجو کیگئی پہاڑون کا جگر کھود کر کس حکمت سے حکومت نے پُر فضا نہر نکالی ہے دامن عرفات مین سرکشادہ ہوکر جہان ایک قطرہ پانی کا کبھی میسر نہ تھا لاکھون حجاج و زوار کو سیراب کر رہی ہے وہان سے میدان صفا و مروہ مین سعی کرتی ہوئی بازار مکہ مین ظاہر ہوکر ؎

جلوۂ قدرت خدا بنکر — نہین معلوم پھر گئی وہ کدھر

ایران کے پہاڑ آبی ہین ذیقعدہ سنہ تیرہ سو تینتالیس ۱۳۴۳ھ ہجری مین کاظمین بخیر یقین سے چلکر معصومۂ قم علیہا الرحمۃ اور طہران کے متصل شہزادگان حسنی و حسینی و موسوی کی زیارت کرتے ہوئے مشہد مقدس آکر زیارت غریب الغربا شاہ خراسان علی بن موسے الرضا علیہما التحیۃ و الثنا سے جب ہم مشرف ہوئے ہین ماشاء اللہ بہار کا موسم تھا بجا راہ مین پہاڑ و بیابان پانی نکل رہا تھا ہر طرف ہرن چاہی

ملک شاداب آدمی خوش گل — حسن ایمان زیب ہر منزل
پر فضا اعتدال لیل و نہار — طرب افزا ہوائے باغ و بہار
نہ کہین دزد و راہزن کا خطر — شب کو جنگل مین سو رہو پڑکر

سُنا گیا ہے کہ جہان آبشار ہین وہان کے قدرتی دلکشا مناظر یادگار عجائب روزگار ہین۔ گرد حلقہ پہاڑون کا بیچ مین وسیع میدان کھلا ہوا ؎

سیل بالائے کوہ سے آکر — گرتی ہے ایک پانی کی چادر

صبح کے وقت اسپر سورج کی کرنون کا گرنا عجیب تیرنگ دکھلاتا ہے توس قزح کا منظر نظر آتا ہے نئی روشنی حیرت کی زبان سے کہتی ہے واعجباہ سائنس بدلگیا صبح کے آئینہ مین عصر کا چہرہ صاف نظر آرہا ہے۔ ایک حدیث نبوی مین آیا ہے اول ما خلق اللہ نوری دوسری حدیث مین ہے اولُ ما خلق اللہ العقل جمع بین الحدیثین کہتا ہے کہ دونون حجت خدا راہ نما ہین۔ عقل سلیم نے ہر چند سمجھایا کہ فقط ذات کبریا واجب الوجود اور قدیم بالذات علت فاعلی ہے بت پرستی نہ کرو مادہ کو قدیم نہ کہو مشرک نہ بنو۔

شرک سے ہو گیا جہان مملو — کفر و الحاد بڑھ گیا ہر سو

نبی کریم نے توحید حق کا موعظہ فرمایا انداز کیا قریش پر طیش جانی دشمن بنگئے ہجرۃ کرنا پڑا۔

سخت مشکل تھی غار کی منزل — تھے محاصر لعین سنگین دل
سانپ کا یار غار کو ڈسنا — زہر ایمان محک پہ تھا کسنا
معجزت حق کا دیکھیے اعجاز — جسپہ اسلام کو ہے فخر و ناز
کہ لعاب دہان شاہ حجاز — بنگیا گویا سرمۂ آواز
جا کے شیطان نے ناریوں سے کہا — کہ اسی غار میں ہیں نور خدا
دیکھتے کیا ہیں آنکھ کفار — خانۂ عنکبوت سے درِ غار
اور کبوتر بھی جھاڑیوں سے اُڑے — تخم تھے اُنکے آشیان میں دھرے
رعیت قہقری کی یہ کھکر — اے خرف ہے خیال تیرا بجر
ہاتھ مل کے اُس لعین نے کہا — ہائے یہ وسوسہ بھی چل نہ سکا
اب سیوطی کی دیکھیے تحریر — کہ جناب امیرؑ خیبر گیر
کرتے تھے روز فکر آب و غذا — تین اشتر اور ایک راہ نما
لاکے حاضر کیے بفضل خدا — ہوئے یثرب گئے شہ بطحا
نصرت کبریا جلو میں لیے — سالماً داخل مدینہ ہوئے

اعدائے دین جو منکر ہیں وجود خدا کے اُنسے کوئی پوچھے کہ علیؑ مدد کس نے کی غار میں کس نے بچایا مدینۂ منورہ کس نے پہونچایا حق یہ ہے کہ یہ سب قدرت الٰہیہ نصرت کبریا کا جلوہ تھا جناب امیر علیہ السلام بھی دُیون نبویہ ادا کرنیکے بعد عورتوں اور ضعیفوں کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ پہونچے۔

یہ نبی و علی کا تھا اقبال — اور خداداد ان کا جاہ و جلال
روز افزوں ترقیاں پاکر — بڑھ گیا دین حق کا کروفر
شکر خالق ہو کس زبان سے ادا — جسکی قدرت سے دین حق چمکا
میرے معبود قادر و قیوم — بہر اعزاز چاردہ معصوم
جیسے اپنے حبیب کی مشکل — تو نے حل کردی اے شہ عادل
یوہیں آنکھوں کو میری دے تو شفا — عفو فرما ہر ایک میری خطا
آستان نبی و زہرا کی — چار امام اور امیر حمزہ کی
ہر زیارت سے اب مشرف کر — دل میں ارمان ہے اے مرے داور

قبر سے جب اُٹھوں میں روزِ نشور ‌ ‌ اور میدانِ حشر میں ہو مرور
سب کہیں خلق اول و آخر ‌ ‌ چہاردہ معصوم کا ہے یہ زائر

ہجرت کر جانے پر بھی طیش قریش فرو نہوا تعاقب کیا مگر دیکھیے نصرت الٰہیہ کی تلوار بدر میں کیسی چمکی آسمانی مدد پہنچی ابو جہل شقی داصل جہنم ہوا کفار اکثر نے النار بافی لقمہ دہان فرار ہوے۔ پھر کینۂ مشرکین جوش میں آیا معرکۂ اُحُد گرم ہوا مسلمان کچھ شہید ہو گئے کچھ اپنے نبی کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے اسد اللہ الغالب نے کلاب عرب کو نبی پر حملہ کرنے سے روکا بار بار مار کر ہٹایا لوہے محمدی کو استوار کیا سپر میں پانی لاکر منہ ہاتھ دھلایا تلوار آپ کی ٹوٹ گئی تھی ذوالفقار چرخ سے اُتری۔ مدح کی سہانی آواز باعجاز قدرت کی زبان سے آرہی تھی حسان نے جسکی تصویر کھینچی ہے

جبریل نادی معلنا والنقع لیس ینجلی ‌ ‌ لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الا علی

پھر خندق کے مورچہ پر فضل خدا کانی ہوا مسلمان کم تھے سلمان کی رائے سے خندق کھود گیا عمر بن عبدود جب مبارز طلب ہوا ہی دل تھرانے لگے رسول خدا نے کئی بار من لھذا الکلب فرمایا مگر جناب امیر کے سوا یا روں کو یارا لے جواب تھا کرار غیر فرار نے مکرر یہی عرض کیا انا بارزہ یا رسول اللہ۔ آخر اس ہیئت سے جوش وغا میں چلے ۔ ؎

کہ عمامہ نبی کا زینت سر ‌ ‌ قبضۂ ذوالفقار زیب کمر
اب حدیث صحیح کیجیے یاد ‌ ‌ ہے رسول خدا کا یہ ارشاد

برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ

کل ایمان مقابلہ کو چلا ‌ ‌ طرف کل شرک وا عجبا
اہل ایمان کے دل کو ہے حیرت ‌ ‌ کل ایمان کی ہو جو قوت
اُسکے ایمان میں کرتے ہیں کلام ‌ ‌ دشمن حق عوام کالانعام
ہے دعاے نبی یمین و شمال ‌ ‌ آگے آگے جلو میں ہے اقبال
سر پہ سایہ کیے ہماے ظفر ‌ ‌ پشت پر نصرت خدا کی سپر
پیادہ پا رزمگاہ میں پہونچے ‌ ‌ بفصاحت رجز یہ پڑھنے لگے
میں نبی کا ہوں ایک عبد عبید ‌ ‌ اور حبیب خدا کا کلب وصید
ہے علی میرا نام نام خدا ‌ ‌ ابن عم نے ہے بوتراب کہا
پسر حضرت ابو طالب ‌ ‌ افتخار قبیلۂ غالب

سنکے یہ وہ لعین کہنے لگا   کہ مرے دوست کا ہے تو لڑکا

شرم آتی ہے قتل کرتے ہوے   پیدل آیا ہے لڑنے کو مجھ سے

مجھ سے کیسے ملتا جواب تابل نا ز   گہر افشان ہوے لب اعجاز

چڑھ کے گھوڑے پہ بزدل آتی ہین   جو کڑی کھا کے بھاگ جاتے ہین

شرم آتی ہی مجھ کو تجھ سا جوان   ذلت کفر مین ہو قتل یہان

ہین فقط تین کو جہاں کے گریز   ورنہ ہے ذوالفقار میری تیز

تھام کر اُس نے پردۂ کعبہ   تھا دلیرانہ دل سے عہد کیا

گر کریگا حریف تین سوال   ایک کو مان لونگا مین فی الحال

حجت کبریا نے اُس سے کہا   توڑ ترنا ر شرک ایمان لا

چاب کر ہونٹ بولا وہ جاہل   وضعداری کا ترک ہے مشکل

عمر بھر تو بتون کو سجدہ کرون   آج انھین چھوڑ کر مسلمان ہون

فرمایا کوئی عداوت سابقہ مسلمانون سے تجھ کو نہین ہی ابوسفیان بہکا کرے آیا ہے۔ سہ

مفت مین اپنی جان کھوتا ہے   یا ان سے جا کیون ذلیل ہوتا ہے

اُس نے کہا یا علی یہ کبھی نہوگا اسلیے کہ ہمیشہ زنان عرب محفل عروسی مین رجز خوانیان کرینگی۔

کہ علی کے مقابلہ کو گیا   بزدلہ عمر ڈر کے بھاگ آیا

فرمایا تو پھر گھوڑے سے اُتر تلوار کھینچ مجھ سے لڑ اُسنے اول گھوڑے کو پے کیا پھر۔ سہ

مثل سیماب بے قرار بنا   جنگ کے پیرے بدلنے لگا

بلا کا پھکیت تھا اپنا وار کرکے فوراً پچھلے پاؤن اُڑ جاتا تھا شیر کی زد پر نہ آتا تھا آپنے اُسکے وار کو رد کا سپر مین اُلجھ کر اُسکی تلوار سر اطہر تک پہنچی دیر لگی۔

رجعت قہقری وہ کر نہ سکا   ہاتھ پلٹ کا آپنے مارا

کٹ گئی اُسکی ران جسکر اکر   گر پڑا دھڑ سے خاک پر خود سر

پیچ اپنے عمامہ کا کسکر   اُسکا سر کاٹا چڑھ کے سینہ پر

نعرۂ حیدری بلند کیا   ہلگیا دشت شیر نر کو نجب

نجس العین کا لعین کا سر   لا کے ڈالا نبی کے قدمون پر

اُسکی زرہ اور لباس و اسلحہ کیطرف اعتنا نہ کیا ہین اُسکی حسب اپنے بھائی کی لاش پر آئی تو

اُس نے شکر کا نوحہ پڑھا کہ اسکا قاتل کفو کریم اور غیر رہتا جسنے اسکو نامور جانکر برہنہ اور ذلیل نہیں کیا لباس نہیں چھینا
آہ آہ اب مین فریاد کرتا ہون اے غیرت مند آقا آئیے کربلا مین اور اپنے مظلوم بیکس شہید کی حالت دیکھیے ہائے کسی ظالم نے زرہ کسی بیحیا نے عبا اُتار لی کسی نے تیغ و سپر اٹھالی کسی نے انگوٹھی کے لیے انگشت اطہر شہید کر ڈالی۔ سہ

ملبوس کہن لے گئے سب لوٹنے والے　　　پر تیر بدن سے تو کسی نے نہ نکالے

اُحد مین بہن امیر حمزہ کی جب اپنے بھائی کی لاش پر رونے کو آئی ہین رسول خدا نے چادر لاش پر اُڑھادی بازو کھلے رہ گئے تھے گیا صحرا اُسپر ڈالدی کہ بھائی کے جگر کو پارہ پارہ دیکھکر وہ مضطر بیقرار نہون اور تسلی و تشفی دے کر اُنکو رزمگاہ سے رخصت فرمایا۔
یارسول اللہ آئیے کربلا مین اور اپنے پارۂ جگر حسین مظلوم کی لاش بے سر کو خاک و خون مین غلطان دیکھکر جناب زینب کی دلدہی فرمائیے۔ وہ مظلومہ اپنے ماں جائے کی لاش پر پچھاڑین کھارہی ہین اور اشقیا بہ ظلم و ستم رونے سے اُنکو منع کرتے ہین۔ سکینہ لاش پدر سے لپٹی ہوئی رو کر فریاد کرتی ہین کہ ظالمون نے طمانچے ہم کو مارے گوشوارے بظلم چھین لیے پیاس کی شدت سے دل کباب ہوگیا۔ اُسوقت گلوے بریدہ سے با عجاز یہ آواز آرہی تھی۔

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی　　　وان سمعتم بغریب او شہید فاندبونی

اے شیعو میرے اگر آب خوشگوار پینا تو ہماری پیاس کو بھی یاد کرنا۔ ہائے وہ کیسی پیاس تھی جسکو یاد کر کے رونے مین ایک لاکھ حسنات کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

لیتکم فی یوم عاشورا جمیعا تنظرونی　　　کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

کاش تم سب کے سب موجود ہوتے اور دیکھتے کہ مین نے اپنے بچہ کیلیے پانی مانگا اور ظالمون نے رحم نہ کیا واقعہ ناصرہ یہ کلام معصوم عجب حسرت سے ملا ہوا ہے چھ مہینے کے شیر خوار تشنہ جگر بچہ کا تیر ظلم سے نحر کیا جانا شیعون کے مجروح قلب و جگر سے پوچھیے آہ آہ۔ سہ

حلق اصغر بارے تشنہ سینۂ زہرا چھیدا　　　رن کجا جنت کجا اللہ رے پلہ تیر کا

انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی　　　و بجر الخیل بعد القتل عمداً سحقونی

مین وہ فرزند رسول ہون جسکو بے خطا ظالمون نے ذبح کر ڈالا اور پامال سم اسپان کیا۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الهدیة الثالثة

اعوذ باللہ السمیع العلی العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدك یا من هو الهنا واله العالمین باری الخلائق اجمعین لینا و ولی الکونین ربنا ورب المشرقین لا اله الا الله الملك الحق المبین ایاك نعبد وایاك نستعین رب ارحم علیّ وعلی والدیّ واخوانی المؤمنات واخوانی المؤمنین۔ سہ

اشف عینیّ عن نزول الماء ۔۔۔ وادفع عنی بلاء کل داء

ونصلی علی حبیبك ورسولك سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترته المیامین الطاهرین المعصومین۔ قادة الغر المحجلین الی علیین۔ ونبرئ عن اعدائك واعدائهم وغاصبی حقهم اجمعین۔ وبعد فقال سبحانه عز شانه فی کتابه المتین وهو اصدق الصادقین وکل شئ احصیناه فی امام مبین۔ یعنے ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر دیا ہے امام مبین مین۔ سہ

متفکر تھے چشم اور ابرو ۔۔۔ متحیر تھے ملتفت ہر سو

ایک نے گھبرا کر پوچھا توریت مراد ہے۔ دوسرے نے انجیل کا گمان کیا۔ سرور عالم نے سب کے جواب مین کلمہ لا ارشاد فرمایا۔ سہ

اتنے مین حسن اتفاق سے وہان ۔۔۔ جلوہ فرما ہوئے شہ مردان

حبیب کبریا نے بہ تبسم فرمایا هذا امام مبین۔ سہ

یہ امام مبین ہے اس کو ۔۔۔ دیکھ لو اور خوب یاد رکھو

یہ کلام معجز نظام خبر دے رہا ہے کہ نزع مین بھی اسی امام مبین کو دیکھو گے مظہر العجائب خود فرماتے ہین

یا حار همدان کم یمت یرنی ۔۔۔ من مومن او منافق قبلا

دیکھیے غور سے حکیمانہ ۔۔۔ کہہ رہی ہے یہ عقل فرزانہ

ہے کوئی واجب الوجود ضرور ۔۔۔ جس سے ہے ممکنات کا یہ ظہور

علت ممکنات ممکن ہو ۔۔۔ ممتنع جانتی ہے عقل اسکو

ورنہ ترجیح بے مرجح کے ۔۔۔ لازم آتی ہے فکر کر دیکھے

سنیے برہان اسکی ہے شاہد ۔۔۔ علت فاعلیہ ہے واحد

کم سے کم ورنہ دو اگر ہم لین — مل کے ایجاد خلق دونون کرین
ہونگے محتاج ایک دوسرے کا — کوئی واجب ہی دونون نہ رہا
ایک ایجاد کا ہو گر بانی — اور معطل بفرض ہو ثانی
ہے یہی اپنا مدعا ثابت — وحدہ لاشریک ہے واجب
اور ہے واجب الوجود قدیم — یہ بھی ہے مقتضائے عقل سلیم
ورنہ حادث کہین ہم اسکو اگر — داخل ممکنات وہ ہو کر
ہوگا محتاج پھر سوے علت — لازم آئے گا قلب ماہیت
اُسکی ہے ذات پاک عادل بھی — کیونکہ ہے حسن و قبح شئے عقلی
قبح سے ظلم و شر کے ہے وہ جدا — عدل ہے عین ذات پاک اُسکا

وقال الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہین۔ اللہ کے معنے معبود کے ہین اُسنے اپنے عباد کو اسلیے بنایا کہ دنیا مین اُسکی عبادت کرین آخرت مین بے بہا صلہ پائین۔ اور باقتضائے عدل شرط تکلیف یہ ہی تھی کہ اُسنے اپنے خلفا انبیا اور ائمہ ہدے پیدا کیے کہ آداب بندگی بندون کو سکھا کر صلہ کا مستحق بنا کر عابدین صالحین کو اپنے ہمراہ بہشت مین لیجائین۔ سہ

خلفائے خدا ہین سب ممتاز — اسپہ شاہد ہے عصمت و اعجاز
ان کے نواب عام ہین علما — مقتدیان شریعت غرا
دیگئی تھی فرشتون کو یہ خبر — کہ خلیفہ زمین کے اوپر
ہم بنائین گے اور وہ ہوگا — مظہر خاص حق کی قدرت کا

خلافت کے مفسدون کی گتھیان جو ظہور زمان رجعت تک کبھی نہ سلجھینگی کیا لوح محفوظ کے آئینہ مین جلوہ گر نہ تھین؟ یا قوم نسناس نے جو فتنہ و فساد روے زمین پر کیا اُسکو بھول گئے تھے خلیفہ کا نام سنتے ہی فرشتون نے گھبرا کر عرض کیا پروردگارا کیا اُسکو پیدا کریگا جو زمین پر فساد و خونریزیان کرے حالانکہ ہم تحمید و تقدیس کرتے ہین۔ حکم ہوا کہ جو ہم جانتے ہین وہ تم نہین جانتے

دیکھیے مجمل کلام خدا — کہہ رہا ہے یہ اور ہین خلفا
مظہر شان عصمت و اعجاز — قدرت عالیہ کے مایۂ ناز
آیت اللہ اور حجت حق — صحفِ علم کبریا کے ورق
ان کے اعدا جو ہین بانیِ شر — صنفِ آخر ہین اور فتنہ گر

المختصر زمین سے مٹی لیگئی اور خمیر کی گئی ۔ ؎

| سیج رحمت کا اُس پہ مینہ برسا | اُس سے قالب ابو البشرؑ کا بنا |

بقدرت الٰہی روح ہوتے ہی اُٹھ بیٹھے چھینک آئی الحمد للہ کہا زبان قدرت سے جواب آیا یرحمک اللہ۔

| ہے اُدھر رحمت حمد اُنکا راز | کلمۂ شکر کا اِدھر ہے نیاز |
| کیا ہی پُر لطف ہے یہ راز و نیاز | دین اسلام کو ہے جس پہ ناز |

حکم ہے شرع پاک کا جسکو چھینک آئے وہ کہے الحمد للہ سننے والا کہے یرحمک اللہ تسمیت اسکا نام ہے

معتمد میرے اک کرم فرما	زائر حضرت غریب رضا
دے رہے ہیں وہ اس عمل کی خبر	مشہد پاک وہ رہے جا کر
اک مقدس زبان یہ کہتے تھے	چھینک آئے تو اس عمل کو کرے
پھیر کر ہاتھ چہرے پر اپنے	سورۂ حمد ایک بار پڑھے
ہے مجرب کہ سے رہتا ہے گلو	خاص کوئی مرض نہو اُس کو

ملائکہ پہلے سے مامور تھے سجدۂ تعظیمی فوراً بجا لائے ۔ ابلیس نشۂ حسد و غرور میں مخمور تھا اُسنے سجدہ نہ کیا

| پڑ گئے گردن میں طوق لعنت کا | باغ جنت سے وہ نکالا گیا |

جناب آدم و حوا کو حکم تھا لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ۔ اس شجرۂ منہیہ کے قریب جانا بلکہ بحکم آدکو تہ نہ اسکا میوہ کھانا تاکہ تم دونوں ظالم ہو جاؤ۔

دیکھیے تفسیر صافی ۔ ابلیس اپنے دوست سانپ کے کھن میں بیٹھکر چھپکر بہشت میں گیا ۔ جناب آدمؑ جانتے تھے کہ شیطان علیہ اللعن بہشت سے نکالدیا گیا خالی الذہن اور اُسکے مکر سے غافل ہوکر دھوکے میں آگئے یہی سمجھے کہ سانپ کلام کر رہا ہے حالانکہ اُسکے جبڑے میں دشمن چھپا ہوا تھا قسم کھا کر اُسنے کہا میں تمکو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس درخت کا میوہ کھا کر دائمی اعزاز پاکر ہمیشہ جنت میں رہو گے ۔

فازلھما الشیطان عنھا دوسری قرأت میں ازال آیا ہے اُس لعین نے بہشت سے نکالنے کی تدبیر کی شجرۂ منہیہ کا میوہ کھا کر دونکا جو آل کار ہوا ۔ ؎

| یادگار جہان ہے افسانہ | معترض گر کہے حسد یفانہ |

کر بے شبہ ظالم ہو گئے جسکا خود اقرار بھی کیا ربنا انی ظلمت نفسی اور جو شخص ظلم کرے وہ امامت عامہ کا مستحق کب ہے حق تعالے نے لا ینال عہدی الظالمین قرآن مبین میں فرمایا ہے ۔ فاغفر لی خطیئتی

بھی کہا ضرور خطا ہوئی اور خطا منافی ہے عصمت کی روح القدس نے خطا کیون ہونے دی۔
جواب اسکا یہ ہی کہ لاینال جہان فرمایا ہے وہان مراد ظلم سے شرک ہے حق تعالیٰ حکایت لقمان مین ارشاد فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم۔ شرک یقیناً نبوت کا منافی ہی اور کوئی فرقہ جناب آدمؑ کو مشرک نہین بتلاتا جس سے اُنکی نبوت پر دھبہ لگے اور ظلمت نفسی جو اُنھون نے کہا یہ معنے اسکے ہرگز نہین ہو سکتے کہ اُن جناب نے شرک باللہ کیا۔ اور فتکونا من الظالمین شرطیہ طور پر یہ ہی کہ اگر شجر کے قریب گئے میوہ کھایا تو ظالم ہو جاؤگے۔ یہان ظلم کے معنے عام ہین وضع الشئے فے غیر محلہ یعنے بے موقع بے محل کام کرنا ترک اَوْلے پر بھی یہ معنے صادق آتے ہین کہ خلاف شان امر اولے کو ترک کیا مخصوص خطا کار ہونے کے معنے نہین ہین روح القدس کو جسکو منع کرنیکی ضرورت ہو سہو و نسیان بھی یہان نہ تھا بلکہ غفلت جو سہو و نسیان سے عام اور بالاتر ہے وہ یقیناً ترک اولیٰ کا باعث ہوئی یقین تھا کہ دشمن ہمارا یہان سے نکالدیا گیا غافل ہو کر دھوکا کھا گئے یہ ہی خیال تھا کہ سانپ باتین کر رہا ہے غفلت مین ترک اولے ان سے واقع ہوا قرآن ظاہر یہ ظواہر آیات سے لیکر جسکو خطا سے تعبیر کرتا ہے فاین ھذا من ذلک۔ خوب یاد رکھیے صفحۂ دل پہ اسکو لکھ لیجیے حسنات الابرار سیات المقربین۔ نبی کی شان یہ ہی تھی ترک اولے پر رد کر معافی مانگی انکسار ارضی خدا کو پسند آیا عفو کے رومال سے اشک ندامت پاک کیے گئے شیطان مردود سے سجدہ نہ کرنے کا مواخذہ کیا گیا۔ ؎

رب اغویتنی شقی نے کہا	دیکھیے یہان قیاس اُس نے کیا
کلک قدرت کے دونون نقش و نگار	یہ اگر خاک ہین تو مین ہون نار
خاک ادنے ہے نار ہے اعلے	سجدہ کسطرح مین انھین کرتا

حسن و قبیح اشیا کے مسئلہ پر حکیمانہ نظر ڈالکر عادلانہ تدبر فرمایئے خلفائے خدا اُمنائے خدا یقیناً معصوم عن الخطا ہین۔ معاذ اللہ صدور کبائر[1] اگر انسے ہو تو انکی ہدایت کیلیے اتالیق الخلفا مامور کیا جائے اُسمین بھی یہی کلام ہو تسلسل محال لازم آئے۔ العیاذ باللہ من ذلک قبیح تر محال عقلی یہ ہی ریاست عامہ کی عنان غیر معصوم کے ہاتھ مین دیکر حقتعالے حکیم و علیم عادل نہین ہو سکتا برہان عقلی زنجیر پا ہی اسلیے کہ اگر

[1] صدور کبائر من الانبیاء والائمہ عقلاً محال ہے اسلیے کہ امر بالمعروف کام ہی نبی کا آمریۃ کو عصمت لازم ہی ورنہ امر کا فرد دوسرے پر نہ پڑیگا بس اگر نبی آمر خطا کار ہو تو ضرور کوئی دوسرا شخص اس نبی کا آمر اور یہ نبی مامور ہوگا بس یہ نبی مجمع آمریۃ اور ماموریۃ کا بنگیا۔ اور ماموریۃ کا لازم عدم عصمت ہے عصمت اور عدم عصمت اجتماع نقیضین کا ہوگیا ۱۲

وہ جانتا ہی کہ صدور خطا ان سے ہوگا تو اُسنے انکو رئیس بنا کر اپنے بندونکو گمراہی مین ڈالا یہ ظلم حکیم کی شان کے خلاف ہے حکیم عادل نہ رہا۔ اور اگر نہین جانتا تھا کہ آیندہ قصور ان سے ہوگا تو علیم نہ رہا۔

اور اگر یہ وثوق رکھتا تھا | کہ نہ ہوگا کبھی صدور خطا

اور سوء اتفاق سے صدور کبائر ہوگیا تو علم اُسکا جہل سے بدلا یہ محال ہے۔ بہرحال یہ تینون صورتین قبیحہ ممتنع بالذات ہین حتما وجزما ساحۃ جلال کبریا قبح ظلم و جہل سے پاک ہے غیر معصوم کو وہ کبھی اپنا خلیفہ نہین کرسکتا خوب جانتا ہی کہ لوح محفوظ کا ناظر مصداق ما ینطق عن الھوی کبھی ہماری مشیت کے خلاف نہ کریگا تب عصمت و اعجاز کا خلعت جیدہ بارچہ کا کرامت فرما کر اُسکو خلیفۃ اللہ فی الارض بناتا ہی۔ اور وہ مستجاب الدعا معجز نما حاکم شش جہت ناظم ریاست من جانب اللہ مالک ومختار ہے ہر شے پر اُسکا اختیار ہے ہوا اسکی ہوا دار ہی۔ تخت حکومت زیب دوش صبا۔ اُس پر پرندون کے پرون کا شامیانہ کھنچا ہوا۔

اگر اعجاز اپنا دکھلائے	بحر مواج پر عصا مارے
ابھی ہو جائے خشک بحر تر	اُسکی امت کرے عبور اُس پر
حکم ہوتے ہی پھر بہے دریا	اُسکا دشمن ہو غرق موج فنا
علم تاریخ سے اگر پوچھو	ان کے افسانے سن کے حیرت ہو
ہین یہ لطف خدا کے سب منظر	بھیجتا ہے خدا سلام ان پر

خلیفۃ اللہ نے ایک اشارہ انگشت شہادت سے کیا چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ایک نے پب سما دوسرا زینت عبر الکفار نے نظارہ نے عرض کیا دونون پھر ملجائین دعا فرمائی دونون ملگئے۔ ؎

من تو شدم تو من شدی جاتا رہا نقص دوئی | پھر دونون ہم تم ملگئے من تن شدم تو جان شدی

آفتاب چھپنے کو جا رہا ہی حکم دیا پلٹ آیا نماز عصر پڑھی غروب ہوگیا۔

مہ و خورشید دو تا شاہد عدل آمدہ اند | از غیبش ہر علی شق شد نش ہر نبی

خلیفۃ اللہ شیر خوار ہی گہوارہ رحمت مین انگوٹھا چوس رہا ہے اژدہا آگیا کچھ خوف نہ کیا ید اللہ نے دونون ہاتھ سے پکڑ کر کلہ اژدر چاک کر ڈالا۔ خلیفۃ اللہ کا انتخاب اللہ کے قبضۂ قدرت مین ہی اسلیے کہ خلافت کا دارومدار ہی عصمت و اعجاز پر اور وہ ایک ملکۂ راسخہ فی النفس ہے جسکو علام الغیوب کے سوا کوئی نہین جان سکتا وہ ہی اس عہدۂ جلیلہ کا سزاوار جسکو پاتا ہی نبی و امام مقرر فرماتا ہی کسی بندہ کا اختیار نہین ؎

کہ نبی وا امام بن بیٹھے | یا کسی کا وہ انتخاب کرے

یہ مغالطہ غلط ہے کہ اقامت حدود واجب ہے اور وہ موقوف ہے وجود امام پر پس واجب ہے مکلفین پر کہ امام کا انتخاب کرلین یہ خیال دو وجہ سے غلط ہے۔

اول یہ کہ واجب کا مقدمہ واجب ہو یہ لازم نہین ہے بلکہ حرام مقدمہ واجب کا ہوسکتا ہے جیسے رہزنی کی نیت سے جانا اور وہان جاکر حج کرنا۔ دوسرے حقتعالے حکیم مطلق صانع برحق ہے اُسنے اپنی حکمت کاملہ سے کل مخلوقات اور موجودات ممکنات کا قدرتی طور پر بطرز کلی ایجاد عالم کا عام اندازہ کرلیا ہے جسمین کبھی کسی نہج کا تغیر نہین ہوسکتا نظام عالم کا سلسلہ برابر ایک وش پر ہمیشہ سے چلا آتا ہے اُسمین فرق نہین پڑتا۔ یہ ہی دلیل ہے واجب الوجود کے وجود پر جناب خلیل نے نمرود سے فرمایا میرا خدا مشرق سے ہر روز آفتاب کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال دے فبهت الذی کفر سلف سے یہ ہی معمول رہا ہے جہان ارتحال انبیا قریب آیا اپنا ولی عہد بحکم خدا مقرر کر دیا ہمارے نبی کریم نے بھی یہ ہی کیا معمول انبیا کے برخلاف سلف کے علی الرغم کسطرح کرتے۔

ہے سزاوار شکر وہ معبود | جس نے ہم کو عطا کیا ہے وجود
کہ رہین مشتغل عبادت مین | بندے ہین بندگی بجا لائین
اور ہماری ہدایتون کے لیے | خلفا اپنے اُس نے خلق کیے
ہو درود و سلام اُن سب پر | دین کے پیشوا ہین اور رہبر
ہین رسولؐ خدا خدا کے وزیر | اور علیؑ فخر انبیا کے وزیر
دیکھین اب مؤمنین پاک گہر | ماجرائے غدیر کا منظر
ابن حنبل نے بھی ہے اسکو لکھا | ہین مناقب مین وہ قلم فرسا
ہم کو اصل خبر ہے مد نظر | جسکی قرآن دے رہا ہے خبر
آخری حج سے سید والا | جب ہوئے ہین مراجعت فرما
قافلہ جب غدیر مین پہونچا | آیہ یا ایہا الرسول آیا
حکم فوری تھا واجب الاذعان | صاف یہ کہہ رہی تھی جسکی شان
تم پہ نازل کیا گیا ہے جو | جانب حق سے اُسکو پہونچا دو
اور اگر حکم یہ نہ پہونچایا | نہ کیا کام کچھ رسالت کا
ہے تردد منافقون سے اگر | تو نگہبان ہے خالق اکبر

قلب اطہر مین تھا خیال اس کا
حکم فوری مگر جو ہین دیکھا
بن گئے پاک وصاف دشت و در
زیب منبر ہوے سرور والا
کیا مین اولیٰ نہین ہون تم سب سے
آپ اولیٰ ہین اے شہ عالی
اپنے بازو کے تھام کر بازو
کہ ولیعہد میرے ہین یہ علیؑ
مین ہون جسطرح والی و اولے
ان سے بیعت خلوص دل سے کرو
سب سے اول جناب دُوُّم نے
کہ مبارک ہو یا علیؑ و لی
میرے بھی اور ہر اک مومن کے
لائے روح الامین یہ تہنیت
تھا یہ انعام شکر کے قابل
مگر افسوس کافر نعمت
غور سے سورۂ معارج کا
آکے نعمان فہری نے یہ کہا
وحدۂ لاشریک حق کو کہو
ہم نے ہر امر کو قبول کیا
اپنے بھائی کو اب کیا ہے وزیر
ہے یہ حکم آپ کا شہ والا
یہ جواب آپ نے دیا سُن کے
کبھی کوئی نہین ہے حکم دیا
سُنتے ہی یہ بھڑک اُٹھا ناری

ہو مدینہ مین امتثال اس کا
طاعۃً کہہ کے امتثال کیا
اور کجاوون کا بچھ گیا منبر
خطبہ پڑھکر خطاب سب سے کیا
دست بستہ وہ عرض کرنے لگے
ہم غلامون کے مالک و والی
سب سے بالا کیا کہا ہر سو
مثل میرے تمھارے ہین والی
یوہین اولیٰ علی ہین اور مولا
انکو اپنا امیر سب جانو
بڑھ کے بیعت کی اور کہنے لگے
یہ خلافت کا عہدۂ عالی
بارک اللہ تم امیر ہوے
دین کامل اتم ہوئی نعمت
حق نے بخشا امام حق عادل
کیا ہی ناقدردان ہے یہ امت
دیکھیے صدر آیۂ اَوّلے
آپ نے پہلے تو یہ حکم دیا
اور رسول خدا سمجھے جانو
سب اصول و فروع کو مانا
کہ ہون مالک ہمارے اور امیر
یا خدا نے ہے اس کا حکم دیا
آجتک اپنی راے سے مین نے
وہ ہی کہتا ہون جو ہی حکم خدا
اور کہا اس نے ایزد باری

تو نے ان کو اگر امیر کہا ابھی نازل ہو ہم پہ قہر ترا
کہہ کے یہ طیش میں پھرا وہ شقی ابھی تھوڑی سی راہ طے کی تھی
کہ گرا برق قہر کا پتھر ہو گیا چور چور کا سر
صاف شاہد ہے فہری کی تقریر کہ علی کو کیا نبی نے وزیر
ورنہ نار حسد میں ہو کے کباب کس لیے ہوتا مبتلائے عذاب
قہر حق اُس پہ ہوتا کیوں نازل جان شیریں کو کھوتا کب جاہل
اسپہ شاہد ہے آیۂ قرآن کہ مخالف تھا حق کا جو نعمان
اسلیے قہر کی گری تجلی حقیت کھل گئی خلافت کی
جو ہو منکر غدیر کا عنداللہ یوہیں مقہور ہوگا اور فی النار

اللہ اکبر ہمارے حضور حبیب کبریا رسول خدا اور اہلبیت علیہم التحیۃ والثنا کس درجہ صابر و شاکر تھے کہ ہمیشہ اس امت جفاکار نے بیحد ظلم اُن پر کیے اور آپ نے کبھی بد دعا نہیں کی۔ امیر المومنین علیہ السلام کو بیعت کرنے کے بعد مدینہ کو چلے گرمی کی فصل تھی رات کو سفر کرتے تھے راہ میں شب عقبہ جو ظلم اہل جفا نے کیا میں اُسکے بیان کی جسارت نہیں کر سکتا روحانی صدمہ تہ دل پر ایسا ہوچکا کہ سخت علیل ہو گئے اہلبیت تیمار داری میں حاضر تھے۔ ایک دن اپنے اپنے خواب سب نے عرض کیے جنکی تعبیر سنکر مومنین بہت روئے تھے۔

امیر المومنین عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ مستحکم ذرہ جو میں پہنے ہوئے تھا وہ میرے جسم سے گر گئی۔ فرمایا یا علی وہ ذرہ میں ہوں ہمیشہ تمھاری حفاظت کرتا رہا اور اب دنیا سے میرا سفر ہے بعد میرے منافقین تم پہ بیحد کرینگے ظلم و جفا اگر تم صبر کرنا ذوالفقار میان سے نہ کھینچنا ورنہ یہ منافق نو مسلم کفر کیطرف اُلٹے پاؤں پھر جائینگے۔ اسلام محو ہو جائیگا۔

سیدہ نے اپنا خواب عرض کیا کہ اے باباجان قرآن کا ورق میرے ہاتھ میں تھا میں اُسکی تلاوت کر رہی تھی یکایک وہ غائب ہو گیا۔ فرمایا اے پارۂ جگر وہ مصحف ناطق میں ہوں جسکی تلاوت کرتی تھیں عنقریب دنیا سے جاتا ہوں بعد میرے بڑے مصائب تم پر پڑینگے بے صبر نہ ہو جانا جلد مجھ سے ملوگی۔

دونوں شاہزادوں نے کہا ہم نے یہ خواب دیکھا کہ ایک تخت بلند ہو کر جا رہا ہے اور ہم دونوں سر برہنہ اُسکے نیچے روتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا وہ تخت میرا تابوت ہے جو اس گھر سے اُٹھیگا اور تم ننگے سر روتے ہوئے اُسکے ہمراہ جاؤگے۔ یہ فرما کر بہت روئے سب کو پیار کیا چھاتی سے لگایا دلدہی فرمائی معصومہ بہت بیقرار تھیں اُنکو اپنے سینہ سے لگا کر امر بہ صبر فرمایا اور ہاتھ اُنکا دست علی کے ہاتھ میں دیکر فرمایا یا علی یہ

میری نور نظر اور اسکے دونوں فرزند میرے پارۂ جگر امانت ہیں خدا کی ہیں اُسکو تمھارے تفویض کرتا ہوں اور تم سب کو حفظ خدا میں دیتا ہوں۔

آہ آہ مومنین اب یاد کیجیے رخصت مظلوم کربلا روز عاشورا اہل حرم سے بعد شہادت علی اصغر جب آخری رخصت کے لیے خیمہ میں آئے ہیں جناب ام کلثومؑ سے فرمایا اے بہن اب میں مرنے جاتا ہوں تم سے وصیت میری یہ ہے کہ صبر و شکر اختیار کرنا وہ مظلومہ یہ سُنکر بہت روئیں حال اہل حرم کا متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے زرہ اور عبا رسول خدا کی پہنی عمامہ رسول خدا کا زیب سر فرمایا ذوالفقار کمر میں لگائی نیزہ امیر المومنینؑ کا ہاتھ میں لیا اور فرمایا یا اہل البیت خلیفتی علیکم اللہ تم سب کو خدا کے حوالے کیا۔ ؎

| وَمحجرها من دمعها يتبلّل | | خرّت اليه زينب مغشية |

ثانی زہرا جناب زینبؑ بیہوش ہو کر گر پڑیں پھر ہوش آیا تو اسقدر روئیں کہ رداآنسوؤں سے تر ہو گئی۔

| اخی مَنْ لنا من بعد فقدك كافل | | تقول اخی هذا الفراق متى اللقا |

فرماتی تھیں اب کہاں یہ صورت دیکھونگی اے ماں جائے کوئی آسرا ہم بیکسوں کا بعد آپ کے نہ رہا۔ اتنے میں فاطمہ صغریٰ سکینہؑ کے پاس ورتی ہوئی آئیں اور کہا اے بہن اب کوئی دم میں ہم یتیم ہوتے ہیں بابا آخری رخصت کو آئے ہیں یہ سُنکر سکینہؑ روتی ہوئی دوڑیں عرض کرنے لگیں یا ابتاہ قد استسلمت للموت فمن لنا بعدك قيماً نرجوہ اے بابا آپ بھی مرنے پر آمادہ ہو گئے بعد آپ کے اب کون ہمارا وارث ہے جسکی امید کریں۔ یہ سُنکر حضرت بہت روئے اور فرمایا کیف لا يستسلم للموت من لا ناصر له ولا معين اے سکینہؑ وہ کیونکر مرنے پر تیار نہو جسکا کوئی مددگار نہو روکر کہا یا ابتاہ ردّنا الی حرم جدّنا اے بابا پھر ہمکو ہمارے نانا کے روضہ پر پہونچا دیجیے۔ آہ آہ عجب کلمۂ بیکسی آپ نے ارشاد فرمایا لو ترك القطا لنام۔ عرب میں مجبوری کے محل پر یہ مقولہ ضرب المثل ہے قطا ایک پرندہ ہے غرفت صیاد سے ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ یعنے اے پارۂ جگر باپ تمھارا مجبور اور بے اختیار ہے۔ یہ سُنکر سکینہؑ بشدت رونے لگیں حضرت نے شاہزادی کو اپنے سینہ سے لگا لیا بیکسی و بیکسی دموعھا بکمہٖ جوش رقت میں سکینہؑ کے آنسو آستین سے پوچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

| منك البكاء اذا الحمام دهانی | | سيطول بعدی یا سکینة فاعلمی |

اے سکینہ ہماری شہادت کے بعد ابھی تمکو بہت رونا ہے یہ کلام مصائب آیندہ کی خبر دے رہا ہے گویا وہ تصویر حضرت کے پیش نظر ہے کہ آگ خیمہ گاہ میں لگی ہوئی ہے ناری اہل حرم کو لوٹ رہے ہیں قناتیں جل رہی ہیں ایک لعین سکینہ کو طمانچے مار رہا ہے وہ یتیمہ رو کر فریاد کرتی ہے اور کوئی اسکی

فریاد نہیں سنتا۔ ؎

لا تحرق قلبی بد معك حسرة　　ما دام منی الروح فی جسمانی

اے سکینہؑ جبتک ہم زندہ ہین رو کر ہمارے دل کو نہ جلاؤ۔ تصور فرمائیے مظلوم کربلا کی آخری رخصت سے خیمہ مین کہرام مچا ہوا ہی بچے دامن سے لپٹے فریاد کر رہے ہین بیبیان حضرت کو حلقہ مین لیے ہوے ہین قیامت برپا ہی۔ ہر ایک کو حوالۂ خدا فرما کر خیمہ سے باہر آئے دیکھا ذو الجناح در خیمہ پر رو رہا ہے جلو خانہ سونا پڑا ہے۔ سوار ہو کر میدان کیطرف چلے ناگاہ عقب سر سے آواز دلگداز رونے کی آئی۔ فالتفت الی عقبه مڑ کر پس پشت دیکھا نازپرور سکینہؑ پارۂ جگر خاک پر تڑپ کر کہہ رہی ہی یا ابتاه توقف هنیئة فان لی الیك حاجة۔ اے بابا ذرا ٹھہر جائیے میری ایک حاجت ہے آپ سے۔ عنان فرس روک لی اور فرمایا بیان کرو کیا حاجت ہے۔ عرض کیا گھوڑے سے اُتر کر پھر ایکمرتبہ مجھکو پیار کر لیجیے۔ گھوڑے سے اُتر کر خاک پر بیٹھ گئے اور سکینہؑ کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔

اے شیعو دو چیزین اور سینہ اطہر سے زندگی مین ملی ہین ایک وہ تیر سہ پہلو جو دلکو توڑ کر نکل گیا دوسرا اس شعر کو سن لیجیے

آہ زان سینہ کہ آغوش نبی جایش بود　　زان شود شمر شقی مرکب ۔ ادبی

الا لعنة الله علی القوم الظالمین وسیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ ۵

الهدیة الرابعة

اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمدك یا واهب المواهب علی جزیل نعمائك ونشكرك یا منعم الرغائب علی جمیل آلائك ونصلی علی سید انبیائك محمدؐ واهل بیته خیرة خلفائك بررة امنائك اللهم صل علیهم دائما والعن علی جمیع اعدائهم واعدائك۔ وبعد فقال سبحانه فی كتابه عز شانه۔ بسم الله الرحمن الرحیم اذا جاء نصر الله والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔

یہ پانچ آیتون کا سورۂ مدنیہ محکمہ آخر تنزیل ہے کافی مین صادق آل محمدؑ کا ارشاد دیکھیے ظاہر ترجمہ سورۂ نصر کا یہ ہی کہ اے حبیب کبریا جبکہ آئے نصرت الٰہیہ اور دیکھو کہ آدمی فوج فوج داخل ہوے

دین خدا مین پس تسبیح حمد پروردگار اور استغفار کرو یقیناً وہ بہت قبول کرنیوالا ہے آپ کا رسہ

اے محبان محمد مجتبا	خوان لطف خدا کے زلّہ ربا
اس نصیحت کو گوش دل سے سنو	پانچ امرون کا التزام کرو

اوّل نصرت دین کردگار۔ دوسرے حمد پروردگار۔ تیسرے استغفار۔ چوتھے صلوۃ علے النبی وآلہ الاطہار۔ پانچوین ولایت اخیار برائت عن الاشرار۔ مجمع البیان مین جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم۔ جب سے نازل ہوا ہی سورہ نصر اٹھتے بیٹھتے اکثر یہ پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ ہم نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ مامور ہوا ہون مین ان کلمات کے پڑھنے پر۔

دیکھیے قرآن مجید مین حکم محکم پارۂ نہم وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ اے حبیب کبریا جبتک تم انمین موجود ہو جناب کبریا انکو معذب نہ کریگا۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون۔ اور نہین ہی خدا عذاب کرنیوالا انکا درانحالیکہ یہ استغفار کرتے ہین۔

جناب ختمی منزلت اور انکی عترت آیہ رحمت ہین محبت حق جبتک زمین پر باقی ہی حسب وعدۂ الٰہیہ قہر خدا نازل نہوگا۔ یہ ہی دلیل ہے دنیا مین قائم آل محمد کے وجود پر انکے یمن قدم سے نظام عالم وابستہ ہی قہر نازل نہین ہوتا۔ خدا کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے وعدہ ہو لیا کہ استغفار کرنے والا معذب نہ ہوگا دیکھیے استغفار کی بدولت آیا ہوا عذاب امت یونس سے پھیر دیا گیا۔ حقتعالے ناصر ومددگار ہے دین حق اور اہل ایمان کا۔ مقتضائے عدل یہ ہی ہی کہ مومن شاکر ومظلوم کی نصرت فرمائے کافر ظالم سے انتقام لے

ہر طرف اس کے عدل کی تصویر	صفحۂ دہر پر ہے نقش پذیر

فراعنہ اور نماردہ سے کیسا انتقام لیا ہمارے نبی وعلی پر قریش پرطیش وابولہب وغیرہ بت پرست کس درجہ ظلم کر رہے تھے وہ ملاعنہ مردود اور کفر انکا نابود ہوا لا الٰہ الا اللہ کا شور مچگیا آب ذوالفقار سے گلشن اسلام ہرا بھرا نظر آنے لگا۔ خاصان خدا ہمیشہ مصیبت ہی مین مبتلا رہے شیطان اور اخوان شیطان نے کیا کیا ظلم وستم خدا پرستون پر کیے۔ کتب سیر جنسے مملو ہین نہ کوئی مفصل بیان کر سکتا ہی نہ سن سکتا ہی۔ اہل اللہ کی عمرین سدا رنج والم مین گذرین ابالسہ کے دفاع مین انھون نے اپنی جانین دین حق پر نثار کر دین۔ رنج ومصیبت سہنے والی سب سے پہلی نظیر جناب ابو البشر اور آخری نظیر حسین تشنہ جگر ہین۔ تفسیر صافی مین حدیث رضوی عیون سے نقل کی ہی کہ بہشت کا عیش وعشرت اور اپنی وجاہت دیکھکر خاطر اطہر مین گذرا کہ آیا ہم سے بہتر خدا نے کسی کو خلق فرمایا ہی۔ ع قدرت کی زبان ہوئی یہ گویا۔ اے ابو البشر سر اٹھا کر عرش کیطرف نظر کرو دیکھا ساق عرش پر لکھا ہوا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المؤمنین و زوجتہ فاطمۃ سیدۃ النساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ - نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ رسول خدا ہین علی بن ابی طالب علیہ السلام امیر المومنین ہین انکی زوجہ فاطمہ علیہا السلام سردار نساء عالمین ہین شہزادے حسن و حسین دونون سردار ہین جوانان بہشت کے -

عرض کیا یا رب و من ھؤلاء یہ کون بزرگ ہین خدایا - ارشاد ہوا کہ یہ تمہاری ذریت اطہر ہین تم سے اور سارے جہان سے بہتر ہین اگر یہ نہوتے تو مین تمکو اور بہشت و دوزخ اور زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا بچائیو آپ کو اس خطر سے کہ حسد کی نظر سے انکو دیکھو اور انکے مرتبہ کی آرزو کرو -

اس سے پہلی روایت کے تتمہ مین یہ بھی ارشاد ہے کہ جب کبھی کوئی مصیبت تم پر پڑے تو توسل ان سب کے خصوصا بذریعۂ حسین کے ہم سے دعا کرنا -

آوازۂ ابتلائے آدم　　آویزہ ہے ہر گوش عالم
ہر وقت تھا سامنا بلا کا　　شیطان کے وساوس و جفا کا
ہنستے شجر کا میوہ کھا کر　　آخر جنت سے آئے باہر
تھا کاہش جان فراق جنت　　حوا سے بھی ہو گئی تھی فرقت
سونے جنگل کی آہ وحشت　　دل کو دیتی تھی سخت زحمت
وہ عالم ہو اجاڑ منزل　　لگتا نہ تھا ایک جا کہین دل
اُٹھ اُٹھ کے زمین سے بگولے　　تنہائی مین تھے انیس ان کے
جب سیر بہشت یاد آئی　　برچھی قلب و جگر پہ کھائی
حوا کا خیال دل مین لا کر　　دُھاڑین مارین پچھاڑین کھا کر
وہ نالۂ شب اُداس جنگل　　دل کو کرتا تھا اور بے کل
آنکھون کی جھڑی جو متصل تھی　　برسات کی فصل بھی خجل تھی
اشکون سے روان ہوے تھے چشمے　　اُگین لونگ اور الائچی کے
پھوٹے تھے درخت لہلہا کر　　طائر پیتے تھے پانی آ کر
کہتے تھے ہے خوشگوار پانی　　دنیا مین نہین ہے اسکا ثانی
آدم روئے بہت یہ سن کے　　سمجھے طائر ہین مجھ پہ ہنستے
رو کر حق سے یہ کی شکایت　　آدم کی ترے یہ پہنچی نوبت

پانی پینے کو جبکہ آئین | طائر اُس کا مذاق اُڑائین
ارشاد ہوا۔ حبیب آدم | سچ کہتے ہین یہ طیور باہم
ان اشکون مین ایساہی مزہ ہے | یہ گریۂ خوف کبریا ہے
واللہ باللہ رحمت حق | ہے قہر و غضب سے اُس کے اسبق
مواج ہے اُس کا بحر رحمت | کام آئی ابو البشر کی رقت
دیکھو کہ فروتنی کے جوہر | ہر ذرۂ خاک مین ہین مضمر
ہر شے ہے بسوے اصل پھرتی | ظاہر ہوا انکسار ارضی
تاکید خدا جب آگئی یاد | عصمت کی زبان پہ بھی یہ فریاد
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ | کر عفو تو لغزشون کو میری
یا رب اپنے نبی کا صدقہ | اور اُن کے وصی علی کا صدقہ
زہرا و سبطین کا تصدق | اور خاص حسین کا تصدق
جو کچھ لغزش ہوئی ہی مجھ سے | عفو اسکو کرم سے اپنے کر دے
جو سلب ہوے مرے مراتب | سب مجھ کو عطا ہون وہ مناصب
رتبہ ہر اک عطا ہوا پھر | پژمردہ چمن ہرا ہوا پھر

شیطان علیہ اللعن کا قصہ اب سنیے ناری کی سرکشی دیکھیے جب اس ملعون سے مواخذہ کیا گیا مامنعك ان لا تسجد

او شقی او لعین سچ بتلا | کس نے سجدہ سے تجھ کو منع کیا
رب اغویتنی شقی نے کہا | بے خطر یہ قیاس کرنے لگا

خلقتنی من نار و خلقتہ من طین

آگ سے تو نے مجھ کو خلق کیا | اور کیا خاک سے انھین پیدا
خاک سے پست آگ بالاتر | سجدہ کرتا پھر اُنکو مین کیونکر
آخر کار براندۂ درگاہ | بنگیا یہ جہنمی گمراہ
تا ابد آگ مین جلے گا لعین | آگ ہی مین سدا رہے گا لعین
کبھی ہوگا عذاب سے نہ مفر | قعر دوزخ ہی مین رہیگا مقر
صاف حاکی ہے جامع الاخبار | ہونگے فی النار سات اسکے یار
ایک قابیل ظالم اول | دو عرب ہونگے اخبث و اجہل

چوتھے فرعون پانچوین نمرود | اک نصاریٰ اور ایک ہوگا یہود

دنیا مین سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا جسکا نتیجہ آپنے سنا دین مین جس نے سب سے پہلے قیاس کیا اُسکا تذکرہ سُنیے مگر تعرف الاشیاء باضدادھا اول ایک تمہید مختصر عرض کرلون تب آپ کو لطف آئیگا جناب بہلول دانا عزیزمین حالم وقت کے اصحاب سے ہین صادق آل محمدؐ کے حکومت نے بزور نائب اپنا انکو بنانا چاہا آخر امام عصرؑ کے حضور مین مخفی ایک عریضہ لکھا آپ نے اُسکے جواب مین ایک حرف جیم لکھ کر بھیجدیا جس سے بڑے بڑے نکتے جلی ہوگئے یعنے ترک مین جنت اور اختیار مین اُسکے جہنم ہے سبیل مفر یہ ہے کہ جنون کا اظہار کرو اور مواخذہ سے بچو۔ دیکھتے ہی گریبان چاک کرڈالا جنون نکلے اپنے عصا کا گھوڑا بنا کر اسپر سوار بازیچۂ طفلان بنے ہوے ہوحق کرتے کوچہ و بازار مین دوڑتے پھرتے ہین بچون کا غول تالیان بجاتا ہوا عقب مین ہے امیر و وزیر اور اہل شہر انکا حال دیکھکر افسوس کرتے ہین۔

ایکدن کسی نے دیکھا آپ ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین دونون پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین۔ پوچھا یہان کیا کرتے ہو۔ کہا سیر کررہا ہون شہر خموشان کی دیار عزیزان کی۔

عجیب یہ زمین نہان چمن کا تختہ کھلا ہوا ہے | لطیف صحبت ہے لطف افزا کہ جسمین جانی کا مزہ ہے
ہے وضعدار ونکی بزم جنکا لقب اسیران خاک کا ہے | زبان غیبت سے آشنا ہے نہ کچھ کسی سے کبھی گلہ ہے

گشت کرتے پھر رہے ہین دیکھا کوئی واعظ موعظہ کہہ رہا ہے۔ ایک ڈھیلا مٹی کا ہاتھ مین لیے یہ ادھر کو چلے واعظ کہہ رہا تھا بندہ مجبور ہے ہر خیر و شر جو کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے یہ سُنکر اور آگے بڑھے اُسنے کہا خدا کا دیدار ضرور ہوگا کیونکہ جو چیز موجود ہے وہ دکھلائی بھی دیتی ہے اور آگے بڑھگئے اُسنے کہا جعفر بن محمد سلام اللہ علیہما فرماتے ہین کہ شیطان آتش جہنم سے معذب ہوگا۔ بھلا وہ تو آگ سے بنا ہے آگ کو آگ کیا جلائے گی۔ یہ سُنکر وہی ڈھیلا کھینچکر اُسکے منھ پر مارا ہان ہان کا شور مچگیا اُسکے حالی موالی انکو دار الحکومت مین لیگئے۔ قاضی نے پوچھا کیا آپنے اسکو مارا کہا نہین بلکہ خدا نے مارا یہ مقر اسکا ہے کہ ہر خیر و شر خدا ہی کرتا ہے۔ اور یہ کہہ رہا تھا کہ جو موجود ہے مرئی بھی ضرور ہے درد موجود ہے ہمکو دکھلائے کہ کس صورت کا ہے۔ تیسرے یہ مدعی تھا کہ شیطان آگ سے بنا ہے اُسکو آتش جہنم کیا جلائے گی آخر یہ خاکی ہے مٹی کا ڈھیلا کیا خاک گزند پہونچائیگا۔ فہت۔

جامع الاخبار کو دیکھیے۔ ترک اولیٰ کی لغزش سے سیاہ دھبے حضرت ابو البشر کے جسم اطہر پر پڑگئے تھے امین خدا نے آکر وضو کرایا نماز پنجگانہ پڑھوائی تب وہ سیاہی زائل ہوئی۔

متوسل بخمسۂ نجبا | ہوے آدم صفی بہ حکم خدا

ہیگا نہ نماز بھی ہے پڑھی	تب سیاہی گئی ہے لغزش کی
بنی آدم کے واسطے یہ سنظیر	ملتفی ہے برائے ہم عفت سیر
کر توسل وہ پنجتن سے کرین	اور نمازین بھی ہیگا نہ پڑھین
تب گناہون کی لغزشین ہون دور	ہون جرائم کی ظلمتین کافور

حضرت استادی العلامہ جناب میر آغا صاحب اعلے اللہ مقامہ تدریس کے بعد موعظہ کہنے کا طرز بھی کبھی ہمکو بتلاتے تھے ایک دن بیان فرمایا کہ جناب ابو البشر کا عفو زلت جب ہوا ہی جبرئیل ایک خیمہ بہشت سے لائے جہان کعبہ بنا ہی وہان اسکو نصب کیا - وہی مستطیل قطعہ خیمہ جہان نصب تھا اب خانۂ خدا ہے ہر طرف سے جدھر سجدہ کیا جاتا ہی - یہ ہی مولد ہے وجہ اللہ لسان اللہ ید اللہ جنب اللہ عین اللہ نفس نفیس پیغمبر علیؑ اطہر کا - ؎

مولد ملا تو خالق اکبر کا گھر ملا	کعبہ بنا صدف تو علی سا گہر ملا

اور جہانتک خیمہ کی طنابین کھنچی ہوئی تھین اب وہان کعبے کے چار طرف ایک برآمدہ دور تک صحن و پکہ بنایا گیا ہے وہ ہی مسجد الحرام ہی جسمین ثواب ایک نماز کا ایک لاکھ نمازون کے برابر ہے اور ہر جانب کئی کئی میل خیمے کے سنہری کلس کی روشنی جہانتک پہونچی ہے وہ حرم کعبہ ہے جہان ایک پتۂ گیاہ کے توڑنے اور ایک پشہ کے ستانے کا حکم نہین ہی - اگر کوئی مجرم بھی وہان آکر پناہ لے تو حاکم وقت بھی اسکو گرفتار نہین کر سکتا سوا اسکے کہ آب و دانہ اسپر بند کر دین اور وہ وہانسے نکلجائے -

ہے تصور کی جا مسلمانو	چشم عبرت سے اک نظر دیکھو

عام گناہگارون کا یہ حکم تھا جو آپنے سنا اگر وہ پناہ لینے والا معصوم بیخطا امام عصر اور نواسہ ہو نبی کا احرام حج باندھے ہوے حرم کعبہ مین داخل اور مہمان ہو خدا کا کعبہ مین آکر پناہ لے انصاف سے جواب دو اسکے لیے یا حکم ہے اس شریعت کا -

وا اسفاہ مظلوم کربلا جسد اعدا اور متقا اور اپنے عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر حج کا احرام باندھے مکہ معظمہ مین آئے دیکھا امویہ کے صد ہا جاسوس ملا موز مین ہزارہا قاتل بلباس حج مستور ہین وہ خبر یاد آگئی کہ خاندان نبوت کا منتسب ایک دنبہ زمین کعبہ پر ذبح کیا جائیگا خیال فرمایا کہ اسکا مصداق کہین مین نہو ن اور میرے ذبح ہونے سے کعبہ کی حرمت برباد ہو جائے حج کو عمرہ سے بدلکر کوفہ کو روانہ ہوے عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن زبیر عبد اللہ بن عمر نے منع بھی کیا - فرمایا یہ ہی مصلحت خدا ہی سب نے اصرار کیا کہ اہل حرم کو نہ لیجائیے فرمایا یہ امانت ہین رسولؐ کی کہان چھوڑون -

بنی امیہ کے طرفدار مثنوی کے اشعار پڑھکر استہزا کرتے ہین کہ شہید کربلا کیون اپنے قدم سے موت کے منھ مین گئے کیون ابتلاے بلا ہوے۔ حمیت اسلام رکھنے والے جغرافیہ شناس انصاف فرمائین جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثنا یقیناً مجبور تھے کربلا جانے پر۔ اسلیے کہ مدینہ مین اگر رہتے تو ضرور قبر رسول پر ذبح کیے جاتے تاکیدی حکم یزید کا ولید کے نام آگیا تھا کہ بجبر حسین سے میری بیعت لے اگر وہ بیعت نہ کرین تو اُنکو قتل کرے۔ مدینہ مین بڑا کشت وخون ہوتا روضۂ نبی کا احترام باقی نہ رہتا۔

خانۂ کعبہ مین آکر پناہ لی وہان بھی وہی رنگ دیکھا ہزارون قاتل دشمن جان آپکے تھے خدا کے گھر مین ذبح ہو جاتے سے خانۂ کعبہ کی حرمت برباد ہو جاتی ہمیشہ موسائی عیسائی مجوسی دامن اسلام پر دھبے لگاتے کہ مسلمانون نے اپنے نبی کے نواسہ کو بیچ کعبہ مین ذبح کر ڈالا۔ حسرت کی نظر سے کعبہ کو دیکھتے ہوے آبدیدہ وہان سے چلے دیکھا سامنے ایک طرف سمندر ہے اور کوئی سامان عبور کا جہاز وغیرہ آپکے پاس نہ تھا دوسری جانب سر بفلک پہاڑون کا دشوار گذار سلسلہ کوسون تک مرور کا سخت مانع تھا۔ ناظرین انصاف کی نظر سے اسکو دیکھین۔ س

وہ کونسی تھی راہ جدھر کو جاتے کوفہ کو نہ جاتے تو کدھر کو جاتے

خصوص جبکہ اہل کوفہ کے خط برابر آرہے تھے کہ یہان دعوت کا سامان تیار ہے فصل بہار ہے اور ہم سب مشتاقون کو حضور کا ہر دم انتظار ہے ہم بغیر امام کے ہین اے امام زمان ہماری ہدایت کو آئیے دین کی نصرت فرمائیے ورنہ پیش خدا روز جزا آپکا کیا عذر ہوگا۔

اے مسلمانون انصاف کرو۔ امام کا فرض کیا ہے دین خدا کی نصرت مخلوق کی ہدایت واجب ہے یا نہین پھر بھی احتیاط کا مقتضا یہی تھا کہ اول اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا اُسکے بعد کوفہ کیطرف خود چلے راہ مین تھے کربلا مین گھر گئے جسطرح ہند مین دلی اور لکھنؤ دو شہر فصیح ہین عرب مین کوفہ اور بصرہ فصیح ترہین۔ کوفہ بہت بڑا شہر کئی منزل تک آباد تھا شیعیان علی بکثرت تھے حکومت کا انتظام خراب ہے شیعے بڑا اسی شہر مین بست تھی یزید نے ابن زیاد کو یہان کا حاکم مقرر کیا یہ جفاکار خونخوار پہلے بصرہ مین مامور تھا وہان اس ظالم نے صدہا بیگناہ ایکدم مین قتل کرو ادیے رعب بندھ گیا۔ امام حسین علیہ السلام کی خبر آمد آمد مشتہر ہو کر بد امنی حسب یاد پھیلی اور اسکی ظلمیت کا شہرہ تھا یزید نے کوفہ کے انتظام پر اسکو مامور کیا اسنے آتے ہی اول ناکہ بندی کر کے شہر بھر کے کئی ہزار بہ حکم چن چن کر نظر بند کر دیے اور مجلس شیعیان علی نام اس زندان کا رکھا۔

عمر بن سعد کو امیر لشکر بنا کر کئی ہزار پیدل اور سوار کربلا کیطرف بھیجدیے کوفہ سے

کربلا تک ایک دریا فوج کا لہریں لے رہا تھا آخر میں رسالہ بندی موقوف کر دی اور عام حکم دیدیا کہ جو شخص مقابلہ کو نہ جائے گا وہ قتل کر دیا جائے گا۔

خاص دشت کربلا کے مورچوں پر بیس ہزار تیس ہزار بلکہ ایک لاکھ فوج کا شمار تھا۔

اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ لشکر عمر میں بھگدڑ روز عاشورا مچی بھاگ کر کوفہ کے چوک میں فوج پہونچی ہی ابن زیاد نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے کہا گیا کہ ذوالفقار اب میان سے نکلی فرزند ید اللہ نے قلب لشکر پر حملہ کیا ہے یہ تو معمولی قلم بند فوج کا شمار تھا عراق عجم اور ایران وغیرہ سے فوجیں بلوائیں ہیں وہ الگ ہیں۔ کیا آپ کے رونے کیلیے سمنان کی وجہ تسمیہ عرض کی جائے۔ سمنان مخفف ہے سہ من نان کا۔ یہاں کی سپاہ جو فرزند رسولؐ کے قتل کیلیے بلوائی گئی تھی تین من روٹی اُن لعینوں کے زہر مار کرنیکو مستقیوں نے دی تھی استغفر اللہ لعنت ہے اس کمینی دنیا پر۔ جب ابن زیاد نے آکر کوفہ کے دار الامارۃ میں اجلاس کیا بڑے اہتمام کے ساتھ قاضی شریح کو بلوا کر اپنی مسند کے برابر بٹھایا۔

اول مختصر حال اسکا سنیے۔ یہ شخص عہد حکومت ثانیہ سے کوفہ کا قاضی تھا امیر المومنین علیہ السلام کا زمانہ جب آیا تعجب کی نظر سے اسکو دیکھکر آپ نے فرمایا اے شریح میں تجھکو ایسے مقام پر دیکھتا ہوں کہ وہاں نہیں بیٹھتا مگر نبی و وصی یا شقی۔

غرض ابن زیاد نے اسکو حکم دیا کہ لکھ فتوائے قتل حسینؑ کا اسنے حیلے حوالے کرکے گریز کیا۔ پھٹکار ہے اس دنیا پر شب کے وقت سات بدرے ابن زیاد نے اس بندۂ زر کے گھر چھپا کر بھجوا دیے۔ صبح کو جب دربار میں آیا اور ہی رنگ تھا ابن زیاد نے استقبال کیا مسند پر بٹھایا مزاج پوچھا۔ کہنے لگا میں نے اس مسئلہ پر خوب غور کیا کوئی شک نہیں یزید خلیفہ برحق ہے حسین ابن علیؑ نے اُسپر خروج کیا ہے اور جو خروج کرے خلیفۂ وقت پر شرع کی تلوار سے قتل اُسکا واجب ہے۔

اس ملعون نے فتوائے وجوب قتل حسین کا لکھکر اپنی مہر اُسپر کی اور ابن زیاد کو دیدیا یہی فتوے ابن زیاد نے عمر سعد ملعون کے حوالے کیا اور اُسنے بحفاظت تمام اپنی دستار میں اُسکو رکھ لیا۔

روز عاشورا فرزند رسول نے جب اپنے نام و نسب کا اظہار فرما کر اتمام حجت کیا ہی لشکر ابن زیاد میں برہمی پڑ گئی کہ افسوس اپنے نبی کے فرزند سے ہم لوگ کیوں لڑنے کو آئے۔ جسطرح ابن زیاد نے حکومت ملک رے کا لالچ دیکر عمر سعد کو قتل حسین پر آمادہ کیا تھا پسر سعد نے لشکر کو یزید کے انعام اور غنیمت کا لالچ دلایا ابن زیاد کے ظلم سے ڈرایا قاضی شریح کا فتوے پڑھکر سنایا اور کہا ابو سفیان وغیرہ کون تھے جو پیغمبر سے لڑے اور یہ بیٹے ہیں علی مرتضےٰ کے جنھوں نے

تمہارے آبا اور اجداد کو قتل کیا آج ان سے خون بہا اپنے مقتولون کا لو انکو قتل کر دو اور ان کا
مال و زر بے خطر لوٹو۔ یہ سُنکر عرب کے لالچی جوش مین آ گئے اور سب یکدل ہو کر ٹوٹ پڑے۔
آہ آہ کچھ خوف خدا کسی کے دل مین نہ تھا کوئی نشر یہ تیر و شمشیر لگا رہا تھا کوئی ظالم تیز دن سے وا
کرتا تھا جنکے پاس اسلحہ نہ تھے وہ ملاعنہ لاٹھیان باندھے ہوے تھے۔ کچھ سنگدل نبی کے لعل پہ تیر برسا
رہے تھے ایک فرقہ ناریون کا آتش افگنی پر مامور تھا ظلم کی آندھیان ایسی اُٹھین کہ عصر کے وقت شمع
امامت خاموش ہو گئی۔ ناریون نے آگ خیمہ مین لگا دی وہ بےحیا دراندر آئے اہل حرم کو لوٹنے لگے
بیبیان گھبرا کر بچونکو گود مین لیے ہوے باہر نکل پڑین۔
راوی کہتا ہے کہ دیکھا مین نے خیمہ جل رہا ہے اور ایک معظمہ بار بار اُس خیمہ مین جاتی ہین اور
پھر گھبرا کر باہر نکل آتی ہین اور گوشہ پیراہن اُنکا آگ سے جل رہا ہے مجھ کو رحم آیا مین نے کہا آپکے
پیراہن مین آگ لگی ہوئی ہے۔
فرمایا اے بھائی میرے دل مین آگ لگی ہوئی ہے۔
مین نے پوچھا کیا کوئی قیمتی چیز آپکی اس خیمہ کے اندر ہے جسکے لینے کو بار بار آپ جاتی ہین۔
فرمایا آہ میرا بھتیجا بیمار اس خیمہ کے اندر غش مین پڑا ہوا ہے اور کوئی غمخوار اُس کا
نہین ہے کہ اس آفت سے بچائے اُس بیکس کی خبر لے۔

آن قصۂ کہ کس نشنیدہ اند شنیدنش   یارب براہلبیت چہ آمد تردیدنش

اے اہل عزا آپنے قاضی شریح کا حال سُنا جناب مسلم اپنے دونون بچون کو اسی کے سپرد
کر گئے تھے جب حضرت مسلم اور ہانی بظلم شہید کر دیے گئے اس بے رحم نے اپنے بیٹے سے کہا مدینہ
کو ایک قافلہ جا رہا ہے ان دونون کو وہان چھوڑ آ وہ لے گیا قافلہ حرکت کر گیا تھا گرد اُسکی
نظر آ رہی تھی اُسنے کہا پیچھے اسکے چلے جاؤ آگے جا کر ملجاؤ گے یہ شقی دونونکو چھوڑ کر چلا آیا۔
معلوم ہوتا ہے وہ کمسن بچے بھٹک کر اول اسیر بلا ہوے پھر قید سے چھوٹ کر حارث
ملعون کے ظلم سے شہید کیے گئے۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

الهدية الخامسة

بسم الله الرحمٰن الرحيم

لك الحمد والشكر والمجد والعز والثنا يا من نوّر بنا وخالقنا وانّما خلقتنا من طينة احبائه الطاهرين ونوّر قلوبنا بنور ولاء خلفائه المعصومين والصلوٰة والسلام على خير خلقه سيد المرسلين حبيبه محمدؐ واهلبيته الميامين اللهم العن واخذل اعدائك واعدائهم اجمعين ۔ وبعد فقال سبحانه فی كتابه المبين وهو اصدق الصادقين ۔ فوربك لنسئلنهم اجمعين عما كانوا يعملون ۞

ظاہر ترجمہ اس آیۂ وافی ہدایہ کا یہ ہے پس قسم ہے تیرے پروردگار کی یقیناً ہم سوال کرینگے اُن سے اُس چیز کا کہ وہ عمل کرتے تھے ۔

صادق آل محمد ارشاد فرماتے ہیں کہ مکلف سے کئی چیزوں کا سوال کیا جائیگا ۔ اول عمر سے کہ اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا ۔ دوسرے جوانی سے کہ اپنے شباب کو کس مشغلہ میں کہنہ کیا ۔ تیسرے یہ کہ مال کس عنوان سے جمع کیا اور کس نہج پر خرچ کیا ۔ چوتھے ہم اہلبیت رسول کی مودت اور محبت سے سوال کیا جائیگا جو فرض عین ہے بندگان خدا پر ۔

حمد اور نعت و مناقب کے نمایاں گوہر — چشم بد دور ہیں سلمائے بیان کا زیور
آج ہے بیسویں تاریخ جمادی الاخریٰ — عید ہے شیعوں کے گھر جشن طرب ہے برپا
جوہری جمع ہیں اس بزم میں ماشاءاللہ — جو سخن سنج ہیں تنقید کی رکھتے ہیں نگاہ
حبذا محفل میلاد جناب زہرا — تہنیت کے لیے حاضر ہو ہیں اہل ولا
شہ لولاک کے گھر میں ہے خوشی کی تقریب — آج بیدار ہوئے بخت خدیجہ کے نصیب
کونسی بی بی کی عزت کے یہ ملتی ہیں دادر — قابلہ کسکی بنیں مریم کبریٰ آ کر
کشتیاں نور کی لایا ہے لگا کر رضوان — خلد کے حلوں کی خوشبو سے مہکتا ہے جہان
حوریں لائی ہیں جواہر کے طبق گوہر بار — کہ کریں لعل و گہر فاطمہ زہرا پہ نثار
کہتی ہیں بی بی خدیجہ کو مبارک ہو خوشی — بیٹی اللہ نے وہ اپنے نبی کو بخشی
مشتہر خلق میں انسیہ حورا ہے جو — آپ کی زینت آغوش تمنا ہے جو
فاطمہ طاہرہ معصومہ بتول عذرا — زاکیہ سیدہ صدیقہ جناب زہرا

بارک اللہ ہے کیا جشن ولادت کا سمان
دلفریبانہ ہے آرائش جنت کی پھبن
عالم فکر و تصور میں جو کی میں نے نظر
کہ نہ دیکھا نہ سنا تھا کبھی چشم بد دور
تہنیت خیز وہ حوران جنان کے نغمے
راحت فرح وہ فردوس کے پھولوں کی جھلک
شور خیز ہے چمن میں گل رعنا کی بہار
نغمہ سنجان چمن وجد میں جب آتے ہیں
اٹھ گئی کیا کسی مہ پارہ کے چہرہ سے نقاب
صرف نظارہ کوئی حور ہوئی تھم کے اگر
گدگداتی ہے جو اٹھکھیلیاں دکھلا کے صبا
مسکراہٹ میں ہے غنچوں کے ملاحت کا اثر
ہے گل رو پہ بکھری ہوئی زلف سنبل
دل وارفتہ ابھی کرتا تھا سیر منظر
پھر تصور کے مصور نے یہ کھینچی تصویر
ہر روش جھومتی پھرتی ہے نسیم سحری
اللہ اللہ یہ نزاکت کا ہے اسکے عالم
محو حیرت تھا کہ یہ جشن طرب ہے کیسا
ہنسکے کہنے لگی فردوس کا یہ ہے منظر
اسی تاریخ میں پیدا ہوئی ہیں بنت نبی
باغ عالم میں بھی ہے جشن مسرت کی بہار
لکھنؤ جا کے جو دیکھو تو ملے تم کو خبر
شعر گو ندھکے لاتے ہیں گل مدح کے ہار
عرش تک نام خدا انکی جھلک جاتی ہے
ناصر دین مبین قبلہ و کعبہ کے گھر

کہ سجایا گیا ہے خلد کا ہر ایک مکان
جیسے ہر حسن سے آراستہ کیجائے دلہن
نظر آیا یہ خدا ساز خوشی کا منظر
ہوا تھا کسی دلمیں بھی کبھی جسکا خطور
چٹکیاں لیں دل زہرہ میں ترانے جنکے
وہ دلآویز طرب خیز عنادل کی چہک
رنگ لایا ہے عجب حسن حسینان کا نکھار
زمزمے نور کے دل چھینے لیے جاتے ہیں
بن گیا صحن چمن صاف برنگ مہتاب
طرز مشروع سے دل لیگئی دزدیدہ نظر
قہقہہ مار کے ہنس پڑتے ہیں گل صل علی
منبسط ہوگئے دل کھل گئے سب زخم جگر
کہ پھنسے آن کے اس جال میں قلب بلبل
آنکھوں آنکھوں میں اڑا لیگئی نرگس کی نظر
نقش تازہ نظر آیا کہ نہیں جسکی نظیر
بڑھیاں پھولنے لگی ہیں گل سے گلے میں جو پڑی
لچکی جاتی ہے کمر ناز سے ایک آیت ام
آج میں باغ ارم میں تو نہیں آنکلا
العجب شور یہ ہوا اور کچھ بھی نہیں تمکو خبر
انکے میلاد کی ہے باغ جنان میں یہ خوشی
جوش پر حسن حسینان چمن کا ہے نکھار
صحبتیں نور کی ہیں جمع ہیں اہل جوہر
جنکی خوشبو سے مہکتے ہیں مشام عشاق
کلمہ الاحمد کی ہر بار صدا آتی ہے
پیشکش کرتے ہیں ہم جسپہ مضامین کے گہر

عزت افزائے ایمان تذا جو کی فرماتے ہین — لب احسنت سے تحسین کے صلے پاتے ہین
تم بھی شاعر ہو کوئی نظم پڑھو وہان جا کر — کہ صلا دین تمھین اللہ و نبی و حیدر
انکی مداحی مین مومن جو بسر کرتا ہے — لطف و انعام کی حق اسپہ نظر کرتا ہے
کھلگیا غنچۂ دل مژدۂ تازہ سنکر — مین نے گلدستہ بنایا گل تحسین چنکر
لے سفیر اب یہی اللہ سے کر رو کے دعا — شہ لولاک کا اور آل کا انکی صدقہ
یا الٰہی کرم و لطف کی کر مجھ پہ نظر — مرض نحس عشا سے ہو عطا جلد مفر
جیسے سلمان نے پھولونکا بنا کر دستہ — دشت رحمن مین پیمبر کے وصی کو تھا دیا
یونہین یہ ہار جواہر کا کیا مین نے بھی — نذر سرکار خدا و نبی و نفس نبی
اسی فردوس کی یارب ہے تمنائے دلی — جسکی تصویر تصور نے ہی میرے کھینچی
اب ہے درگاہ الٰہی مین دعا میری یہی — لائین تشریف ید اللہ مدد کو میری
قید امراض و جرائم سے کرین مجھ کو رہا — اور ہو مقبول الٰہی یہ ھدیۂ میرا

ریاض الشہادت مین امالی سے نقل کیا ہی کہ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے جب عقد کیا ہے جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا سے زنان شہر مکہ نے وصل ترا تبا قطع کر دیا وہ معظمہ تنہائی کی وحشت سے نہایت دل تنگ تھین یہانتک کہ حمل کے آثار ظاہر ہوے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا شکم مادر مین تکلم فرماتی تھین لیکن ان معظمہ نے اس امر کو مخفی رکھا کسی پر ظاہر نہ کیا ایک دن جناب سرور عالم دولتسرا مین تشریف لائے دیکھا کہ وہ معظمہ کسی سے باتین کر رہی ہین اور کوئی حاضر نہین ہی پوچھا تم کس سے ہمکلام تھین عرض کیا اس فرزند سے جو میرے شکم مین ہی۔
ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھ کو خبر دے رہے ہین یہ لڑکی طاہرہ معصومہ جو تمھارے شکم مین ہے خالق عالم میری نسل کو اس سے قرار دیگا ائمہ دین خدا اس سے پیدا ہون گے۔

حضرات کئی بچے شکم مادر مین گویا ہوے ہین۔ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام جب شکم مادر مین تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ دولتسرا مین جب تشریف لائے آپ کی حرکت اضطراری سے مادر گرامی فوراً تعظیم کیلیے کھڑی ہوگئین در شکم اطہر سے آواز آئی السلام علیک یا رسول اللہ آپ خوش ہو کر فرماتے تھے علیک السلام یا وصی۔

اب سنین ربط اسکا اہل ولا — ہے جگر دوز خاتمہ جس کا
التوا تھا جناب عمران سے — دیکھکر پوچھا اپنی زوجہ سے

تم تو ماں کی جگہ ہو یہ تو کہو
سُن کے کہنے لگیں وہ شوہر سے
مجھ کو بیٹا خبر اُٹھاتا ہے
متحیر تھے حضرت عمران
دل میں سوچے کہ امتحان کرو
حضرت حمزہ اور ابو طالب
امتحاناً نبی کو بُلوایا
چل سکا زور اور نہ کچھ قابو
بہر تعظیم سیدہ اُٹھیں
شکم پاک سے یہ آئی صدا
وعلیک السلام کہہ کے نبیؐ
تھا یہ اعجاز خاص شیر احد
اور اک فاطمہؑ کے بازو کا
ہیں وہ معصومہ فاطمہ زہرا
جنکی بیٹی خدا ہے یہ تو فقیر
جنکے شوہر تو ہیں جناب امیر
شکم پاک میں تھے جب ان کے
تین وقتوں میں پھر ہوئے گویا
پھر یہ اعجاز کی زبان سے آہ
وقت سوئم بہ گریہ و زاری
متحیر تھیں فاطمہؑ زہرا
تینوں کلموں کی پوچھی جب تفسیر
سیدہ نے کیا بہت اصرار
انکی تفسیر سے یہ ڈر ہے مجھے
پہلے کلمہ کی پھر یہ دی تعبیر

بہر تعظیم کیوں تم اُٹھتی ہو
یہ جو فرزند ہے شکم میں مرے
انکی تعظیم یہ کراتا ہے
اُنکو باور ہوا نہ اُنکا بیان
اور بُلایا امیر حمزہ کو
بازو پکڑے ہوئے تھے دو جانب
جیسے ہی صحن میں قدم رکھا
چھوٹ گئے اُنکے ہاتھ سے بازو
ہو گئیں دفعتاً وہ استادہ
کہ سلام علیک سیدنا
بولے انت الوصی وانت اخی
جنکی ماں فاطمہ ہیں بنت اسد
اس جگہ حال مجھ کو یاد آیا
بنت خیر الورا ہے جنکی ردا
شان میں آیا آیۂ تطہیر
اور بیٹے ہیں شبر و شبیر
ذکر خالق حسینؑ کرتے تھے
انا عطشان ایک بار کہا
انا عریان کہتے تھے ذی جاہ
انا سحقان لب پہ تھا جاری
ہو کے حاضر نبیؐ سے عرض کیا
مضطرب ہو گئے شہ دلگیر
رو کے فرمایا اے مرے دلدار
تم سماعت نہ کر سکو گی اُسے
کہ ہے عطشان کی یہ ہی تفسیر

وارد کربلا پہ جب ہوگا
اس کے خیمے سے آہ واویلا
آہ الکما و العطش کہہ کے
ہو طپان جیسے ماہی بے آب
دینگے پانی لعین نہ قطرہ بھر
سید سنکے جان گزا یہ خبر
دوسرے کلمہ کی یہ تھی تعبیر
لاش ہوئیگی خاک پر عریان
ہو کے خاموش سید ابرار
پھر باصرار سیدہ نے کہا
تیسرے کلمہ کی بھی اب تعبیر
شہ لولاک رو کے کہنے لگے
یا علی ولی قریب آکے
پھر کہا ہیں یہ معنے سحقان کے
خاک پر ہوگا لاشہ بے سر
سنتے ہی دردناک یہ تفسیر
دل ہوا بیخودی سے بے قابو
نہ رہی دل کو تاب گھبرا کر
رو گئے تھے رسول جنکی خبر
کربلا میں بروز عاشورا
ناریوں نے جلا دیے خیمے
شہدا کے سروں کو کرکے قلم
تن بے سر تھے خاک و خون میں طپان
خاک سر پر اُڑا رہی تھی ہوا
ہائے افسوس صد ہزار افسوس
بند پانی کرینگے اہل جفا
ہوئے گا شور العطش برپا
لوٹتے ہوں گے خاک پر بچے
بیویاں تڑپیں گے ہو کے سب بیتاب
ہوگا پیاسا ہی ذبح تشنہ جگر
روئیں بیتاب ہو کے پیٹکے سر
لوٹ لیں گے لباس اس کا شریر
آگے مت پوچھو ہے غضب کا بیان
روئے بیحد برنگ ابر بہار
ہاتھ میں جوڑتی ہوں لے بابا
لب معجز بیان سے ہو تفسیر
کہیں غش کھا کے آہ گر نہ پڑے
تھام لو بازؤوں کو زہرا کے
کہ جیسے کوئی ریزہ ریزہ کرے
گھوڑے دوڑائینگے لعین اُسپر
مضطرب ہو گئے جناب امیر
چھٹ گئے دونوں ہاتھ سے بازو
گر پڑیں سیدہ بھی غش کھا کر
ہیں وہ سب اتفاقات پیش نظر
ہو گئے ذبح سید الشہدا
حرم محترم اسیر ہوئے
گئے کوفہ کو وہ لعین اظلم
معجزات اُنسے ہو رہے تھے عیان
دامن گرد تھا کفن اُن کا
دن کو تھی دھوپ اور رات کو اوس

وحش و طیر آ کے جمع ہوتے تھے | طوف لاشوں کا کرکے روتے تھے
بیکسی تھی انیس تنہائی | یا چرند و پرند صحرائی
یا بگولے اُجاڑ صحرا کے | گرد پھرتے تھے اُنکے آآکے
کاشتکاروں سے مشتہر ہے خبر | شب کو روتا تھا ایک شیر آکر

دوسرے جناب صدیقہ فاطمہ زہرا۔ تیسرے حسین مظلوم سید الشہدا ان کا حال ابھی آپنے سنا کہ شکم مادر میں کلام کیا۔ کچھ مولد حین الولادۃ گویا ہوے ہیں۔ امیر المومنین۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا۔ بعضے بعد الولادۃ گویا ہوے ہیں۔ ایک جناب روح اللہ گہوارے میں جنھوں نے اپنی ماں کی عفت پر گواہی دی۔ دوسرے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اے مادر گرامی بہترین زنان عالم جناب مریم آپ سے ملنے کو آئی ہیں اور آپ اُن کی تعظیم کو نہیں اُٹھتیں۔ تیسرے وہ شیرخوار جس نے عصمت جناب یوسف علیہ السلام پر شہادت دی اور کہا اے عزیز مصر اگر پیراہن جناب یوسف کا عقب سے چاک ہوا ہے تو وہ سچے ہیں اور اگر سامنے سے چاک ہوا ہے تو زلیخا سچی ہے دیکھا گیا تو عقب سے چاک نکلا۔ چوتھے وہ شیرخوار گویا ہوا ہے جسکا حال اُخدود دنار کے بیان میں تفسیر قرآن میں مذکور ہے اُسنے اپنی ماں کو صبر دلایا ہے۔ پانچویں حضرت صاحب العصر والزمان قائم آل محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہیں۔ عجل اللہ ظہورہ جنھوں نے پیدا ہوتے ہی تلاوت قرآن فرمائی۔ قصر امامت آپکے نور سے منور ہو گیا۔ پھپی آپ کی جناب حکیمہ خاتون آپ کی ولادت سے متحیر تھیں کیونکہ پیشتر سے آپ کی مادر اطہر میں کوئی آثار حمل ظاہر نہ تھے

سُنیے حال ولادت زہرا | ہوئی تمہید ختم اہل ولا

ہنگام وضع حمل جب قریب آیا جناب خدیجہ نے اپنی تنہائی سے گھبرا کر زنان قریش کو بلوایا سب نے انکار کیا وہ معظمہ سخت متفکر تھیں اتنے میں چار معظمہ بلند بالا گندم رنگ ظاہر ہوئیں اور کہا خوف نہ کرو تمھاری مونست کے لیے خدا نے ہم کو بھیجا ہے۔ ایک ہم میں سے سارا زوجہ ابراہیم خلیل اللہ۔ دوسری آسیہ دختر مزاحم۔ تیسری مریم بنت عمران۔ چوتھی کلثوم خواہر موسیٰ ہیں طاہرہ تمام نجاستوں سے پاک پیدا ہوئیں شرق و غرب عالم آپ کے نور سے مطلع انوار بنگیا دس حوریں طشت و ابریق وغیرہ لیے حاضر تھیں ایک معظمہ نے آپکو غسل دیکر سر اطہر پر عصابہ باندھا معصومہ نے تکلم فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان ابی رسول اللہ و ان بعلی سید الاوصیاء و ولدی سادۃ الاسباط۔

آپنے اُن پہ پھر سلام کیا   بہ تبسّم ہر اک کا نام لیا

آسمانون پر شور تہنیت اور ایسا نور ظاہر ہوا کہ فرشتون نے کبھی نہ دیکھا تھا جناب خدیجہ رضوان اللہ علیہا نے خوش ہوکر دودھ پلایا پیار کیا۔ فضل خدا سے ایک دن مین اسقدر نشوونما ہوتا تھا کہ اور بچے ایک مہینہ مین نمو کرتے ہین۔

بروایت حضرت جابرؓ سرورِ عالم ایک دن جناب سیّدہ کو گود مین لیے پیار کر رہے تھے حُمیرا نے کہا آپ اس لڑکی کو بہت چاہتے ہین فرمایا اگر تم جانو کہ مین کسدرجہ محبت رکھتا ہون تو محبت تمھاری زیادہ ہو جائے۔ شب معراج جب آسمانون پر انبیا سے ملاقات کی اور ملائکہ استقبال و تعظیم کے اہتمام مین تھے ایک منادی ندا کر رہا تھا کہ خوب ہین پدر تمھارے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور خوب ہین بھائی تمھارے علیؑ ابن ابیطالب جب حجابون مین پہونچا جبرئیلؑ ہاتھ پکڑے ہوے بہشت مین لے گئے وہان شجر نور دیکھا پوچھا یہ شجر کس کا ہے کہا آپ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کا آگے بڑھے تو رُطب ملے ایک دانہ مین نے کھایا جس سے انعقاد طاہرہ کا ہوا۔ فاطمۃ انسیۃ حوراء ہے نہ انسیہ محض۔ ابھی کے ہم معنے ارشاد ہوتا ہے کہ جناب قادر الٰہی نے ایک سیب ہدیۃً بہشت سے بھیجا جبرئیلؑ اپنے سینہ سے لگا کر اُسکو لائے اُسکی رطوبت نے سینہ جبرئیلؑ مین اثر کیا عرق جبرئیلؑ نے تمھین سرایت کی۔ اُسکو توڑ کر کھایا نور اُس سے ساطع ہوا۔ جبرئیل نے کہا یہ نور ہے منصورہ فاطمہؑ زہرا کا۔ مین نے پوچھا منصورہ کون ہے۔ کہا یہ دختر ہے آپ کی اہل آسمان منصورہ اور اہل زمین اُسکو فاطمہ زہراؑ کہین گے۔ فطم کے معنے چھوڑانیکے ہین وہ اپنے شیعون کو آتش جہنم سے چھوڑا دین گی۔ زہرا کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ حقتعالےٰ نے اپنے نور عظمت سے معصومہ کو جب خلق فرمایا نور اُنکا ارض و سما مین طالع ہوا ملائکہ سجدہ مین جھک گئے اور عرض کیا الٰہی یہ نور کیسا ہی۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارا نور ہے آسمان مین اسکو قرار دیا ہی صلب سیّد المرسلین سے اسکو ظاہر کرینگے اس نور سے اپنے خلفا اور ہادیان دین کو پیدا کرینگے۔

صادق آل محمدؑ فرماتے ہین کہ وہ معصومہؑ نماز کو جب کھڑی ہوتی تھین آسمان روشن ہوتے تھے جسطرح اہل زمین ستارون سے ضیا پاتے ہین۔ مروی ہے کہ جناب مریمؑ کو بتول کہتے تھے جناب سیّدہ کا نام بھی بتول ہی اسلیے کہ طاہرہ طاہر ہین دماے ثلاثہ وغیرہ کی تمام کثافتون سے۔

سال پنجم بعثت مین پیدا ہوئین۔ نو برس کے سن مین عقد ہوا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین ظالمون کے ظلم سے شہادت پائی۔ عدالت کا حال سُنیے۔ دست مبارک تعب سے مجروح ہی

حسنینؑ گریاں ہیں سلمانؓ نے عرض کیا فضّہ سے خدمت لیجیے۔ فرمایا بابا جان کا حکم ہے کہ ایک دن کام گھر کا تم کرو ایک دن فضّہ سے خدمت لو۔ عرض کیا میں آپ کا بردہ آزاد کردہ ہوں شاہزادی آپ بچوں کو بہلائیں میں خدمت بجالاؤں۔ جب اذان ہوئی سلمانؓ مسجد کو گئے امیر المومنینؑ سے حال عرض کیا رونے لگے اور مسجد سے باہر چلے گئے پھر مسکراتے ہوئے آئے سرورِ عالمؐ نے باعث تبسّم دریافت فرمایا۔ عرض کیا دیکھا میں نے ضعف کی شدت اور کثرت تعب سے سیّدہ سو گئی ہیں حسنینؑ سینۂ اطہر پر ہیں آسیا خود بخود چل رہی ہے۔ حبیبؐ کبریا متبسم ہوئے اور فرمایا کیا نہیں جانتے ہو یا علیؑ کہ ملائکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے خادم ہیں ؎

کیا بیان ہو سخائے آلِ عبا　　　خاتمہ ہو گیا سخاوت کا

اللہ اکبر تین روز برابر نذر کے روزے رکھکر ہر روز وقت افطار کھانا اپنا سائل کو دیدیں اور خود پانی سے افطار صوم فرمائیں ؎

حق تعالےٰ سے پھر ملے یہ صلہ　　　خلعت ہل اتیٰ ہوا اُن کو عطا

بیٹیاں باپ سے قدرتی محبت رکھتی ہیں ایک مرتبہ سیّدہ نے انگشتری طلب کی۔ فرمایا جناب رسولؐ خدا نے جب تم نماز شب پڑھنا خدا سے طلب کرنا۔ معصومہؑ نے دعا کی آواز غیب آئی کہ جو شئے تم نے طلب کی زیر مصلّا موجود ہے جسکی قیمت سوائے ربّ العزت کون جان سکتا ہے سیّدہ یاقوت کی انگوٹھی پہنکر بہت مسرور ہوئیں خواب میں دیکھا کہ وہ معصومہ قصر بہشت میں ہیں پوچھا یہ مکان کس کا ہے خادمات نے عرض کیا یہ قصر فاطمہؑ بنت محمدؐ کا ہے ایک تخت خوشنما نظر آیا مگر ایک قائمہ اسکا ناقص تھا سبب دریافت کیا۔ کہا اسمیں سے تراشکر ایک انگشتری دیگئی ہے صبح کو خواب بیان جناب رسولؐ خدا سے عرض کیا۔ فرمایا اے اولاد عبدالمطلب زینت دنیا تم کو سزاوار نہیں آخرت تمہارے لیے ہے وعدہ تمہارا بہشت ہے دنیا سے تمھیں کیا کام کہ وہ فانی اور فریبندہ ہے۔ انگوٹھی اُتار کر اُسی مصلّے کے نیچے آپ نے ڈالدی پھر خواب دیکھا اُسی قصر میں گذر ہوا وہی تخت نظر آیا سب پائے اُسکے قائم تھے۔

اب حال سنیے اُس انگشتری کا جسکی قیمت خراج ملک مین کے برابر اور یداللہ کے ہاتھ میں تھی مسجد نبیؐ میں نماز پڑھ رہے ہیں سائل نے آکر سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا خدا کے گھر سے محروم پھر کر چلا۔ امیر المومنینؑ نے انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا سائل نے انگوٹھی اُتار لی عائبانہ دیتا ہوا گیا۔ غزالی نے لکھا ہے کہ وہ انگوٹھی انگشتری سلیمانؑ اور سائل جبرئیلؑ تھے۔

الولد سرٌ لابیہ سید الشہداء نے بھی انگوٹھی راہ خدا میں دی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ عطاے علوی
بحالت زندگی رکوع کی ہیئت میں تھی اور عطاے حسینی بعدِ شہادت سجدہ میں واقع ہوئی مستزاد
یہ ہے کہ سخی ابن سخی نے ہمراہ انگشتر انگشتِ مبارک بھی دیدی۔ یاد کیجیے ظلم بجدل ملعون کا
آہ آہ اس لعین نے انگشت مبارک کو جدا کیا اور جمالِ ملعون نے دونوں ہاتھ ابن ید اللہ کے
کاٹ ڈالے۔ دلائل طبری میں جناب صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب وہ معصومہ بستر علالت
پہ تڑپتی تھیں خواب میں دیکھا جناب رسول خدا تشریف لائے ملائکہ جلو میں ہیں۔ اتنے میں دو
فرشتے جانب آسمان لیگئے قصر زرنگار اور بساتین وانہار نظر آئے۔ ایک قصر دیکھا فرش حریر
و دیبا اور جواہر زیبا سے آراستہ ہے۔ پوچھا یہ مکان کس کا ہے۔ کہا یہ فردوس اعلےٰ مسکن ہے آپ کے
باباجان کا اور یہ نہر کوثر ہے پھر قصر دیبا نظر آیا ایک تخت پہ جناب رسول خدا جلوہ فرما ہیں
پیار کیا اور فرمایا تم اپنے مکان میں کیوں نہیں چلی آتیں پھر اور قصر دکھلا کر فرمایا یہ مکان تمہارے
اور علیؑ و حسنینؑ اور انکے شیعوں کے ہیں عنقریب تم یہاں آنیوالی ہو۔ خواب سے بیدار ہوکر فرمایا کہ
اب وقت رحلت قریب ہے یا اباالحسنؑ اجازت ہو تو چند وصایا عرض کردوں۔ یا ابن عم میں نے کبھی آپکی
مخالفت نہیں کی لیکن اگر قصور ہوا ہو تو عفو فرمائیے۔

امیرالمومنینؑ رونے لگے اور فرمایا تم نے ہمیشہ میرے گھر میں تکلیف اٹھائی ظالموں کے ظلم سے
راحت نہیں پائی مفارقت تمہاری شاق ہے گویا رسول خدا کا سانحہ آج تازہ ہوگیا۔

عرض کی پہلی وصیت یہ ہے کہ بعد میرے اَمامہ سے عقد کرلینا وہ میرے بچوں کو بہت چاہتی ہے
ان سے محبت رکھے گی۔

دوسری وصیت یہ ہے کہ جس صورت پہ ملائکہ نے نشان دیا ہے ایک گہوارہ میری نعش پر بنانا
تیسری وصیت یہ ہے کہ رات ہی میں مجکو دفن کردینا اعداے دین کو میرے دفن میں شریک نہ کرنا۔

امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ بعد وفات اُسی پیراہن میں طاہرہ کو غسل دیا کافور بہشت سے
جو رسولؐ کیلیے جبرئیلؑ لائے تھے حنوط کیا جب بند کفن باندھ چکے آواز دی کہ اے ام کلثوم و زینب و فضہ اے
حسنینؑ آؤ سیدہ کی آخری زیارت کرلو بیقرار ہو کر سب دوڑے نعش پر گر گر کر کہتے تھے کہ اے مادر ہمیں دیدۂ آپ ہمکو
چھوڑ کر چلی گئیں۔ فرماتے ہیں کہ قسم بخدا دیکھا میں نے کہ ایک شعر نعش مطہر سے بلند ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر بچوں کو
اپنے سینے سے لگا لیا صوامع ملکوت میں تزلزل پڑ گیا ہاتف نے ندا کی یا علیؑ حسنینؑ کو سینۂ سیدہؑ سے جدا کرلو ملائکہ منتظر
و مضطر ہیں۔

الا لعنة الله على القوم الظالمين

الہدیۃ السادسۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد والثنایا واہب العطاء۔ صل علی حبیبک محمد وعترتہ الامناء رب لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک انت الذی خلقتنا من فاضل طینتہ سادتنا النجباء سید الرسل والانبیاء وسید الاوصیاء وآلہما الاتقیاء ونورت قلوبنا بنور محبتہم علیہما الاف التحیۃ والثناء اللّٰھم العن علی اعدائک واعدائھم دائما ابدا۔

اما بعد فقال اللہ سبحانہ فی کتابہ الا سنی تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ؕ ارشاد ہے جناب رب العزت کا کہ ہم نے ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

دیکھیے کتاب عیون الرضا سے

فرمایا حبیب کبریا نے | افضل نہیں کوئی خلق مجھ سے

امیر المومنین نے ایک دن عرض کیا کہ حضور افضل ہیں یا روح امین۔ فرمایا اللہ نے فضیلت دی ہے انبیاے مرسلین کو ملائکہ مقربین پر اور یا علیؑ میرے بعد فضیلت میں تمہارا درجہ ہے پھر اُن ائمہ کا جو تمہارے بعد ہونگے۔ اور ملائکہ تو خادم ہیں ہمارے اور ہمارے دوستوں کے۔ اللہ اکبر سے

سب سے افضل ہیں صاحب لولاک
بارک اللہ مرتبہ اُن کا
ماسوے اللہ کے ہیں یہ افسر
گوہر تاج انما ہیں یہ
یہ نہوتے اگر تو کچھ بھی نہ تھا
جتنے دنیا میں انبیا گذرے

اور بعد اُنکے اُن کی عترۃِ پاک
ہے رسل اور ملائکہ سے سوا
سب ہیں واللہ انکے دست نگر
باعث خلق ماسوے ہیں یہ
سب ہوے انکی وجہ سے پیدا
معجزے اُنکے حق نے اِنکو دیے

معجزہ وہ خرق عادت ہے کہ بغیر سیکھے بدون مشق کیے حقتعالے بندگان اخیار انبیاء و ائمہ اطہار کے دست حق پرست پر جاری فرمائے جس سے تصدیق نبوت اور امامت کی ہو اور عصمت وطہارت شرط اعجاز ہے۔ اہل ایمان جنھوں نے اپنی آنکھوں سے معجزے حضرات طاہرینؑ کے

دیکھئے کس درجہ علم و یقین پر فائز ہو کر کیا محبت رکھتے ہونگے ان حضرات سے ہملوگ اپنے علماے
اعلام کی زیارت سے مسرور ہو کر باغ باغ اور شگفتہ خاطر ہو جاتے ہین اظہار محبت کرتے ہین
جو مومنین اخیار ائمۂ اطہار کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہوئے کیا مسرت اور فرحت ہوگی
اُن کے دل کو۔ کافی مین دیکھیے امام دوسرا علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثنا کسی مقام
پر جلوہ فرما ہین ایک شیعہ وضو کے لیے پانی لایا۔ آپ وضو فرما رہے ہین اور وہ خوشی کی
نگاہون سے محو جمال ہو کر چہرۂ انور کو دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا
اے مولا یہ چاہتا ہون کہ حضور کو اپنے مشتاق دلمین جگہ دون۔ فرمایا مرحبا خوشا حال تیری
مان کا تو ولد الطیب مولود الطہارت ہے محبت ہم اہلبیت عصمت وطہارت کی دشمن خبیث الولادۃ
کو نہین ہوتی۔ امام مظلوم مسموم غریب الغربا حضرت رضا علیہ التحیۃ والثنا کی تربت کی زیارت اور
ثواب کے بیان مین بیشمار احادیث وارد ہین۔ باختصار کچھ عرض کرنا چاہتا ہون متوجہ ہو کر سنیے
لمعۃ الضیا مین تحفۂ رضویہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے
ایک پارۂ تن میرا دفن ہوگا ایک شہر مین جسکو بندۂ صالح سکندر ذوالقرنین نے زمین طوس مین
بنایا ہے جسکا نام سناباد ہے۔ پس جو کوئی اُسکی زیارت کرے باوجود دوری وطن و پراگندگی
مزار کے مین اسکے لیے ضامن ہون بہشت کا والضامن غارم اور ضامن مدیون ہوتا ہے۔ وہ
زائر بروز قیامت میرے درجہ مین ہوگا اور لکھے گا جناب اقدس و اعلے اسکے لیے ثواب ایک ہزار
حجۂ مبرورہ اور ایک ہزار عمرۂ مقبولہ کا۔ اس مقام پر راوی مردد کرتا ہے کہ یا یہ فرمایا حضرت نے
کہ ہر قدم پر دو ہزار حج مبرورہ اور دو ہزار عمرۂ مقبولہ کا ثواب ہوگا۔ والعلم عند اللہ۔
صدوق علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ خود فرمایا غریب الغربا نے اپنے زائر کی تین مقام پر
دستگیری کرونگا۔ اول وقت تقسیم نامۂ اعمال۔ دوسرے پل صراط پر تیسرے نصب
میزان عدل جب ہوگی۔ س

آہ یہ منزلین ہین سخت کٹھن | حق تعالے بحق چار دہ تن
اہل ایمان پہ رحم فرمائے | لطف سے اپنے اور تفضل سے

ابن بابویہ علیہ الرحمہ اور دیگر علما نے ابو صلت ہروی سے روایت کی ہے کہ حضرت
رضا علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے خدائے عز وجل کی کہ ہم جملہ ائمۂ ہدیٰ شہید ہون گے
کوئی زہر دغا سے کوئی شمشیر جفا سے۔ راوی کہتا ہے مین نے عرض کیا قربان ہون آپکے

حضرت کو کون شہید کریگا۔ فرمایا بدترین خلق خدا زہر سے مجھ کو قتل کریگا اور دیار غربت مین دفن ہونگا۔ آگاہ ہو کہ جو اُس غریب الوطنی مین میری زیارت کریگا حقتعالےٰ اُسکے نامۂ اعمال مین ایک لاکھ شہید ایک لاکھ صدیق کا ثواب لکھے گا اور لاکھ حج لاکھ عمرے لاکھ مجاہد راہ خدا کا ثواب اُسکو مرحمت فرمائیگا اور وہ زائر بروز قیامت ہمارے زمرہ مین محشور ہوگا اور درجات بہشت مین ہمارا رفیق ہوگا۔ اللہ اکبر۔ جب حضرت غریب الغربا زہر سے شہید کیے گئے مامون نے اپنے باپ ہارون کی قبر کے سامنے آپ کو دفن کیا شہر کے اُجڑ جانے پر صدہا برس قبر اطہر و منور سنسان جنگل کی جھاڑیون مین نہان رہی۔

صاحب لمعۃ الضیا وسیلۃ الرضوان کے حوالے سے لکھتے ہین کہ سنجر بادشاہ کا بیٹا یا وزیر زادہ مدقوق تھا اطبا نے سیر و شکار اُسکا علاج تجویز کیا شکار کھیل رہا تھا کہ ایک ہرن اُسکی کمند سے چھوٹکر بھاگا اُس نے تعاقب کیا مامن رضا مین آکر ہرن پناہ گزین ہوا ہر چند خیز کیا گھوڑا آگے نہ بڑھا یہ اور ہمراہی اسکے پیدل ہو کر متجسس پھر رہے تھے شہزادے نے مرقد اطہر سے لپٹ کر رو کر دعا کی شفا حاصل ہوئی۔ اپنے باپ کو عریضہ لکھا کہ مزار اقدس علی بن موسے الرضا ظاہر ہوا ہے اُسکی برکت سے شفایاب ہو کر یہین مقیم ہون بہت جلد اسکی تعمیر کرا دیجیے۔ بادشاہ خط پڑھکر بہت مسرور ہوا روضۂ اطہر اور گنبد انور اُسکے حکم سے تعمیر ہوا شہر آباد ہو گیا۔

مشہد مقدس سے پچیس تیس کوس کے فاصلہ پر قدم گاہ شریف ایک خوشنما منظر ہے ہم لوگ عراق مین عتبات عالیات کی زیارت سے فیضیاب ہو کر براہ کرمان شاہ معصومۂ قم اور سید عبد العظیم حسنی کی زیارت سے مشرف ہو کر خراسان جب گئے ہین راہ مین قدم گاہ کی بھی زیارت کی سو دیر تک اُس جگہ مقیم رہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے سید و آقا غریب الغربا مرو جاتے ہوے جب یہان گذرے ہین کچھ لوگ معجزے کے طالب ہوے آپنے زمین پر ٹھوکر ماری بحکم خدا چشمہ جاری ہو گیا آپنے وضو کیا اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی باعجاز مولا دونون قدم اطہر کا اُسپر نشان بنگیا۔ شاہ عباس علیہ الرحمہ۔ راسخ الاعتقاد شیعہ تھا جس نے اصفہان سے تا خراسان جابجا متعدد کاروانسرائین اور کنوین بنوائے ہین یہان اُسنے باغ لگایا حوض بنوایا جو اِس چشمے کے پانی سے مملو ہے ہمنے بھی اُس حوض کے پانی سے منہ ہاتھ دھو کر استشفا کیا۔ وہان اُس شہنشاہ نے خوشنما گنبد بنوایا ہے اُس پتھر کو منگوا کر زیر گنبد ایک دیوار مین نصب کرا دیا ہے۔ مجاور زیارت پڑھواتے ہین روشنی کرتے ہین۔ مختصر آبادی اور دکانین چار د

وغیرہ کی بھی ہین - عہد سلف کے سر بفلک دو ایک درخت قائم اور ایک زمین پر سر بسجدہ ہے۔

حمد محمود داور داور — مدح احمد و آلہ الاطہار
ہے گل سرسبد بیان کا مرے — تازہ ایمان ہو جسکی خوشبو سے
آستان بوسی نبیؐ و علیؑ — دین و ایمان ہے مرا ازلی
ہون مین دلبند ثالث حسنینؑ — خادم آل سید کونین
کفش بردار خسرو نجبا — چاردہ خوان کا ہون زلہ ربا
معجزات ائمہ اطہار — نظم اکثر کیے دُر شہوار
رضویہ یہ معجزہ سنیے — روح تازہ ہو جسکے سُننے سے
جان ملکم کی دیکھیے تحریر — ملک ایران مین رہا ہے سفیر
کیا سفرنامہ مین ہے اُس نے لکھا — اُس سے ہے لمعۃ الضیا نے لیا
کہ خراسان ہے صوبۂ زرخیز — ہین مضافات اُسکے دل آویز
کسی قریہ مین خستہ حال تباہ — مرد مومن تھا ایک عبداللہ
عقل دنیا نہ رکھتا تھا کچھ بھی — ہے عجیب و غریب نقل اُسکی
اُسکی زوجہ کا نام تھا زیبا — جب خدا نے اُسے دیا بیٹا
رکھا یوسف تب اُسنے نام پسر — یہ تفأل تھا اُسکے پیش نظر
جیسے وہ شاہ مصر کے تھے وزیر — ایسے ہی ہوگا یہ امیر کبیر
ہوئی دختر جب اسکے گھر پیدا — فاطمہ اُسکا نام اس نے رکھا
جیسے یہ ہے کنیز بنت نبیؐ — اسکا شوہر بھی ہو غلام علیؑ
تھا تہیدست گرچہ یہ دیندار — دل تھا قانع زبان شکر گذار
کچھ نہ رکھتا تھا دولت دنیا — نے غم دزد نے غم کالا
اک زمیندار کا تھا خدمتگار — متکفل وہ ہی تھا آخر کار
جان و دل سے کیا جب اُسکا کام — دس قروش اُسنے تب دیا انعام
کبھی دیکھا نہ تھا جمال زر — اپنے جامے سے ہوگیا باہر
کھل گئین باچھین مسکراتا ہوا — اپنے گھر آیا اہلیہ سے کہا
پیاری دیا خدا کا شکر کرو — جاگ اُٹھے بخت زر ملا ہمکو

زعفران زار بنگیا وہ زرد
حُسن نیت سے پھر یہ کہنے لگا
جو بچے اُسمین تحفے سب کے لیے
بہ تبسّم کہا یہ زینبا نے
تھی یہ فرمائش اُسکی دختر کی
بیٹا بولا کہ لا ہیو تلوار
صبحدم بجتے ہی گجر یہ چلا
مرقد پاک کے نثار ہوا
پہلے ظہرین کی نماز پڑھی
پہلا شوق پھر سوے بازار
جنس تھی خوش قماش زیب دکان
اُسنے دو سو روپے جب مانگے
اُس سے ہونے لگی عبث تکرار
جاکے نخاس گھوڑے وہان دیکھے
چپقلش وہان بھی آن سے ہونے لگی
اسلحہ کی خرید مین تھا گمان
متحیر تھے اب کہان جائین
تھا بہت ہی قلیل سرمایہ
ایک سائل لگا رہا تھا صدا
ایک دے اور دس گنا پائے
یہ تجارت جو بھا گئی دل کو
وہان سے یہ خالی ہاتھ گھر آئے
تھے یہ خاموش صورت تصویر
وہ زمیندار بھی ہوا ناراض
بضرورت بُلایا پھر ان کو

ہنس پڑے کھل کھلا کے سب یکبیر
ہے خمس تو ہدیہ پھر رضا
لاؤن گا مشہد مقدس سے
ریشمی تھان لانا میرے لیے
ہندی رومال کفش زرد وزی
اور گھوڑا بھی ایک خوش رفتار
روضۂ اقدس رضا یہ گیا
صدق دل سے دلیے فروش چڑھا
پھر زیارت پڑھی دعا مانگی
ایک بزاز سے کین آنکھین چار
زعفرانی کیا پسند اک تھان
سن کے قیمت کو انکے ہوش اڑے
ہو کے بدخط اٹھ آئے یہ ناچار
قیمتین اُنکی سُن کے تنگ ہوئے
نہ ہوئی ہمت مشت خیر ہوئی
کہین تلوار چل نہ جائے وہان
کیا کرین یہ غریب کیا نہ کرین
سب کے تحفون کا لانا بن نہ پڑا
صدقہ دے کوئی بنام خدا
کون بڑھکر ہے اس تجارت سے
دیدیے سب روپے سائل کو
بولے انکے خیال کیا لائے
مُہرِ خاموشی لگی لب پر
دی سزا اُسنے اور کیا اعراض
اور دیا حکم تم کنوان کھودو

آلۂ حفر ہاتھ مین لے کے
وہ کڑی دھوپ اُجاڑ وہ صحرا
جبکہ دو گز زمین کھود چکے
بھر کے زنبیل لائے گھر مین تہین
دل مین سوچے کہ چلکے مشہد مین
ماحصل جو ہو انکی قیمت کا
جمع پس انداز اس سے ہو آخر
یہ جواہر کو جانتے بھی نہ تھے
کہ ہے الماس کیا زمرد کیا
سنگ ہے نگ ہے یہ ڈھنگ سے کیا چیز
دیکھ آئے تھے ایک دُکان پر
یہ اُسی دھن مین اپنے گھر سے چلے
دو من زنبیل کی بزیر شجر
پہونچے یہ جوہری کی دوکان پر
دیکھ کر اُس نے یہ کہا ان سے
مین ابھی اُلٹے پاؤن آتا ہون
کی رپٹ کوتوال سے جا کر
پولس آ پہونچا اور انھین پکڑا
اب قضا کھیلنے لگی سر پر
کرکے جالان جب بشد و مد
اس نے اول سے لے کے تا آخر
سادگی اُس کی اور سچائی
اُس نے مومن سمجھ کے خاطر کی
جبکہ دائر یہ سانحہ تھا نیا
اصفہان دار سلطنت اُس کا

کہہ کے بسم اللہ کھودنے پہ لگے
کر پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا
ظرف ملو تھے جواہر سے
انکو پنہان کیا بزیر زمین
سنگریزون کو ہم فروخت کرین
سے ہدیہ خمس بنام رضا
لین ہدایا عیال کی خاطر
نہ کبھی انکے نام بھی تھے سُنے
کس کو یاقوت کہتے ہین عقلا
انکو اصلا کسی کی تھی نہ تمیز
لا رکھے ہین کچھ ایسے ہی پتھر
بھر کے زنبیل لے چلے گھر سے
اور انھین سے لیکے مٹھی بھر
اور کہا مول لیتے ہو پتھر
آئیے بیٹھیے کرم کیجیے
ان کی قیمت ابھی سناتا ہون
گنج کسرے کی لیجے چل کے خبر
سب جواہر پہ قبضہ اپنا کیا
کچھ سراپا کی بھی رہی نہ خبر
لے گئے پیش حاکم مشہد
سرگذشت اپنی کی وہان ظاہر
سب کو ان کے دلمین نقش ہوئی
رحم اُس پہ کیا تسلی دی
شاہ عباس کا زمانہ تھا
مرکز امن اسکے عہد مین تھا

بس کہ تھا یہ مقدمہ سنگین
خود گورنر سے کچھ نہ حل ہوا
اس قضیہ کو اصفہان بھیجو
شاہ عباس اعظم صفوی
راسخ الاعتقاد و شیعہ تھا
پیادہ پا اصفہان سے مشہد کو
جا بجا کاروان سرائین جدید
کنوین کھدوائے ہین وہان دیکھو
ایسا پاک اعتقاد شاہنشاہ
ایک شب اس نے خواب مین دیکھا
سبز پہنے ہوئے ہین آپ لباس
دوست کی میرے تو حمایت کر
متحیر تھا دلمین حد سے سوا
حکم اُس نے معبرون کو دیا
اسکی تعبیر گر نہ تم دو گے
اتنے مین حاکم خراسان کا
کہ ہوا گنج کسروی ظاہر
عرض کرتا ہے خادم کا وزیر
مومن خوش نہاد اک شیعہ
آرہا ہے ادھر خراسان سے
جس کی حضرت نے ہے سفارش کی
دہ شہنشاہ سید صفوی
خوش ہوا سُن کے شاہ با اقبال
پیشوائی کو خود مع لشکر
ایک صحرا مین جا کے سب اُترے

اور عقلاً تھا مصلحت کے قرین
بلکہ اس نے یہ ہی پسند کیا
خود شہنشاہ طے کرے اس کو
دوستدار نبیؐ و آل نبیؐ
زلہ بردار خوان لطف رضاؑ
یہ گیا اعتقاد تو دیکھو
اسکا ہین یادگار قابل دید
کہ نہ تکلیف زائرون کو ہو
کوئی ابتک نہین ہوا واللہ
جلوہ فرما ہوے امام رضاؑ
اس سے فرماتے ہین کہ اے عباس
نہو تکلیف بدل راحت کر
دوسری شب کو پھر وہی دیکھا
شام تک ہے زمانہ مہلت کا
تیغ کے گھاٹ پر سب اُترو گے
دفعۃً اک مراسلہ پہونچا
مع مخرج بین کرتا ہون حاضر
کہ مبارک ہو خواب کی تعبیر
تا صیہ سائے آستان رضاؑ
گنج کسرے نکالا ہے جس نے
اور بشارت جہان پناہ کو دی
خادم خاص روضۂ رضوی
اور کیا اُس نے عزم استقبال
اصفہان سے چلا بکر و فر
نصب خیمے تھے جس جگہ اُن کے

پھر ہوا شور آمد آمد کا
کہ خداوند آ گئے وہ اسیر
سن کے یہ شاہِ کجکلاہ چلا
پیشوائی کی بڑھ کے چند قدم
ایک ناقہ پہ دیکھا عبد اللہ
ایک ناقہ پہ اُسکی ہے زوجہ
مستحق رحم کا تھا وہ مسکین
اپنے خیمہ مین ساتھ اُسے لایا
ڈرانے عیال کی اُس کے
اور اُتارا باحترام اُنھین
فاخرہ پھر لباس اور زیور
خلعتِ خاص پہنے عبد اللہ
دیر تک سر جھکائے روتا رہا
قتل کیجے مجھے تو بعد عمر سے
اُسکے رونے پہ شاہ بھی رو دیا
بعد چندے یہ مرتبہ بخشا
پیاری زیبا کا یہ بڑھا رتبہ
دل مین شوہر کے ہر ادا اُسکی
اُسکا بیٹا ہوا امیر کبیر
شاہزادون مین پرورش وہ ہوا
ایک لائق امیرزادہ تھا
ہے امام غریب کا صدقہ
نظر مہر کی امامؑ نے جب
اے شہنشاہ اے امام رضاؑ
از برائے نبیؐ و آلِ کرام

آن کر جب بدار نے یہ کہا
منتظر جن کے تھے امیر و وزیر
اپنے خیمہ سے پیادہ پا نکلا
خیر مقدم کا غل ہوا اُسدم
ہے رسن بستہ پُر ملال و تباہ
ایک پہ دونون بیٹی اور بیٹا
شاہ نے اُسکی مشکین خود کھولین
خلعت زرنگار پہنایا
رسیان کھولین دستِ اقدس سے
دی جگہ سب کو ایک خیمہ مین
اُنکو پہنائے لطف فرما کر
کہہ چکا جب سب اپنا حال تباہ
پھر یہ کی عرض لائے شہ والا
رحم میرے عیال پر کیجے
اور دلاسا بہت کچھ اُسکو دیا
کہ گورنر کیا خراسان کا
کہ ہوا شوہر اُسکا دلدادہ
کھب گئی جب تلک وہ زندہ رہی
اسپِ خاصہ ملا ملی شمشیر
جانے کیا کچھ عروج اُسکو ملا
اُسکی بیٹی کا عقد جس سے ہوا
نظر لطف کا ہے اک جلوہ
ذرّے تھے آفتاب بنگئے سب
مین بھی زائر ہون آپ کا مولا
آنکھین مجکو عطا ہون میرے امامؑ

اور جناب امیرؑ کا صدقہ — پھر زہراؑ و عترت اطہارؑ
دین و دنیا کی بخشیے عزت — ہو عطا علم دین کی دولت
اے غریب الدیار کے شیعو — معجزے کے تتمہ کو دیکھو
سن چکے داستان مرد تباہ — دل سے آہین نکلتی ہین واللہ
پھر رہی ہے نظر مین وا فریاد — صورت حال سید سجاد
مستہدی شیعہ تھا اور اہل ولا — مگر اے منصفو امام نہ تھا
جان ملکم کی یہ نہین تحریر — تپ محرق تھی اسکی دامنگیر
بیڑیان پہنے بیقرار نہ تھا — طوق اُس کے گلے کا ہار نہ تھا
اُس کی زوجہ نہ تھی برہنہ سر — بالیان چھندسے پہنے تھی دختر
اُس کے رخسار نیلگون بھی نہ تھے — کہ نشان اُن پہ ہون طمانچون کے
کیا تقابل بھی اس کا دکھلاؤن — لون زبان کس سے کسکا دل لاؤن
اہل غیرت ہین جمع اور سادات — سن سکینگے مصائب جدّات
بازوؤن اور گردنون مین بندھی — ہاے کیا چیز اور کیا شے تھی
مین ادب کی زبان سے ہون کہتا — کہ وہ زیور تھا سب شفاعت کا
امت جد کی مغفرت کے لیے — گہنے سیدانیان تھین پہنے ہوے
آہ بلوے مین نور کے برقعے — اُن نبیؐ زادیون کے سر پہ تھے

سہل ساعدی کہتا ہے کہ واقعۂ کربلا جس زمانہ مین ہوا ہے مین بیت المقدس کی زیارت کو گیا ہوا تھا دیکھا مین نے کہ دمشق کے بازار سجے ہوے ہین سڑکون وربالاخانون پر مجمع خلائق کا ہے لباس فاخرہ پہنے ہوے ہنس ہنسکر ملاعنہ گلے مل رہے ہین تہنیت کے نعرے بلند ہین مین نے ایک شخص سے پوچھا کیا اس شہر مین آج کوئی عید ہے۔ اُس نے رو کر کہا کہ یہ مجمع ہے یزیدیون کا قتل حسینؑ کی عید منارہے ہین اتنے مین شور باجون کا بلند ہوا آگے آگے نیزون پر سرہاے شہدا اُن سب سے آگے ایک بلند نیزے پر سر فرزند رسولؐ کا تلاوت قرآن کی کرتا ہوا جسکو دیکھکر مین نے پہچان لیا اور بے اختیار ہو کر بہت رویا عقب مین برہنہ سر لٹا ہوا قافلہ بیوون اور یتیمون اسیرون کا۔ سب کے پیچھے ایک ناقۂ بے فرش پر ایک بیمار طوق وسلاسل مین گرفتار یہ نوحہ پڑھتا ہوا نوحہ گر آرہا ہے۔

اُقاد ذلیلا فی دمشق کاننی	من الزنج عبد غاب عنہ نصیرا

مین نے ادب سے بڑھکر سلام کیا۔ فرمایا سلامتی تو ہم سے کنارہ کر گئی کوئی ہمکو سلام کے لائق ہی نہین جانتا تو شاید کوئی دوستدار ہمارا ہے مین نے عرض کیا مین اصحاب مین کسے ہون آپکے جد کے۔ فرمایا اے سہل دیکھا تو نے کہ بنی امیہ نے ہم اہلبیت رسول سے کیا سلوک کیا۔ آہ آہ یہ مجمع دشمنون کا تھا اب مین مجمع دوستون کا دکھلاتا ہون۔ ہاے حبیب اسیران کربلا قید سے چھوٹکر مدینہ مین آئے ہین وہ منظر دیکھکر کلیجے شق ہوتے ہین۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الهدیۃ السابعۃ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ علی نعمائہ وآلائہ الغر اعلا العز والمجد والشکر والفضل والعطا۔ والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ وحبیبہ سید الوری محمد وعترتہ الامناء النجبا سیما علی سید الاوصیا ونلعن علی اعدائہ و اعدائھم ابدا۔

حق سبحانہ عز شانہ قرآن مجید مین ارشاد فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ تم میرا ذکر کرو مین تم کو یاد کرون شکر کرو میرا اور کفران نعمت نہ کرو۔

افضل ذکر بندگانِ خدا	جانتا ہے اصول تمسر کا
شرط یہ ہے کہ اچھا ذکر ے	اپنی عقلی دلیل سے سمجھے
پھر ہو عامل فروع عشرہ کا	جسطرح حکم ہے خدا نے دیا
باد ۂ حب حق سے ہو سرشار	نعمتون کا ہو اُسکی شکر گذار
چودہ معصوم کا ہو وہ شیدا	بس قبالہ یہی ہے جنت کا
اللہ اللہ یہ بندے نکے مرتبے	کرم انھین رب پاک یاد کرے
اے خوشا لطف حبذا اعزاز	اُسکی نعمات سے ہین سرافراز
حقتعالے کے افضل نعما	انبیا اور ائمہ ہین بخدا

سب سے افضل ہین سید لولاک	بعد انکے ہین انکی عترت پاک
جس کے دل مین ہی خاص انکی ولا	وہ ہی خلد برین مین جائے گا
شکر منعم ہے واجب عقلی	اُسکی نعمت نبیؐ ہین اور علی
منصفو ہے مقام عبرت کا	کیا سلوک ان سے ظالمونے کیا

بے سپاس ناحق شناس مردون سے وہ شکر گذار پاک اعتقاد عورتین بہتر ہین جنھون نے اہلبیت طاہرین کا حق ادا کیا نہین سلاطین جور سے خوف کیا نا طقے ظالمون کے بند کر دیے تیر و شمشیر کا جہاد ساقط ہے عورتون سے مگر دیکھیے انوار نعمانیہ۔ خاندان نبوت کی دوستدار حرہ بنت علیکے نے کیا جہاد کیا ہے جسکا شہرہ رہیگا حشر تک۔

حجاج ظالم کا دربار دشمنون سے مملو جلاد تیغ بکف لیے ہوئے تنہا عورت کو دھمکا کر پوچھا جا رہا ہے کہ فلان فلان پر تو علی کو فضیلت دیتی ہے۔

مومنہ کے دل پر کچھ ہراس نہین کہا یہ غلط ہے کہ مین خاصتہً ان ہی پر فضیلت دیتی ہون بلکہ جناب آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و عیسیٰؑ سے نبینا و آلہ و علیہم التحیۃ والثنا سے بھی اپنے آقا امیر المومنین علیہ السلام کو افضل جانتی ہون۔

حجاج نے بگڑکر کہا تو نے انبیائے ثمانیہ سے بھی بڑھا دیا اپنے دعوے کو بدلیل ثابت کر ورنہ مین تجکو قتل کر دونگا۔

الحق یعلو ولا یُعلیٰ حرہ نے کہا حق تعالےٰ خود فضیلت دے رہا ہے فرماتا ہی فعصیٰ آدم ربّہ فغویٰ اور امیر المومنین کی شان مین آیا وکان سعیکم مشکورا۔

حجاج نے کہا احسنت یا حرہ۔ اب بیان کر کہ نوحؑ اور لوطؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا انکی بیبیون کی شان مین آیا ہے کانتا تحت عبدین صالحین فخانتاھما اور علیؑ کو فاطمہؑ زہرا سی زوجہ عطا فرمائی جنکی رضا رضائے خدا اور غضب غضب خدا ہے۔

حجاج نے کہا احسنت مگر بیان کر ابراہیمؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا حقتعالےٰ حکایتاً فرماتا ہے قال ابراھیم ربِّ ارنی کیف تحیی الموتیٰ قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی۔ یعنے کہا ابراہیمؑ نے پروردگار میرے دکھلادے مجکو تو کسطرح مردونکو زندہ کرتا ہے۔ فرمایا کیا اس پر

ایمان نہین لایا۔ کہا ایمان لایا ہون لیکن دیکھنا چاہتا ہون کہ دل و مطمئن ہو جائے۔

اور حضرت امیرؑ فرماتے ہین لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا۔ نہ اسمین کسی سے اختلاف کیا نہ آپ سے پہلے کسی نے یہ کلمہ کہا۔

حجاج نے تحسین کی اور کہا جناب موسیٰؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا حقتعالے فرماتا ہے فخرج منہا خائفا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین۔

اور علی مرتضےٰ شب ہجرت بخطر نبیؐ کے بستر پر سوئے حقتعالے جسکی مدح فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ۔

حجاج نے پوچھا جناب داؤدؑ پر کیا فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا ایک شخص کے درخت انگور کسی کی بکری نے کھا لیے تھے اُسکا فیصلہ جناب داؤدؑ نے کیا کہ بکری کی قیمت سے تاوان دیا جائے۔ جناب سلیمانؑ نے کہا صوف اور شیر سے تاوان لے۔

اور امیر المومنین نے بارہا فرمایا اسئلونی عما فوق السماء اسئلونی عما تحت الارض اسئلونی قبل ان تفقدونی۔

حال تحت الثرے و فوق سما	پوچھ لو قبل رحلت از دنیا
فتح خیبر کے دن نبیؐ نے کہا	تم سے افضل علیؑ ہے بھائی مرا

افضلکم واعلمکم علیؑ

حجاج نے کہا مرحبا لیکن سلیمانؑ پر کیون فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا حقتعالے حکایتاً فرماتا ہے رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی یعنے جناب سلیمان نے کہا میرے پروردگار ایسا ملک مجکو عطا فرما کہ نہ سزاوار ہو کسی کے لیے بعد میرے۔

اور امیر المومنین فرماتے ہین یا دنیا قد طلقتک ثلاثا لا رجعۃ لی فیک اے دنیا تین طلاق مین نے تجکو دیے ہین کہ پھر رجوع نہ ہو۔

حجاج نے کہا مرحبا لیکن جناب عیسٰےؑ پر کس لیے فضیلت ہے۔

حرہ نے کہا حقتعالے فرماتا ہے اذ قال اللہ یا عیسٰے بن مریم ا انت قلت

لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ۔ حاصل یہ ہے کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے لگے اس کا مواخذہ کیا گیا اور نصیری جو علیؑ کو خدا کہتے ہین امیرالمومنین سے کوئی مواخذہ نہ ہوا۔

حجاج نے تحسین کی اور انعام دیکر رخصت کیا۔ اس ظالم کے قہر سے خدا نے بچایا جس نے ایک لاکھ آدمیون کو بظلم قتل کیا تھا۔ اس مومنہ پر خدا نے رحم فرمایا جسطرح سلمانؓ کو شیر کے حملہ سے بچایا۔ ان کا قصہ اول نظم مین سنیے پھر مفصل واقعہ جسکو غفران مآب علیہ الرحمہ نے مسکن القلوب مین لکھا ہے عرض کرونگا۔

ہے سزاوار حمد شان اسکی
آیت اللہ دین کے راہ نما
صلوات و سلام آٹھ پہر
محبت حق ائمۂ اطہار
وہی علم دین کے عالم
ہین یہ معصوم مثل شاہ حجاز
علم حق جو ہوا انہی کو عطا
بڑے اور چھوٹے اس گھرانے کے
شہر علم خدا ہین پیغمبرؐ
ہے عجب شان کی یہ بارہ دری
تھا یہی نور احمد و حیدر
اہل ایمان فسانہ اس کا سنین
آتش افروز انکے تھے آبا
عشق نور خدا ہوا ان کو
چھوڑکر نار باپ سے چھپ کے
لے چلا شوق سوے ملک عرب
سنیے نور خدا کا اب اعجاز
پر فضا راہ مین ہے اک صحرا
رام پور مین ہین ایک پور شہری

خلفا جس کے ہین امام و نبیؐ
سب کے سردار ہین حبیب خدا
ہے نبیؐ پر اور آلکی عترتؑ پر
تھا تھا سے نبیؐ ہین ہشت و چہار
از جناب امیرؑ تا قائمؑ
حجت اللہ صاحب اعجاز
وہ نبیؐ نے کیا علیؑ کو عطا
سب ہین عارف اسی خزانے کے
جسکے نام خدا ہین بارہ در
نور حق کی ہے جسمین جلوہ گری
دل سلمانؓ کے شوق کا منظر
دل مین غبطہ کرین درود پہ طیبین
سن کے عیسائیون سے مدح ثنا
لے چلی شوق کی ہوا ان کو
نور کے عشق مین چلے گھر سے
بن گیا مطلع نظر یثرب
تھا وطن ان کا خطۂ شیراز
قدرتی آبشار ہین اس جا
نام نامی ہے جنکا لطف علی

کہتے تھے دلکشا وہ ہے صحرا
سیل بالائے کوہ سے آکر
اُسپہ سورج کی پڑتی ہے جو کرن
جابجا وہان ہین شیر صحرا کے
چلے جاتے تھے مضطر و بیکس
نہ کسی کاروان کا دان تھا غبار
کبھی گھبرا کے مڑکے گرد دیکھا
دشت ارجن مین ناگہان پہونچے
صبح کو آفتاب جب چمکا
ابھی نکلے نہ تھے یہ چشمہ سے
روکے خالق سے دلمین کی فریاد
اُسی نور رسول کا صدقہ
شیر کی زد سے تو بچا مجھ کو
تھا وہ پُرہول لق و دق صحرا
اُڑ رہی تھی ہوا مین شیر کی بو
کر رہے تھے نگاہ چار طرف
آن پہونچا مدد کو انکی وہان
آکے شیر ببر کو للکارا
ایک ہی ضرب مین ہوا بسمل
موسم گل تھا اور فصل بہار
مے شبنم تھی کیا سرور انگیز
جھومتی پھر رہی تھی باد صبا
کھل رہے تھے گل طرب افزا
پھول چنکر بنا کے گلدستہ
لے کے اور زیب آستین کرکے

طرب انگیز ہے وہان کی ہوا
گرتی ہے بن کے پانی کی چادر
قابل دید ہے عجب قلیشن
سیر کو جاتے ہین تماشا کی
نہ کبھی سنتے تھے فغان جرس
دیکھکر جس کو دل کو آئے قرار
اپنا سایہ بھی دوران کو ملا
تھکے ماندے تھے سو رہے پڑکے
ایک چشمہ مین جاکے غسل کیا
کر لیا گھیر شیر نے آکے
میرے معبود کر مری امداد
جسکا مشتاق گھر سے ہون نکلا
اس بلا سے کر اب رہا مجھ کو
کہ نہ کوسون تھا آدمی کا پتا
ہو گیا خشک تن بدن کا لہو
ناگہان اک سوار نیزہ بکف
جسکا چہرہ نقاب مین تھا نہان
نیزہ سینہ پہ تان کر مارا
کسی عاشق کا جیسے تڑپے دل
بن گیا دشت غیرت گلزار
جام لالے کے جس سے تھے لبریز
جیسے متوالا یہ گرا وہ گرا
جتنے بلبل ہزار جان سے فدا
جلد تر نذر شہسوار کیا
ہو گیا غائب ان کی نظرون سے

چشم حیرت نے ہر طرف دیکھا
مگر اُسکا غبار بھی نہ ملا

معجزہ مظہر العجائبؑ کا
حسن کے بشاش ہین سب اہل ولا

از برائے رسولؐ و آلِ رسولؐ
یا الٰہی مری دعا ہو قبول

بھیج اب اپنے قنبرِ عترت ان کو
آ کے جس نے چھوڑایا سلمان کو

میری آنکھوں کو دین شفا آ کے
اور گناہون کو بخشوائین مرے

اے مرے واجب الوجود خدا
وحدہٗ لاشریک بے ہمتا

یا الٰہی بحق سیدِ پاک
بحرمتِ ذریّتِ شہِ لولاک

عفو فرما ہر ایک میری خطا
کر عطا ہر مرض کو میرے شفا

ہو جو ابن حسینؑ شاہِ زمن
کربلا میرا مسکن و مدفن

زائری کربلائی نام خدا
مائیِ ناز ہو لقب میرا

جناب جعفر انتساب اعلی اللہ مقامہ مسکّن القلوب مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہین کہ امام ہمام موسےٰ بن جعفر علیہما السلام سے کسی نے حال سلمان فارسی کا پوچھا فرمایا خبر دی ہے مجھ کو میرے پدر نامور نے کہ ایک دن روضۂ رسولؐ خدا پر امیرالمومنینؑ کے حضور مین سلمانؓ و ابوذرؓ اور اہل قریش حاضر تھے۔ فرمایا آپ نے یا ابا عبداللہ اپنے ابتدائی حال سے خبر دو کہ مشرف باسلام کیونکر ہوے۔ سلمان نے عرض کیا واللہ کوئی دوسرا اگر پوچھتا تو نہ بتلاتا لیکن آپکے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ یا امیرالمومنینؑ مین شیراز کے زمیندار و دہقین مین تھا میرے ماں باپ مجھ کو بہت چاہتے تھے۔ ایک دن اپنے باپ کے ہمراہ عیدگاہ کو گیا سنا مین نے کہ عبادت خانہ مین کوئی باواز بلند پکار رہا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان عیسےٰ روح اللہ وان محمدؐا حبیب اللہ۔ اس آواز کے سنتے ہی حبیب کبریا کی محبت میرے دل اور خون مین بھر گئی یہانتک کہ آب و غذا ترک ہوگئی۔ میری ماں نے مجھ سے کہا کہ آج تو نے آفتاب کو سجدہ نہ کیا مین نے انکار کیا۔ وہ چپ ہو رہی جب ہم گھر کو پھرے دیکھا کہ ایک نامہ چھت مین لٹکا ہوا ہے مین نے پوچھا یہ خط کیسا ہے اس نے کہا جب سے ہم پھر کر آئے ہین یہ خط یوہین لٹکا ہوا ہے تو اسکے پاس نہ جانا باپ تیرا تجھکو قتل کر ڈالیگا مجھکو تحیر تھا اور منتظر رہا والدین شب کو سو رہے تو مین نے اُٹھکر اسکو پڑھا لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ایک عہد نامہ ہے خدا کیطرف سے حضرت آدم کو جنکی نسل سے پیغمبر برحق محمدؐ پیدا ہونگے اخلاق حسنہ سکھلائین گے

اور بُت پرستی سے منع فرمائینگے۔ اے روزبہ تو اُنپر ایمان لا اور دین مجوس کو چھوڑدے۔ اُسکو پڑھتے ہی آتش محبت سینہ مین بھڑک اُٹھی ماں باپ نے خبر پاکر چاہ عمیق مین مجھکو قید کیا اور کہا اس عقیدہ سے باز نہ آئیگا تو قتل کیا جائیگا مین نے کہا جو چاہو کرو محبت نجوبی دل سے نہ نکلے گی۔ سلمان کہتے ہین کہ اس سے پہلے مین عربی نہ جانتا تھا اُس روز سے الہام ہوا عربی کے معنے خود بخود سمجھنے لگا مدتون کنوین مین رہا ایک گردہ نان روز پھینکدیتے تھے۔

حضرات! یہ قید چاہ بقصد ہلاک نہ تھی بھائیون نے جناب یوسفؑ کو جو کنوین مین ڈالا وہ اس سے زیادہ مصیبت خیز ہے اور جناب دانیالؑ کا حال بھی ایسا ہی پُر درد ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ سلیمان علیہ السلام کا وقت رحلت جب قریب آیا آصف برخیا کو اپنا خلیفہ کیا وہ مسائل دینیہ کی تعلیم کرتے رہے یہانتک کہ اُنکی غیبت ہوئی پھر ظاہر ہوے اور وداع کیا اپنے اصحاب کو۔ پوچھا کہ اب آپ کو کہان پائینگے۔ فرمایا صراط کے قریب آپ کی غیبت کے بعد بنی اسرائیل پر بڑی سختیان ہوئین۔ بخت نصر نے مسلط ہوکر قتل عظیم کیا بچون کو قید کرلیا اُنمین سے ایک حضرت دانیالؑ و فرزندان ہارون سے جناب عزیرؑ تھے۔ بنی اسرائیل عذاب شدید مین مبتلا تھے۔ جناب دانیالؑ نوّے برس اس ظالم کی قید مین رہے جب اسکو فضیلت اُنکی معلوم ہوئی اور سُنا کہ بنی اسرائیل دانیالؑ کی رہائی پر اپنی کشائش کے منتظر ہین تب اُس شقی نے دانیالؑ کو ایک چاہ عمیق مین قید کیا اور ایک شیر درندہ کنوین مین چھوڑوا دیا۔ اور منع کردیا کہ انکو کھانا کوئی نہ پہونچائے۔ اللہ اکبر۔ وہ شیر کچھ متعرض نہوا اور بحکم خدا ایک پیغمبر بنی اسرائیل مین سے آب و غذا انکو پہونچاتے رہے۔ وہ جناب دن کو روزہ رکھتے تھے شب کو افطار فرماتے تھے اور آپکے شیعون پر بڑی سختی کا زمانہ تھا۔

شہاب الدین نے قلیوبی مین لکھا ہے کہ متوکل کے عہد مین ایک سال قحط پڑا مسلمانون نے صحرا مین جاکر نماز استسقا پڑھی کچھ نہ ہوا۔ یہود و نصاریٰ کو حکم ہوا کہ تم دعا کرو۔ راہب نے جو ہین دست دعا بلند کیے پانی برسنے لگا دوسرے دن بھی یہی ہوا ضعفائے اسلام بعض مرتد ہوگئے۔ متوکل نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا یابن رسول اللہ امت آپکے جد کی تباہ ہوئی خبر لیجیے۔ فرمایا کل صحرا مین سب حاضر ہون۔

حضار نے منت کہا ابتو انھین چھوڑدے۔ قید سے رہائی دیگئی۔ سب بیرون شہر نکلے۔ راہب نے ہاتھ اٹھایا ابر گھر آیا فرمایا ہاتھ اسکا پکڑلو۔ دیکھا تو استخوان انسان ہاتھ مین تھی

وہ اُس کے ہاتھ سے نکال لیگئی۔ فرمایا اب تو ہاتھ کو بلند کر۔ پھر جو اُس نے ہاتھ اُٹھایا ابر اُڑ گیا آفتاب نکل آیا۔ خلیفہ نے پوچھا وَمَا هٰذَا یا آبا محمد اے مولا یہ کیا بات تھی۔

فرمایا کسی نبی کی استخوان راہب کے ہاتھ آگئی ہے اُسکی تاثیر یہ ہے کہ جب آسمان کو دکھلائے ابر گھر آئیگا امتحان کیا گیا تو ارشاد کے مطابق پایا جاہلون کے دل کا شبہ جاتا رہا جو ضعیف الایمان مرتد ہو گئے تھے وہ اسلام کی طرف پھر آئے۔

اسی خلیفہ کے عہد مین ایک عورت نے ادعاے سیادت کیا متوکل نے حضرت سے التجا کی۔ فرمایا حسنینؑ کی اولاد کا گوشت حرام ہے درندون پر شیر کے سامنے چھوڑ کر دیکھ لو یہ سُنکر وہ عورت کانپ گئی اور اپنے جھوٹ کا اقرار کیا۔

اس شرارت کو دیکھیے خود بالاخانہ پر بیٹھکر صحن مین شیر چھوڑوا دیے اور امام علیہ السلام کو بہانہ سے بلوایا۔ روای کہتا ہے کہ سنہ شیرون کی آواز سے زہرے آب ہوے جاتے تھے جب ہی جنابؑ کو آتے ہوے دیکھا ادب سے خاموش ہو گئے اور گرد آپکے پھر کر دست و آستین اطہر سے پشت اپنی مس کرنے لگے زینہ کا دروازہ کھولکر آپ کوٹھے پر تشریف لے گئے خلیفہ سے کچھ دیر باتین کین وہان سے اُترے شیر پھر ویسے ہی نثار ہوے آپکے جانے کے بعد خلیفہ نے اپنے ملازمون کو منع کر دیا کہ اسکا چرچا شہر مین نہو۔

آپنے سُنا خاصان خدا چاہ بلا مین قید رہے ظالمون کے ظلم سہے۔ لیکن نہ شدت سے بیمار تھے نہ طوق و زنجیر مین گرفتار نہ کسی قافلہ اُسرا او رسر ہاے شہدا کے ہمراہ برہنہ پا کانٹو نپر دوڑاے گئے نہ کسی ظالم بیحیا کے دربار مین سر و پا برہنہ رسن بستہ حاضر کیے گئے۔

ہاے فدا ہو جان شیعون کی بیمار کربلا کے صبر پر افسوس ہنی امیہ کے ہاتھ سے جو ظلم انپر ہوے اور جو مصائب انپر گذرے کوئی صابر تحمل اُسکا نہین کر سکتا ع ملے والے بیکسی بیران کربلا پھر سکن القلوب کو دیکھیے۔ جب قید مین بہت دن گذر گئے سلمانؓ کہتے ہین کہ مین نے شب کو دعا کی الٰہی بحق نبیؐ و وصیؑ رہائی ہو اس قید سے اب میری۔ ایک شخص بلباس فاخر آیا اور کہا اے روزبہ اُٹھ۔ ہاتھ میرا پکڑ کر ایک عبادت خانہ کے قریب کھڑا کر دیا مین نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ ایک پیر دیرانی نے سر اپنا صومعہ سے نکال کر کہا نام تیرا روزبہ ہے۔ مین نے کہا ہان۔ وہ مجھکو ہمراہ لے گیا دو برس اُسکی خدمت مین رہا جب اُسکا وقت رحلت قریب پہونچا مجھ سے کہا انطاکیہ مین ایک راہب ہے اُس سے ملکر میرا سلام کہنا اور یہ لوح اُسکو دینا۔

یہ کہکر اسکا سانحہ ہوگیا دفن کے بعد انطاکیہ پہونچکر راہب سے ملا دو برس اُسکی خدمت میں رہا اُسنے وقت رحلت اسکندریہ جانے کی وصیت کی دو برس وہان رہا۔ راہب اسکندریہ کا زمان ارتحال جب قریب آیا اُسنے کہا محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب عنقریب پیدا ہونیوالے ہین اُن سے مشرف ہو تو میرا سلام عرض کرنا اور یہ لوح اُنکی خدمت طہر مین پہونچانا۔

وہان سے ایک قافلہ کے ہمراہ یثرب کو چلا وقت طعام ایک گوسفند کو لاٹھیون سے مار مارکر اُنھون نے کباب لگائے مجھسے بھی کھانے کو کہا مین نے جواب دیا ہلاک شدہ (؟) دیرانی مردار نہین کھاتے یہ سُنکر مجھکو مارنا شروع کیا قریب ہلاک پہونچا تو ایک نے انمین سے کہا چھوڑدو اب وقت شراب آتا ہے نہ پیئے گا تو قتل کرینگے جب شراب کا وقت آیا شرب خمر سے مین نے انکار کیا چاہتے تھے کہ مجھکو قتل کرین مین نے کہا جان سے نہ مارو مجھکو اپنا غلام بنالو۔ ایک نے غلام بنالیا اور وہان سے لاکر ایک یہودی کے ہاتھ تین سو درہم کو بیچ ڈالا اُسنے میرا حال پوچھا مین نے کہا رسول مختار اور حیدر کرار کا دوستدار ہون اُس دشمن رسولؐ نے ایک ریگستان بتلا کر کہا صبح تک اگر اسکو صاف نہ کیا تو قتل کردونگا تمام شب مین نے اُسکو صاف کیا عاجز ہوگیا تو دعا کی بار الٰہا بحق اُس نور کے جسکی محبت تو نے میرے دل مین ڈالدی ہے اس بلا سے مجھکو نجات دے۔ ایک ہوا چلی اور جہان وہ یہودی چاہتا تھا اُس ریت کو پہونچا دیا صبح کو اُس یہودی نے کہا تو ساحر ہے مین تجھکو رکھنا نہین چاہتا۔ بیرون شہر لاکر سلیمہ نامے ایک عورت کے ہاتھ فروخت کیا اُسنے باغ کی خدمت پر مامور کیا مدت دراز تک وہان رہا۔ ایک دن اُس باغ مین تھا کیا دیکھتا ہون کہ سات آدمی ہین اور ابر اُنپر سایہ فگن ہے۔ مین نے اپنے دل مین کہا واللہ ضرور ان مین کوئی پیغمبر ہے۔ یہ ساتون بزرگ باغ مین تشریف لائے دیکھا مین نے کہ ایک جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ہین اور اُن کے ہمراہ امیر المومنین اور امیر حمزہؓ اور زید بن حارثہ اور عقیل اور ابوذر اور مقداد ہین یہ لوگ نیچے کے پڑے ہوئے میوے کھانے لگے منع فرمایا جناب رسول خدا نے باغ کا میوہ توڑنے سے مین اپنی خاتون کی خدمت مین آیا اور ایک طبق رطب کی اجازت لی۔ اب مین نے دل مین سوچا کہ نبی ہدیہ قبول فرماتے ہین صدقہ نہین لیتے۔ وہ طبق لیجا کر عرض کیا یہ صدقہ حاضر ہے۔
جناب رسول خدا اور جناب امیرؑ اور جو بنی ہاشم تھے اُنھون نے نہ کھائے اور دونکو دیدیے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ علامت نبی آخر الزمان کی ہے جو مین نے کتابون مین پڑھی ہے۔

باجازت دو سرا طبق لا کر عرض کیا کہ یہ ہدیہ ہے میری طرف سے حضرت نے بسم اللہ کہکر خود بھی نوش فرمایا اور سب کو کھلایا۔

دل مین کہتا ہون کہ یہ دوسری علامت ہے حضرت کے گرد پھرنے لگا اور عقب سر اطہر جا کر کھڑا ہوا شفقت سے مجھ کو دیکھکر فرمایا کیا تو مہر نبوت ڈھونڈھتا ہے مین نے عرض کیا بلے قربانت شوم۔ دوش مبارک کو کھول دیا مین نے زیارت کی درمیان دونون شانون کے تھی اُسپر موے اطہر نمایان تھے زمین پر گر کر مین نے قدم مبارک پر بوسہ دیا۔

فرمایا اپنی خاتون سے جاکر کہہ مجھ کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈالے سلیمہ نے چارسو درخت خرما کہ نصف زرد اور نصف سرخ ہون طلب کیے۔

فرمایا یہ مجھ پر بہت آسان ہے۔ پھر حکم دیا کہ یا علیؑ گٹھلیان جمع کرو۔ رسولؐ خدا بوتے جاتے تھے اور ساقی کوثر پانی دیتے تھے جب آپ دوسرا دانہ بوتے تو پہلا درخت سبز ہوجاتا تھا اسیطرح کل باغ تیار ہوگیا اور اسمین میوہ آگیا۔

حضرتؐ نے پیغام بھیجا کہ آ درختون کو لے اور غلام مجھ کو دے۔ سلیمہ نے آکر دیکھا اور کہا کہ واللہ جبتک تمام درخت خرما کے زرد نہو جائینگے مین رخصت نہ دونگی فوراً جبرئیلؑ نازل ہوے اپنے پر ونکو مس کیا وہ سب نخل خرما کے زرد ہوگئے پس حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو خرید فرما کر سلمان میرا نام رکھا اور مجھ کو آزاد کردیا۔

اللہ اکبر حبیبؐ کبریا جسکو آزاد فرمائین پیش خدا کس درجہ اُسکا تقرب ہوگا۔ ہوا خواہی اور کفش برداری اہلبیتؑ کے صلہ مین جو مرتبہ انکو ملا وہ کسی صحابی رسولؐ کو نہین ملا یہ بھی مقبول ان کا معروض بھی قبول خدا اور رسولؐ یاد کیجیے معرکۂ احزاب انکی راے سے خندق کھودا گیا سرورؐ عالم نے انکی شان مین سلمانؑ منا اہل البیت فرمایا معتمد اور جان نثار رہے خاندان نبوت کے سبحان اللہ جناب سلمان علیہ الرحمہ ایمان کے دسوین درجہ پر فائز ہین۔

سیدہ سلام اللہ علیہا کے در دولت پر جہان فرشتے بے اجازت نہ آسکتے تھے جب ظالمون نے قہر و غضب کی آگ بھڑکائی ہے مظلومہ نے کشف راس و نفرین کرنا چاہا سلمان نے دست ادب باندھکر عرض کیا اے شہزادی اے شفیعۂ روز جزا سر اطہر کھولکر فریاد نہ کیجیے ورنہ قہر خدا نازل ہوگا۔ امت تباہ ہو جائیگی۔ معصومہ نے صبر فرمایا شب کے وقت روضۂ رسول پر فریاد کرنے کو چلین راہ مین دوکانداروں نے چراغ خاموش

کر دے کہ نظر نامحرمون کی سیدہ کے برقع پر نہ پڑے۔ روضۂ رسولؐ پر جا کر قبر اطہر سے لپٹ گئیں اور بزبان فریاد رو کر اسطرح شکایت کرتی تھیں۔ انا فقدناک فقد الارض وابلها واختل قومك فاشهد فقد نکبوا۔ جیسے باران زمین سے منقطع ہو جائے ایسے ہی ہم آپ کو کھو بیٹھے آپ کی قوم نے دین میں اختلال کیا آکر دیکھیے سب منحرف ہو گئے تجھمتنا رجال فاستخف بنا اذ غبت عنا فنحن الیوم نغتصب۔ جب سے آپ اٹھ گئے ارذال نے ترش روئی کی استخفاف ہمارا کیا حق ہمارا چھین لیا گیا فقد رزینا بما لم یرزه احد من البریة لا عجم ولا عرب یقیناً ایسی مصیبت مین ہم مبتلا کیے گئے ہین کہ جس مین کوئی عجم و عرب نہ مبتلا کیا گیا ہو گا۔

اب مین فریاد کرتا ہون اے شاہزادی آیئے کربلا مین روز عاشورا ناریون نے آگ خیمون مین لگا دی چادرین اہل حرم کے سر سے اتارلین سیدانیان اور بچے رو کر فریاد کر رہے ہین اور کوئی ان بیکسون پر رحم نہین کرتا ایک ظالم گوشوارے سکینہ کے بظلم چھین کر طمانچے اس مظلومہ کو مار رہا ہے اور وہ بچی بلک بلک کر رو رہی ہے عرش خدا کانپ رہا ہے اور کوئی فریاد رس اور مددگار ان بیکسون کا نہین ہے ؎

آن قصہ کہ کس نتواند شنیدنش ۔۔۔ یارب بر اہلبیت چہ آمد ز دیدنش

الا لعنة الله على القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الهدیة الثامنة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو اھلہ لا اقدر علی ثنائہ کما ھو مستحقہ ھو بارئنا والھنا والشکر لہ علی ما انعمنا بافضل نعمائہ سید انبیائہ محمد واھلبیتہ اوصیائہ امنائہ و تبریٔ عن اعدائھم واعدائہ۔

حق تعالے قرآن مبین مین فرقان متین مین ارشاد فرماتا ہے لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ اللہ کو ہرگز غافل گمان نہ کر اُس ظلم سے جو ظالم کر رہے ہین۔
نقلا و عقلا ظلم قبیح ہے کسی طرح جائز نہین حق سبحانہ تعالے عادل ہے لعنت کرتا ہی ظالمون پر شرک حرام ہے لیکن ظلم اُس سے بھی عام ہے اُسپر بھی صادق آتا ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ ہر شخص ظالم کو بُرا کہتا ہے۔

داد رسیا وہ ظالمان لعین — بد فطرت سب ہین دشمن دین
سبب ہوا ظلم سے جہان مملو — بت پرستی کا دور تھا ہر سو
کفر کے گرد باد سر بفلک — شرق سے اُٹھ رہے تھے غرب تلک
نوح کرتے تھے موعظہ دن بھر — مارتے تھے وہ سنگدل پتھر
آپ کی بد دعا سے بالآخر — غرق طوفان سب ہوے کافر
تازہ مخلوق پھر ہوئی پیدا — پھر نیا رنگ ظلم و کفر جما
پھر وہی سامنا بلاؤن کا — اہل حق کے لیے تھا بلکہ سوا
ظلم و کفر تمسایہ داد کی صدا — گوش عالم مین گونج اُٹھی ہر جا
آگ مین جب خلیل کو ڈالا — اک تلاطم ملائکہ مین اُٹھا
عرض کرتے تھے با زبان ادب — ارحم الراحمین رحم کر اب
کرنے والا تری عبادت کا — تھا خدائی مین اک یہی بندہ
اسکو ناری جلائے دیتے ہین — ظالم دین کا مٹائے دیتے ہین
آتش ظلم تھی وہ شعلہ فشان — کرۂ نار بنگیا تھا جہان

لائے حکم خدا سے تب جبریل
کلک قدرت نے حکم صانع سے
زیب انگشت کرتے ہی اکبار
نہوا ناریون کا دل ٹھنڈا
ہاے خاصان کبریا یہ سدا
مبتلاے بلا ہمارے نبی
عہد مین اپنے اپنے ہر اک نے
جنکو سُن سُنکے صورت بسمل
بیکسی اُنکی یاد کرتے ہوے
آمویہ کا عہد کیجیے یاد
ظلم عباسیون نے پھر وہ کیے
حسنیہ حسینیہ سادات
قصر بغداد مین جب اُنکے بنے
سلسلہ جب رہا یہی جاری
بھاگ کر آئے ہند مین سادات
پہونچے کابل مین اور ایران مین
ہاے جنگل کی جھاڑیون مین بسے
عبرت انگیز ہے عجب یہ خبر
حاکم خطۂ جہالاپور
متصل ہے وہان سے بجلی پور
تھا مرور عبور پس دشوار
یہان کے باشندون کو بلا کر
سب نے کی آکے خدمت لشکر
نظر آیا یہ خواب مین عالم
اسنے بڑھکر سلام جھکے کیا

ایک انگشتری بقصد تعجیل
جسپہ اسماے پنجتن تھے لکھے
ہوگئی نار دفعتہً گلزار
دی جلاے وطن کی اُنکو سزا
مستمر ہی رہی جفا یہ جفا
سب سے بڑھکر ہین اور اُنکے وصی
وہ اُٹھائے ہین ظلم اعدا کے
آجتک لوٹتے ہین سینونمین دل
حشر تک روئینگے محب اُنکے
ہوگیا گھر رسولؐ کا برباد
کبھی گوش فلک نے بھی نہ سُنے
ذبح ہوتے تھے بجیطا دن رات
نیومین سر ہین سید ونکے بھرے
جان لے لینگے تب بنا جاری
اور بسے آکے سندمین سادات
ملک توران اور خراسان مین
آکے بیکس پہاڑیون مین بسے
نقل کرتے ہین ایک پاک گہر
دورہ مین تھا موافق دستور
ہے پہاڑونکی راہ سخت کٹھن
حکم اُسنے دیا یہ آخر کار
کام بیگاریون کا اُن سے لو
شب کو جسوقت سو رہا افسر
کہ ہے دربار سیّد عالم
منھ کو حضرت نے اپنے پھیر لیا

عرض کی اُس نے یا رسول اللہ — مین مسلمان ہون کیا ہے میرا گناہ
ایک ادنے حضور کا ہون غلام — کیون نہین لیتے آپ میرا سلام
گہر افشان ہوئے لب اعجاز — تجھ کو اسلام پر ہے اپنے ناز
میری اولاد پر یہ ظلم کیا — کہ ہر اک دار ایسا اُٹھوایا
کھلگئی آنکھ اشکبار اُٹھا — اپنے بستر سے بیقرار اُٹھا
خادمون سے کہا کہ ابہی جاؤ — اور بیگانہ ریون کو یہان لاؤ
آئے جب وہ تو احترام کیا — گرکے قدمون پہ بخشوائی خطا
اُن سے پوچھا کہ سچ بیان کرو — کیا نسب ہے تمہارا صاف کہو
بولے وہ اور تو نہین کچھ یاد — یہ سُنا ہے ہمارے سب اجداد
تھے کسی ملک سے یہان آئے — اور پہاڑون کی گھاٹیون مین بسے
ابھی کمسن تھے ہم کہ مرگئے وہ — ہمکو تعلیم بھی نہ کر گئے وہ
اک نشانی مگر بزرگون کی — پاس ہمارے کتاب ہے باقی
ہوکے مشتاق اُسکو منگوایا — دیکھا قرآن ہے کتاب خدا

واسفاہ۔ قتل کیا جانا مقید رہنا مصیبتون مین مبتلا ہونا ورثہ ہے سادات کا عباسیہ اور امویہ کے عہد مین ملک عرب خالی ہوگیا سیدون سے بقیۃ السیف چھپے ہوئے جو رہ گئے تھے اُنکی نسلین کہین اتفاقیہ نظر آتی ہین۔

جناب رب العزت نے اپنے حبیب کے اعقاب اطیاب مین کثرت عطا فرمائی لیکن زمانہ غدار کی آسیائے ظلم نے اُنکو پیس ڈالا اور آجتک ان بیکسون پر ظالمون کے ظلم برابر مستمر رہے۔

جلا وطنی کی مصیبت آبائی میراث ہے سادات کی ہمارے حضور سید المرسلین کو اپنے جد نامور جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے میراث پہونچی ہے۔

جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین مکہ نے ایسے نازک وقت شب مین ہجرت کرنے پر مجبور کیا کہ کثیر التعداد ملاعنہ تلوارین کھینچے بیت الشرف کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تاریخ طبری کو دیکھیے۔ حبیب کبریا اپنے قوت بازو علی مرتضے کو اپنی سبز چادر اُڑھا کر اپنے بستر پر لٹا کر یہ فرما کر کہ فلان مقام پر آب و غذا ہمکو بھیجتے رہنا مدینہ جانے کے لیے رہبر اور سواری کی فکر کرنا اور ہمارے ذمہ سے دیون اور امانات ادا کرنیکے بعد مع واماندگان

مدینہ آکر ہم سے ملنا۔ جبرئیل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دشمنون کی آنکھون مین خاک ڈالتے ہوئے
دولت سرا سے نکلے مقتضائے حال کہہ رہا ہے کہ چلتے وقت خانہ کعبہ سے وداع ہوئے ہو

اے پیمبرؐ کے کفش بردار و
کچھ خبر ہے کہ قلب اطہر پر
صدمۂ فرقت احبا بھی
خانۂ حق کو چشم حسرت سے
یا دیکھیے عیال سے چھٹکر

اے جناب امیرؐ کے پیار و
کیا جلائے وطن کا ہوگا اثر
خانۂ کبریا سے چھٹنا بھی
دیکھتے ہونگے آہ مڑ مڑکے
کیا تڑپتا ہے قلب اور جگر

خلافت حقہ اور ریاست عامہ کا وہی جان باز جان نثار سزاوار ہے جسکو قدرتی خلعت
چادر سبز کا ملے دست شوق عروس شمشیر کی گردن مین حمائل کیے بے خطر نبی کے بستر پر سوئے
حق تعالےٰ نے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ سے پوچھا کہ ہم نے اُخوّت قرار دی ہے تم دونون
مین کون ایسا ہے کہ اپنی عمر اپنے بھائی پر ایثار کرے۔ عرض کیا کہ ہم عمر اپنی تیری عبادت
مین صرف کرینگے۔ حکم ہوا کہ دیکھو ہمارے ولی علیؑ کو کس شوق سے اپنے بھائی پر جان اپنی
نثار کر رہا ہے جاؤ شر اعدا سے اس کی حفاظت کرو۔ جبرئیل سرہانے اور میکائیل پائین
آکر بیٹھے اور بزبان تہنیت کہتے تھے بخ بخ لك من مثلك یا ابن ابی طالب یباھی بك
اللہ ملائکتہ۔

تہنیت خوان ہین اسطرح جبرئیل
فخر کرتا ہے خالق اکبر
یہ گل تہنیت ہے جیب سے کھلا
ہے عدیم النظیر اپنا امیر
کہین دیکھا سُنا ہے یہ ایثار
اور راذب کی زبان سے ہو یہ کلام
اس غلامی کا یہ صلہ پایا

یا علیؑ کون آپ کا ہے عدیل
آپ کے ساتھ سب فرشتون پر
عندلیب سخن ہے نغمہ سرا
کہ برائے رضائے رب قدیر
بھائی پر بھائی جان کردے نثار
کہ محمدؐ کا ہون مین ایک غلام
حق نے نفس رسولؐ فرمایا

اور جناب حبیبؐ کبریا ارشاد فرماتے ہین انا وعلیؑ من نور واحد۔ اے اہل ولا
یہی نور رخ قمر بنی ہاشم کی جبہۂ شجاعت مین تھا۔
جناب عباس حق شناس تصویر ہین حیدرؑ کرار کی قدرت الٰہیہ نے وہی درج شجاعت

انکے قلب و جگر مین پھونکی ہے جو امیر المومنین کو عطا فرمائی ۔ جسطرح امیر المومنین پروانہ تھے شمع نبوت کے ایسے ہی جناب ابو الفضل العباس جان و دل سے پروانہ ہین شمع امامت کے ۔ یہ لطف پروردگار خاص ہے سید الشہدا علیہ السلام کے لیے کہ جیسے باوفا انصار آپ کو عطا فرمائے آجتک کسی کو مرحمت نہین ہوے ۔

ادائے شکر کے موقع پر قدردانی کی زبان سے ارشاد فرماتے ہین کہ مین اپنے اعزا و رفقا سے نکوکار اور وفادار تر کسی کو نہین جانتا ۔ یہ شکریہ مقبول خدا ہے آپ کے اعزا اور اصحاب ایسے ہی تھے ۔

شہزادے جناب علی اکبر عالم باعمل صورت و سیرت مین مرقع ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ کا معاویہ نے اپنے جلسہ مین جنکی مدح کی ہے ۔

والفضل ما شہدت بہ الاعداء

جناب ابو الفضل العباس قوت و شجاعت و وفا اور جوش ولاے سید الشہدا مین مثنی ہین جناب امیر کا ۔ رفقا بھی ایسے ہی جری اور باوفا تھے جنکی نظیر دنیا مین نہین اس لشکر قلیل نے کئی دن کی بھوک اور پیاس اور شدائد بلا مین وہ جوہر وفا دکھلائے ہین کہ خود وفا کو جسپر ناز ہے اور اہل ولا انکی وفاداریان یاد کرکے روتے ہین ۔ مجالس عزا مین کارنامے انکی وفا کے سنکر درود کے نعرے بلند ہوتے ہین ۔

شب عاشورا ان غازیون نے کبھی عبادت مین بسر کی کبھی شوق شہادت اور ولولۂ شجاعت مین ایک دوسرے کو عروس اجل سے ہمکنار ہونے کا شوق دلاتے تھے ۔ موت کی تصویر آنکھون مین پھر رہی تھی مگر ابروے شجاعت پر بل نہ تھا بلکہ بہ تبسم مطایبہ فرماتے تھے ۔ ایک مختصر حکایت رفقاے امیر المومنین کی پہلے سن لیجیے تب آپ کو انصار سید الشہدا کے مطایبات اور مکالمات کی قدر ہوگی ۔

جان نثاران حیدر کرار جمع ہین اور ہے کوفہ کا بازار

ایک نے کہا کیا مین آپ کو یاد دلاؤن قصۂ وفا اس دلیر کا جسکا سر اطہر نصرت حسین کے جرم مین کاٹ کر اسی بازار مین نیزہ پر پھرایا جائیگا ۔

اس کے جواب مین دوسرے جانباز کا مسکرا کر یہ کہنا کہ ہان مین نے بھی اپنے آقا سے یہ سنا ہے کہ ایک وفادار کے دست و پا قطع کر دین گے پھر بھی وہ جری مناقب علیہ

اپنی زبان سے بیان کریگا ابن زیاد زبان اُسکی کٹوا کر نخل خرما پر اُسکو سولی دیگا۔
بعد اسکے تیسرے رفیق یہ پوچھتے ہوے آئے کہ مسلم ابن حبیبؓ کیا ادھر سے گئے ہین کسی نے کہا ہان اس طرح کہتے ہوے گئے ہین۔ کہا سچ کہتے تھے مگر مسلم اتنا کہنا بھول گئے کہ جس نیزہ پر حبیب کا سر ہوگا اسقدر انعام اُسکا حامل پائیگا۔
اب سنیئے حال وفاداری اصحاب حسینؑ کا شب عاشورا عجب قیامت کی رات تھی جس کی صبح کو خانۂ نبوت لٹ گیا پنجتن کا خاتمہ ہوگیا۔ قمر بنی ہاشم اسپ دورکابہ پر سوار ہین اور جناب زہیرؔ اُنکے شوق شہادت کو جوش مین لارہے ہین کہ اے فرزند حیدر کرار جناب عقیل انساب عرب سے خوب ماہر تھے جناب سیدہ کی رحلت کے بعد امیر المومنین نے اُن سے فرمایا۔ چاہتا ہون کہ شجاع ترین خاندان عرب مین عقد اپنا کرون اور فرزند دلیر و با وفا پیدا ہو جسکو ذخیرہ کرون نصرت حسینؑ کے لیے۔ اللہ اکبر یہ سننا تھا کہ جوش شجاعت مین آکر شیر کیطرح انگڑائی آپ نے لی دونون تسمے رکابون کے ٹوٹ گئے اور فرمایا اَتُشَجِّعُنِی فِی مِثْلِ ھٰذَا الْیَوْم اے زہیر ایسے معرکے کے دنمین کیا مجھکو شجاعت کا جوش دلانے آئے ہو۔ انشاء اللہ کل وہ تلوار کی ہوگی جو حشر تک یادگار زمانہ رہے۔
واقعی آپ کی شجاعت اور وفا آپ اپنی نظیر ہے الولد سر لابیہ امیر المومنین علیہ السلام ناصر دین اسلام اور وفادار بھائی ہین رسولؐ کے آپ ذوالفقار سے گلشن اسلام کو آپ نے سرسبز کیا۔ جناب عباس بھائی ہین فرزندان رسولؐ کے دونون شہزادون کے ناصر و مددگار رہے۔ کو موصلی لعین کو آپ ہی نے واصل جہنم کیا ہے۔ چمن اسلام ظلم کی بادسموم سے خزان ہوگیا تھا بروز عاشورا سید الشہدا کے ہمراہ خون وفا سے اُسکو سینچکر سرسبز کردیا۔ جانبازی و وفا کی وجہ حسن یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے آغوش نبوت مین پرورش پائی اور جناب عباسؑ کو حسینؑ کی آغوش امامت نے تربیت کی۔
روضۂ اطہر جناب عباسؑ کے وہی رعب و جلال ہے جو امیر المومنین کے روضہ اقدس پر ہے اذن پڑھکر جب ضریح انور کے قریب جاتے ہین خود بخود دل کانپتا ہے۔ کشش محبت اُن آفتابون کی خوش اعتقادون کو اپنی طرف کھینچتی ہے محو ہو کر تقبیل و طواف ضریح اطہر کا کرتے ہین رو کر آنکھین ملتے ہین۔

یہ حکایت بغور سنئیے اگر دل ہو بیتاب مضطرب ہو جگر

ماں کے پہلو میں رات کو وہ قمر | مثل دل سو رہا تھا بستر پر
خواب دیکھا معظمہ نے عجیب | کہ ہے فرزند ان کا تشنہ لب
ایک کاندھے پہ اسکے ہے کوثر | شاخ طوبےٰ ہے زیب دوش دگر
جلوہ افروز تھے جناب امیرؑ | آپ سے پوچھی خواب کی تعبیر
آہ یوسف کو اپنے بلوا کے | آپ روئے اور اسنے کہنے لگے
اے حسینؑ اپنی ماں کا خواب سنو | اور تعبیر اسکی ان کو دو
روئے سنتے ہی شاہ تشنہ جگر | اور کہا آہ آہ اے مادر
اسکی تعبیر ہے عجیب و غریب | آنیوالا ہے اک زمانہ قریب
میرے نانا کی امت بد خو | اپنا مہمان بلائے گی مجھ کو
مع اہل و عیال اے مادر | جاؤنگا میں جلا وطن ہو کر
رفقا اور عزیز ہوں گے کم | جیسے ہی کربلا میں پہنچینگے ہم
نرغہ ہم پر کریں گے اہل جفا | ہوگا ہر ایک خون کا پیاسا
لب دریا یہ ہوگی مہمانی | بند کر دیں گے اشقیا پانی
میرے لشکر میں آہ واویلا | ہوئے گا شور العطش برپا
ہائے ہاتھوں میں خالی کوزے لیے | العطش کہہ کے روئینگے بچے
خواب میں آپنے ہے جو دیکھا | ان کے کاندھے پہ کوثر و طوبےٰ
روز عاشور آپ کا عباس | دیکھکر بیقرار بچوں کی پیاس
لیکے مشکیزہ نہر پہ جا کر | وہاں سے نکلے گا ہو کے خون میں تر
ایک پہ مشک دوسرے پہ علم | ہو گئے دریا پہ دونوں شانے قلم
سن کے پر درد خواب کی تعبیر | ہو گئیں بے قرار وہ دلگیر

آہ آہ جناب رسول خدا کی رحلت اور جناب سیدہ اور جناب امیرؑ اور جناب حسنؑ مجتبےٰ کی شہادت کے بعد پنجتن پاک میں خاصہ آل عبا باقی رہ گئے تھے ظالموں نے آپ کو بھی جلاے وطن کرنے پر مجبور کیا کربلا پہونچکر کرب و بلا کے محاصرے میں آگئے۔ پانی بھی لشکر ساقی کوثر پر بند کر دیا گیا۔ ادھر کل بہتر جاں نثار جنمیں علی اصغر کا بھی شمار ادھر لاکھوں ظالمان خونخوار کم سے کم بیس تیس ہزار پیدل و سوار مگر اللہ اکبر کیسے شجاع اور دلیر تھے تمام

اصحاب سید الشہداء لشکر کثیر کے مقابلہ مین صبح سے ظہر تک لڑائی کو روکے رہے اور وہ جوہر وفا دکھلائے کہ آج تک کارنامے اُنکی جرات اور شجاعت کے دنیا مین باقی ہین - کئی دن کی پیاس اور گرمی کی شدت مین زخمون سے چور ہو کر ایک ایک دلیر گروہ کثیر کو فنا النار کرنے کے بعد جام شہادت سے سیراب ہوا ہے -

کیسے غیور اور شجاع تھے آقا آپ کے اپنی زندگی مین سر کسی شہید کا آپ نے قلم نہین ہونے دیا جب کوئی باوفا ناصر آپ کا وقت آخر آپ کو پکارتا تھا یابن رسول اللہ ادرکنی - فوراً شیر کیطرح حملہ کرتے ہوے سرہانے اُس کے پہونچتے تھے اور لاش اُسکی اُٹھا کر احترام سے لا کر لاشہائے شہدا کے برابر جمع فرماتے تھے -

صادق آل محمد فرماتے ہین شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا ہمارے اجساد طاہرہ کی خلقت سے جو مٹی بچ رہی تھی اُس سے ہمارے شیعہ پیدا کیے گئے ہین - یہی وجہ ہے کہ حضرات کے فضائل سُنکر مومنین خوش ہوتے ہین اور خبر مصیبت سُنکر روتے ہین -

سید الشہداء جب عازم کربلا ہوے کوفہ مین تلاطم مچا ہوا تھا - حبیب بن مظاہر عطار کی دوکان پر خضاب لے رہے تھے مسلم بن عوسجہ آئے انکے حبیب نے پوچھا اے مسلم آجکل شہر پر آشوب ہو رہا ہے - مسلم بن عوسجہ نے کہا اے حبیب کیا تمکو خبر نہین امام حسین علیہ السلام مدینے سے چلکر عراق کی طرف آ رہے ہین بنی اُمیہ انکے قتل کا سامان کر رہے ہین یہ سُنکر ایک جوش دل پر لگی خضاب ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اب یہ ڈاڑھی نصرت حسین مین خون سے خضاب ہوگی -

اب سُنیے وہ آخری مکالمہ جوان دو مومنین ہوا ہے روز عاشور اکثر ملاعنہ کو فی النار کر کے مسلم بن عوسجہ زمین پر گر پڑے اور کہا یا مولاہ ادرکنی ذوالفقار کھینچے ہوے سید الشہداء اور حبیب بن مظاہر اُنکی مدد کو پہونچے حبیب بن مظاہر نے کہا اے مسلم اگر ہم جانتے کہ تمھارے بعد زندہ رہینگے تو ضرور کہتے کہ کوئی وصیت کر دو -

اللہ اکبر اپنے آقا کیطرف دیکھکر کہا اوصیکم بہذا اے حبیب یہی وصیت ہے کہ ان کا حق محبت ادا کرنا جان اپنی ان پر فدا کرنا -

یاد کیجیے وہ حالت جب یہ تمام وفادار حضرت پر نثار ہو گئے اُنکی مفارقت مین کیا حالت ہوگی آپکے مولا کی جب فقط سردار و علمدار باقی رہ گئے ہین عجیب تصویر ہے

اُسوقت کی جو شیعون کے دل پر غم کا اثر ڈالتی ہے۔

ہائے جناب سید الشہدا میدان کا قصد فرماتے ہین تو جناب عباسؑ بڑھکر روکتے ہین اور جناب عباسؑ جب اذن وغا مانگتے ہین تو حضرت ارشاد فرماتے ہین بھیا تم علمدار ہو میرے لشکر کے۔ جناب عباسؑ قدم اطہر پر گر کر رونے لگے اور عرض کیا اطفال تشنہ جگر کی بیقراری آہ وزاری دیکھی نہین جاتی اجازت ہو تو نہر پر جاکر پانی لاؤن۔ فرمایا جاؤ پانی کی جستجو کرو۔

جناب عباس مشک و علم لیکر دریا کیطرف چلے لشکر اعدا مین کھلبلی پڑگئی شمر و عمر سعد کے دل بڑھانے سے قدم اُسکے اُسکے نامی جوان منتخب ہو کر بڑھے صدہا روسیاہ آپنے قتل کیے۔ مارد بن صدیف مثل اژدر بل کھاتا ہوا نکلا۔ ع

آپکے نیزہ کا وار اُس نے کیا   آپنے خالی دیکے چھین لیا

وہی نیزہ اُس کے گھوڑے کے پہلو پر مارا وہ لعین اپنے گھوڑے کے گرتے ہی زمین پر آیا اُسکا غلام لجام فرس پکڑے ہوے کچھ فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا اُسکو آواز دی کہ جلد آ طاویہ کو مجھ تک لا۔ آپنے جھپٹکر نیزہ غلام کے سینہ پر مارا اپنے مرکب سے اُتر کر تازہ دم فرس پر سوار ہوے اور نیزہ بکف مارد کیطرف چلے وہ لعین اپنے لشکر سے فریاد کرنے لگا کہ نیزہ بھی چھن گیا اور قیامت ہے کہ اپنے ہی نیزہ سے قتل کیا جاتا ہون۔ قسم لعین دستہ سوارون کا لیکر اُسکی مدد کو چلا بھائی کی محبت عجب محبت ہے۔ مظلوم کربلا بیقرار ہو کر جوش محبت مین بڑھے اور آواز بلند فرمایا لشکر اسکی مدد کو آپہونچا اے عباس کیا انتظار ہے اس ناری کو واصل سقر کیون نہین کرتے آپنے بڑھکر وہی نیزہ اُسپر مارا ایک کان سے دوسرے کان کیطرف توڑکر نکل گیا راہی نار ہوا پھر آن سوار دہنے حملہ کیا اکثر ملاعنہ فی النار باقی بقیہ فرار ہوے نہر کی راہ صاف تھی گھوڑا نہر مین ڈالدیا پانی ہاتھ مین لیکر اپنا قبضہ اُسپر دکھلادیا پھر کچھ یاد کر کے پانی ہاتھ سے پھینکدیا مشک بھر کر نہر سے پیاسے نکل آئے اہل فرار نے پھر جمع ہو کر روکا تلوار چلی خون کا دریا بہہ گیا مگر آہ کہان ایک تشنہ لب اور کہان ہزارہا سیر و سیراب اشقیا مشک و علم کو بچاتے لڑتے چلے آتے ہین خیال ہے کہ پانی کسیطرح اطفال حسینؑ تک پہونچ جائے۔

اہل عزا بچشم ولا تصور فرمائین تصویر جہاد کا قربان ہو جاؤن شیعون کی اس جرأت

اور وفا پر دونوں ہاتھ فرزند یداللہ پر جب نثار ہو گئے مشک دانتوں میں لیکر جھک گئے سینہ کے نیچے چھپالی تیر پڑنے لگے پانی مشک کا بہہ گیا ایک لعین نے دونوں ہاتھوں سے تو لکر گرز جفا لگایا سر اطہر پاش پاش ہو گیا گویا چیز سفید سر سے جدا ہو گئی غش کھا کر سلام آخری کرتے ہوئے زمین پر گر پڑے ۔ یا سیدی علیک منی السلام ۔

ہائے یہ آواز دلگداز سنکر مظلوم کربلا ٹوٹی ہوئی کمر دونوں ہاتھوں سے پکڑے روتے ہوئے سرہانے پہونچے اور بزبان بیتابی روکر یہ مرثیہ پڑھتے تھے ۔

یا افضل الشہداء یا ابن المرتضیٰ علیک سلام اللہ کل اوان

رمقِ جان باقی تھی عرض کی کہ اے آقا میری لاش خیمہ میں نہ لیجائیے مجکو شرم آتی ہے کہ پانی سکینہ تک نہ پہونچا سکا ۔ دوسری وجہ گویا تقریر زبان شجاعت یہ ہے کہ قبضہ ہمارا حشر تک نہر پر رہا لاشہ بھی اپنا یہاں سے نہ اٹھا ۔ تیسری وجہ بہت کھلی ہے حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اسقدر زخم جسم اطہر پر لگے تھے کہ مظلوم کربلا لاش پارہ پارہ کو اٹھا کر لیجا نہ سکے ۔

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

اَلْهَدِيَّةُ التَّاسِعَةُ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن اللعین الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ الملک الحق المبین ۔ باری الخلائق اجمعین ۔ ھو الذی زین الدنیا بمصابیح الصدق والیقین وانوار نجوم الشرع والدین ونور العالم بنور ساداتنا المعصومین قادۃ الغر المحجلین الی علیین فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وحبیبہ سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطیبین الطاہرین سیما علی سمی اللہ ولی اللہ امیر المومنین کاسر اعناق الاصنام والمشرکین الملاعین ناصر دین الاسلام

والمسلمین والمومنین۔ اللھم العن حزب الشیاطین فی المنافقین الغاصبین الناصبین اجمعین ابدالآبدین۔ وارحم علی اولیائک شیعۃ خلفائک برحمتک یا ارحم الراحمین۔

جناب رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ظاہر ترجمہ اس آیۂ وافی ہدایہ کا یہ ہے قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ اترا رفیق تمھارا نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔

المحاسن میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے جناب رسول خدا کے ہمراہ نماز پڑھی سلام سے فارغ ہوکر روئے مبارک ہماری طرف کرکے ارشاد فرمایا کہ اس رات میں فجر کے ساتھ ساتھ ایک ستارہ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گریگا وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور بعد میرے امت کا امام ہوگا۔ پس جیسے ہی صبح کا وقت قریب آیا تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا۔ اور سب سے زیادہ اسکی خواہش میرے والد عباس بن عبدالمطلب کو تھی مگر جیسے ہی فجر طالع ہوئی ستارہ ٹوٹکر ہوا میں سے گذرا اور علیؑ بن ابیطالب کے گھر گرا۔ پس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے علیؑ مرتضے سے فرمایا یا علیؑ اسی کی قسم مجھکو جس نے مبعوث برسالت فرمایا وصایت وخلافت اور میرے بعد امامت تمھارے لیے واجب ہوگئی۔

پس منافقین نے جیسے کہ عبداللہ بن ابی اور اسکے یار تھے یہ کہنا شروع کیا کہ معاذ اللہ محمد اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے اور گمراہ ہوگئے اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اپنی خواہش نفسانی سے کہتے ہیں اسپر خدائے تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے جیسا یہ منافق گمان کرتے ہیں۔

یہ مسئلہ نظر وفکر کا محتاج ہے کہ حکیم مطلق جس کے ادراک سطوت وجبروت سے فلسفیانہ عقل قاصر ہے اور حسن وقبح عقلی ظلم سے جسکو پاک جانتا ہے معرفت کی منظر متحیر ہے کہ نظام عالم اس کے حکم سے بطرز حسن ہمیشہ ایک رنگ ڈھنگ چل رہا ہے اس کی قدرت کا دیکھیے جلوہ۔

سلاطین مامور ہین کہ عادلانہ حکومت کرین ظلم نہ ہونے دین - اور جب حکام عصر عیش
مین پڑکر غافل ہوئے سلطنت کا پیمانہ ظلم سے بھر الحکومت نے دفعۃً کروٹ لی دوسرا
حکمران مقرر ہوا ۔ ؎

بیک گردش چرخ نیلوفری		نہ نادر بجا ماند نہ نادری

دوسرا فرقہ حکما کا ہے جو دقت فکر سے ہر زمانے مین قسم قسم کے آلات حرکت
اور مشینین ایجاد کرتے رہے ہین جس سے عام مخلوق کو آسائش ہو - آجکل کے حکمانے حیرت
خیز علاج ایجاد کیا ہے پچکاری مین رکھکر عروق مین دوا پہونچائی خون کا دوران ہوکر
بہت جلد مقام ماؤف پر اثر پہونچا صحت ہو گئی -

دین کا انتظام انبیاء و ائمہ علیہم السلام سے وابستہ ہے اُنکی جلالت قدر خدا ہی
جانتا ہے حسن اخلاق اور ترحم اور عدل اور عصمت و اعجاز ان کا لشکر ہے جسکی مدد سے
تمام عالم کے دلون پر سلطان عادل کی حکومت اور اطاعت واجبہ کا قدرتی سکہ بیٹھا ہوا ہے -

حزب شیطان سے ہے مگر قاصر ✵ ازلی ہین وہ خائب و خاسر

شاہانہ تزک و احتشام مال و زر اور دنیا کی زیب و زینت نہین رکھتے مگر من جانب اللہ
وہ دبدبہ اور رعب انکا ہے کہ مہینون کی راہ پر تمام منکر دلہائے مشرکین خوف سے تھراتے ہین
ہدایت اور تعلیم علم دین کا ہر وقت مشغلہ ہے -

معارف حقہ اور توحید الٰہی اور احکام فرعیہ سکھلا کر بندگان خدا کو کفر و ضلالت شرک
و جہالت سے پاک کرنا وحی خدا لیکر ناموس اکبر کا زمین پر آنا فرامین الٰہیہ کا شائع ہونا حیرت
خیز منظر ہے - اور جب یہ خلیفۃ اللہ دنیا سے جاتا ہے شیطان فترت کے زمانے مین اساس
دین کو برہم اور نورانی مناظر کو شرک اور کفر سے تاریک کر دیتا ہے حق تعالے پھر کوئی
خلیفہ اپنا قائم کرتا ہے زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہین رہتی -

خاصان کبریا اور دین حق کی حقیت پر اکثر شواہد ہین - یہ خدا کا سفیر بلباس فقرا سلاطین
جبرا اور شیاطین سے تنہا مقابلہ اور مقاتلہ کرتا ہے اور نصرت الٰہیہ کی خیر و برکت سے غالب آکر
تھوڑے ہی دنون مین اساطین دین کو محکم اور استوار کر دیتا ہے -

ماشاء اللہ اہل دین جلوہ فرما ہین دیکھیے جناب موسےٰ بن عمران اور حضرت ہارونؑ
صوف کا لباس پہنے شکستہ حالت مین ہین دونون بھائیون کو نبوت کا خلعت ملا اور حکم ہوا

کہ جاؤ فرعون کو ہدایت کرو جہان کفر و ضلالت سے پاک ہو۔

حکم فوری کا امتثال کیا — طرف مصر ارتحال کیا
نہ مددگار کوئی اُن کے پاس — اور نہ دربار یا نہ اُنکا لباس
نصرت کبریا پہ تکیہ کیے — قصر فرعون کے ہین در پہ کھڑے
ان کی تقریب کون جا کے کرے — کون فرعون سے یہ بات کہے
دو پیمبر تری ہدایت کو — آئے ہین در پہ ہین کھڑے دونو
ہین وہ معصوم صاحب اعجاز — پیشوائی کرو انکی اور اعزاز
قدرت حق کا دیکھیے منظر — کسطرح ہوتی ہو اب انکی خبر
ناگہان ایک مضحک و نقال — اتفاقیہ آ گیا فی الحال
اجنبی پا کے حال سب پوچھا — چلدیا اور ان سے کہہ کے گیا
کہ ٹھہرئیے ابھی وہان جا کر — آپ کے آنے کی کرونگا خبر
باندھے عمامہ پہنے صوفی عبا — ہاتھ مین لیکے شاندار عصا
پہونچا یہ مسخرہ نبی بنکر — اور فرعون سے کہا ہنسکر
مین نبی ہون خدا کا بھیجا ہوا — رہنمائی کو تیری ہون آیا
تو بہ کر آنکھ کھول ہوش مین آ — تو خدائی کا کرتا ہے دعوے
سن کے فرعون ہنس پڑا اکبار — اُڑ گیا قہقہہ سر دربار
آخر کار جبکہ علم ہوا — اُسنے فی الفور اُنکو بلوایا
اور کہا معجزہ دکھاؤ کوئی — اپنے اللہ کے اگر ہو نبی
کہہ کے بسم اللہ جب عصا چھوڑا — اژدہا بنکے دفعتہً وہ چلا
منہ سے باہر نکلتے تھے شعلے — لب بالا تھا متصل چھت سے
اسقدر تھا بلند قصر اُس کا — طول پینتیس گز ہے چھت کا لکھا
نجس اللعین زیر تخت چھپا — زیر جامہ نجس تھا سب اُسکا
دست بستہ با التجا یہ کہا — کیجیے اس بلا سے ہمکو رہا
ہاتھ مین جب اُٹھا لیا اسکو — پھر عصا تھا یہ معجزہ دیکھو
جب کہ نقال کی یہ نقل سنی — حق تعالے سے تب شکایت کی

حکم آیا کہ ہے مضائقہ کیا   شکل میرے حبیب کی وہ بنا

اللہ اکبر۔ حدیث نبوی مین آیا ہے من تشبّہ بقوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کی سی صورت بنائے پس وہ اُن ہی مین محسوب ہے۔
مومنین کو اس حدیث سے عبرت کا سبق لینا چاہیے غیر مومن کے ساتھ ہرگز تشابہ نکرین ورنہ اُسکے ہمراہ محشور ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔
شریعت موسویہ کے احکام بھی سخت تھے اُنکے انفاذ مین سخت محنت ان دونون بھائیون نے کی انکا حسن سعی اور نصرت الٰہیہ کا قدرتی جلوہ تھا کہ فرعون غرق دریا ہوا بنی اسرائیل اُس کے عذاب سے آزاد ہوگئے۔
ایسے ہی ہمارے حضور حبیب کبریا خدا کے سفیر اور بھائی آپ کے جناب امیرؑ آپ کے وزیر دونون آیت اللہ اور حجت خدا خلیفۃ اللہ ہین نور ان کا خدا کے شہر مین چمکا جو مرکز ہے کل عالم کا اور اُس نے بیس برس کی قلیل مدت مین محیط کے اطراف کو روشن کر دیا ہدایت کی صبح نے جہالت اور شرک وضلالت کا اندھیارا دور کیا۔
ہمرظلم عظیم قریش کے سنگدل جاہلون نے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کے جاری کرنے مین دونون بھائیون پر کیے ہین اُسکا بیان ہو نہین سکتا خدا کی مجسم قدرت علیؑ بنکر نبیؐ کی سپر بنگئی جو کڑی مشکل پڑی خدا نے حل کردی ذوالفقار کی بجلیان قہر خدا بنکر کفار ومشرکین پر گرنے لگین کفر کا ابر چھٹنے لگا مطلع صاف ہوگیا خندق کے معرکہ مین عمر خیبر مین مرحب لقمۂ ذوالفقار بنکر مشرکین کا زور وشور جاتا رہا کہ فتح ہوا علیؑ ولی نے مہر نبوت پر قدم رکھکر کعبہ مین بتون کو توڑا۔ سہ

گھر مین اللہ کے اذان ہوئی   آج ظاہر خدا کی شان ہوئی

وا اسفاہ۔ دین حق کے جاری کرنے مین جو ظلم مشرکین سے رسولؐ خدا پر کیے اُن کو بیان کرتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے پھر اُن کی رحلت کے بعد منافقین نے آپ کی عترت اطہار پر وہ ظلم کیے کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھے تھے۔
بنی امیہ کے ظلم وبیداد کا افسانہ یادگار گردش زمانہ ہے دنیا پنجتن سے خالی ہوگئی اور اُنکے غلامو نپر جو مصیبت پڑی بیان نہین ہوسکتی۔
عباسیہ کے جور وجفا کا دور بنی امیہ سے بھی بڑھ گیا نسل سادات کو عرب سے منقطع کردیا

آجتک وہی ظلم مستمر ہین۔ ظہور قائم آل عبا کے منتظر ہین یا دیکھیے ملک حجاز آجکل کیسا پرآشوب ہے مکہ مین کیا ہو گیا اور مدینہ مین کیا ہو رہا ہے۔

شب ہجرت کا سُن کے افسانہ | دل سوزان ہے رشک پروانہ
اہل ایمان ہین مضطر و بسمل | مثل سیماب بیقرار ہین دل
ہین ہزارون دل و جگر مین خراش | یہ بھی صد پاش وہ بھی ہے صد پاش
ہاے کیا قہرناک ہے منظر | بیت اصنام ہے خدا کا گھر
آہ یہ مشرکین کا ہو عمل | کہ خدا سمجھے جائین لات و ہبل
دیکھکر اُن ملاعنہ کا یہ جوش | ہم مسلمان کے اُڑ رہے تھے ہوش
کہتے تھے بن کے ذوالفقار علی | گری ان سب پہ قہر کی بجلی
رفقاے جناب خیر بشر | ظلم اعدا سے تھے عجب مضطر
ظلم عمار پر ہوے کیا کیا | بن گئے مرکز محیط جفا
ماسن خلق ہو جوارحِ پاک | رہنے پائین نہ وہان شہ لولاک
ہے اشد المحن جلاے وطن | سوے یثرب وہان سے شاہ زمن
ظلم بیحد ابالسہ نے کیا | آکے بیت الشریف کو گھیر لیا
بے اجازت ملک نہ آئین جہان | جائین دزدانہ مشرکین وہان
مبتلا وہ بھی اور خبر اُس کی | روز عاشور کربلا مین کھلی
سنیے اب ایک جملہ عبرت زا | متاثر ہون جس سے اہل ولا
زائر و حاج عالم و فاضل | اک معمر تھے اسطرح ناقل
دلی مین جن دنون سے غدر پڑا | ہے یہ کالی پہاڑی کا قصہ
گوشے انگریز اور عیال انکے | دمدمہ بنا کر وہان پہ آکے چھپے
باغیون کا تھا تا المسافہ دو در | کھلے بندون ہزارہا پرشور
سب تھے مجاہد بنے ہوے غازی | زیر پران داپے تیر کی و تازی
کھینچے ملطفہ مین تیغ گزاف | تیغ کے کہتے تھے راہ کر دو صاف
فکر مین انکی تھا شہ ظفر | اسکی تفریح دیکھین اہل نظر
وحشت افزا سمجھا گویا | کہ مشوش ہون کھلکھلا

راہ سے کیا غرض ہے فکر کرو
آخر کار تازہ گل یہ کھلا
جن لوگون کو ہی خلش چلنے
بغلی گھونسون کو پہلے کردو فنا
یہ خبر سن کے صورت بسمل
سامنا اک سواد اعظم کا
قصہ کوتاہ مشورہ یہ ہوا
ہے علاج اخیر یہ بہتر
جب شب قتل بر ملا آئی
پہنے طاہر لباس غسل کیا
شب عاشور جسطرح شہدا
ایسے ہی سب نے یہان عبادت کی
مالک بن نویرہ کا سا حال
ہے یہ بہتر عیال کو اپنے
دل مین شیطان کا وسوسہ تھا یہی
قتل بالعمد اہل ایمان کا
فکر مین گزری رات دن نکلا
کمک آ پہونچی دن سے انگریزی
جنکا تکیہ خدا پہ ہے دیکھو
یہ خدا کا ہے لطف اور احسان
بانکے ترچھے تھے جتنے متوالے
وہ ہرن ہو گئے بغاوت کے
صاحب الامر کا ہے فیض وجود
ابر مین بھی اگر ہو شمس نہان
اُنکے یمن قدم سے وابستہ

پاک کرتے تھے جس سے دلّی کو
جا کے شیطان نے کانون مین پھونکا
چاہیے ان کا ہو بزن پہلے
پھر پہاڑی پہ کیجیو دھاوا
تڑپے سینون مین مومنین کے دل
سخت مشکل ہے سوچین گر عقلا
ٹل نہین سکتی سر سے اب یہ بلا
دین پر جان دیدو لڑ بھڑ کر
سکرات آئی رات کیا آئی
اپنے کپڑون مین سب نے عطر ملا
کربلا مین تھے محو یاد خدا
اور تلاوت ہی مین وہ رات کٹی
کہین اپنا نہو بندھا یہ خیال
مار دو اپنے مرنے سے پہلے
عقل لاحول پڑھ کے کہتی تھی
ہو اگر ہے خلود نار سزا
کہ یکایک بگل کی آئی صدا
سر ہوئی توپ وردی بجنے لگی
یون بچاتا ہے کبریا اُن کو
آ گئی مردہ قالبون مین جان
پڑ گئے اُن کو جان کے لالے
نشہ جنکے دماغ مین تھے بھرے
کہ بچاتا ہے ہر بلا سے وہ خود
تب بھی روشن ہی اُس سے صحن جہان
سب ہے باغ جہان کا گلدستہ

یا الٰہی دکھا دے اب وہ نور
ہو شتابی نبی کا جلد ظہور
ظلم پھیلا ہوا ہے اے غفار
ہو رہا ہے جہان تیرہ و تار
کہین جلدی کٹے شب یلدا
نظر آ جائے نور کا تڑکا
ہے پُر آشوب سارا ملک حجاز
قائمِ آلؐ کا دکھا اعجاز
عدل قائم ہوا ور ظلم ہو دور
پھر ہو ملک حجاز مطلع نور
آئے پھر اُس چمن مین تازہ بہار
ہون شاداب اور شگفتہ دل زوار
یارب اپنے حبیب کا صدقہ
مجھ کو بھی زائر رسولؐ بنا

شمس و قمر دونون خاموش آیتین ہین خدا کی شمس پادشاہ قمر وزیر اقتباس نور کرتا ہے رسولؐ خدا شہنشاہ اور جناب امیرؑ وزیر دونون بھائی آیات ناطقہ خلیفۃ اللہ حجۃ اللہ ہین وہ شمس سماے نبوت یہ قمر آسمان خلافت ۔ حقتعالے فرماتا ہے والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا قسم ہے شمس اور اُسکے چاشت کے وقت کی قسم ہے قمر کی جبکہ وہ تالی ہو اُسکا یعنے آفتاب کے غروب ہوتے ہی نکل آئے چودھوین شب کا چاند جہان آفتاب چھپا فوراً نکل آیا۔ امیر المومنین علیہ السلام چودھوین رات کے چاند ہین۔

مہر شو چون غروب ماہ نماید طلوع بعد نبیؐ مرتضےؑ من غلامان او

آفتاب اکیس مارچ کو صاعداً اکیس ستمبر کو ہابطاً دوبار خط استوا پر ہر سال سیدھی لین بناتا ہوا جاتا ہے رات دن برابر ہوتا ہے اکیس جون کو میل اعظم شمالی پر اکیس دسمبر کو میل اعظم جنوبی پر ترچھا گذرتا ہے ہم لوگ میل اعظم شمالی کے باہر ہین جون مین ہمارا دن بڑا رات چھوٹی بلا کی گرمی ہوتی ہے دسمبر مین اسکا عکس کہ ہے قرب اور بُعد اور حرکت شمس کے اختلاف سے فصلی تغیر ہوتا ہے حکیم مطلق کی معرفت اُن قدرتی مناظر سے ہو رہی ہے اکیس مارچ کو آفتاب کا برج حمل مین آنا شرف آفتاب کا وقت اعتدال کا زمانہ نوروز کی بہار ہے۔

درود پڑھکر صادق آل محمدؐ کے ارشادات جو مُعَلّٰے سے فرمائے ہین سُنیے اور نعمات الٰہیہ کا دل سے شکر کیجیے۔

روزِ الست جبکہ ارواح سے الوہیت اور نبوت و امامت کا اقرار لیا گیا ہے وہ یہی دن تھا تیس ہزار طاعونیون کے استخوان کا انبار تھا حضرت حزقیلؑ نبی کی درخواست پر قدرت خدا کا ماء الحیوٰۃ اسی روز چھڑکا گیا زندہ ہو گئے

اسی روز جناب نوح کی کشتی کوہِ جودی پر آکر ٹھہری۔
اسی روز انشاء اللہ قائم آل محمدؑ کا ظہور ہوگا۔
یہی دن ہمارے ائمہ اطہار کی رجعت کا ہوگا۔
اسی روز جناب خلیل اللہ نے بت شکنی فرمائی۔
امیر المومنین علیہ السلام نے اسی دن کعبہ میں دوشِ نبیؐ پر چڑھ کر بت توڑے۔
نعم الوفاق دیکھو کیا فضل ذوالمنن ہے دادا بھی بت شکن تھے پوتا بھی بت شکن ہے
حبیبِ کبریاؐ کو چودہ پارچہ کا خلعتِ رسالت اسی دن سرکار رب العزت سے مرحمت ہوا۔
اٹھارھویں ذی الحجہ کو پہلی عید اسی دن ہوئی
غدیر خم کی مبارک منزل پر منعم حقیقی نے اکمال دین اور اتمام نعمت کیا علیؑ ولی کو وصی بعد اپنے رسولؐ کا مقرر فرمایا۔ آپ نے حمد خدا کے بعد بالائے منبر اپنے بازو کے دونوں بازو پکڑ کر اُٹھا لیا اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل نمایاں ہو کر نور علے نور کا جلوہ نظر آیا اور فرمایا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ امیر المومنین کا لقب خدا نے دیا سب نے بیعت لیلی۔

پہلے بیعت جناب دوم نے	کی ہے بخٍ لک وہاں کہہ کے
ایک خوش گل نے یہ نصیحت کی	کہ خبردار توڑنا نہ کبھی
جب نبیؐ نے سنا یہ فرمایا	کہ وہ جبریلؑ تھے امینِ خدا

تہنیت اور مبارکباد کا جلسہ دیر تک رہا تکبیر کے نعرے وادی غدیر میں بلند تھے بگوش دلا اگر کوئی سنے تو وہی سہانی آواز مدنی لہجہ میں اب تک گونج رہی ہے مگر وہ راہ حیدر کو نبی ہو کر آئے تھے اسلیے چھوڑ دی گئی کہ اس جلسہ کو بھول کر بھی کوئی یاد نہ کرے۔ سہ دنیا پرست دیکھنے والے ہوائے ہیں
وہاں نعرہ ہائے تکبیر بلند تھے وہ ہی خونِ مودّت آپ کے رگہائے دل اور دماغ میں دوڑ رہا ہے جوش دلا میں اگر نعرہ ہائے درود بلند فرمائیں۔

روحِ ایمان جس سے ہو تازہ	آبروئے دین کا سبنے غازہ

ایک سفیدی زیر بغل اور یاد آگئی جسکا بیان سنکر صاحبانِ اولاد بیقرار ہو نگے جب آپ کے آقا مظلوم کربلا تنہا رہ گئے دیکھا قافلہ سب روانہ ہو گیا جلوخانہ سونا پڑا ہے۔

نہ لشکری نہ سپاہی نہ کثرۃ الناسی	نہ قاسمؑ نہ علیؑ اکبری نہ عباسی

کبھی لاشہ ہائے شہدا کو حسرت کی نظر سے دیکھکر بیقرار ہو کر روتے تھے کبھی آواز استغاثہ بلند فرماتے تھے ھل من مغیث یغیثنا ھل من ناصر ینصرنا استغاثہ کی آواز سنکر عالم تہ و بالا ہو گیا زبان قدرت خدا نے لبیک کہی یا حبیبی یا حسینؑ ہم تمہاری مدد کو موجود ہین۔

یہ سُنکر بیقرار ہو کر عرض کی الٰہی و سیدی بدا ور فدا مین نہین چاہتا ابھی ایک جھے اہر تیر اعطیہ میرے خزانے مین باقی ہے یہ نذر بھی قبول ہو پھر مرحلہ شہادت کے سر کرنے مین صبر مجھکو عطا فرما۔

یہ عرض کر رہے تھے کہ خیمہ گاہ سے رونے کا شور بلند ہوا گھبرا کر در خیمہ پر آئے دیکھا کہ اہل حرم بشدت رو رہے ہین علی اصغر گہوارہ مین دم توڑ رہے ہین۔ فرمایا مجھکو دو کہ مین اسکو دکھلا کر اشقیا سے پانی طلب کرون عبا کے دامن مین چھپائے ہوے میدان مین لاکر تشنہ جگر چھ مہینے کے بچے کو اتمام حجت کے لیے اپنے ہاتھونپر جس کی آنکھین حلقے پڑے ہوے تھے اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہو گئی اور فرمایا کہ اگر تمھارے گمان مین مین گنہگار ہون تو اس شیرخوار کا کیا قصور ہے اور فرمایا کہ لے علی اصغر تم حجت خدا کے فرزند ہو تم بھی انپر اپنی حجت ختم کر دو۔ ہائے وہ برگ گل سے لب خشک پیاس کی شدت سے کملا گئے تھے سوکھی ہوئی زبان دہن سے باہر گویا پانی کا سوال کر رہی تھی جسکو دیکھکر وہ بیرحم رونے لگے لشکر کی برہمی دیکھکر پسر سعد نے حرملہ سے بڑھکر کہا اقطع کلام الحسین قطع کر دے کلام حسین کو ہائے کجا گلوے صغیر اور کہان ظلم کا تیر فانقلب الصبی علی یدی الامام وہ بچہ امام کے دونون ہاتھونپر منقلب ہو گیا سمجھ مین نہین آتا کہ تیر سہ شعبہ گلوے بے شیر سے کیونکر آپ نے کھینچا چلو خون سے بھر کر آسمان و زمین کی طرف پھینکنا چاہا ندا آئی کہ پانی کبھی نہ برسیگا دانہ زمین سے نہ اُگے گا رو کر اُس خون مظلوم کو اپنے منھ پر مل لیا۔ چھوٹی سی میت ہاتھونپر لیے کبھی خیمہ کیطرف جاتے تھے کبھی کچھ سوچکر اُدھر سے پلٹ آتے تھے رو کر مناجات فرماتے تھے کہ پروردگارا یہ بچہ میرا تیرے نزدیک بچۂ ناقہ صالحؑ سے کم نہو گا آپ حضرات اعمال عاشورا مین اِنّا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوے چند قدم آگے بڑھتے ہین اور پیچھے ہٹتے ہین گویا تاسی اپنے آقاے مظلوم کی کرتے ہین اجرکم علی اللّٰہ۔

پھر بنوک ذوالفقار ایک چھوٹی سی قبر کھود دی رسول خدا کے فرزند ابراہیم کو

امیر المومنین نے قبر میں اُتارا تھا۔
اب میں فرما دیکر تا ہوں اُس شیر سے جو قبر پر کٹا پڑا ہوا ہے اے آقا آئیے اور اپنے بھتیجے کو قبر میں اُتاریے۔ قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے اپنے ہاتھوں سے اپنے چاند کو پیوند خاک فرما کر اسقدر روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

اسقدر اُٹھا دھواں آہ دل شبیر کا — بنگیا ہے شامیانہ تربت بے شیر کا
زلزلے میں آگئی گویا زمین کربلا — قبر اصغر پر تڑپنا دیکھکر شبیر کا

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

اَلْھِدَایَۃُ الْعَاشِرَۃُ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علے اجل نعمائہ والصلوٰۃ والسلام علے اجمل خلفائہ افضل رسلہ واکمل انبیائہ محمد وعترتہ اُمنائہ سیما علے امیر المومنین سید اوصیائہ و نبرء عن اعدائھم و اعدائہ۔

سُنیے ارشاد رب العزت اور دیکھیے سورۂ براءت

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ۵ ثم انزل اللہ سکینتہ علے رسولہ وعلے المومنین ۵ وانزل جنودا لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین ۵

یقیناً نصرت کی تمھاری اللہ نے اکثر مقاموں پر اور جنگ حُنین کے دن جبکہ تمھاری کثرت نے تمکو مغرور کیا اور وہ تمھارے کچھ کام نہ آئی اور زمین تمپر باوجود وسعت تنگ ہو گئی پس پیٹھ دکھا کر تم بھاگے پھر نازل کی اللہ نے تسکین اپنی اپنے رسول اور مومنین پر اور ایسے لشکر اُتارے جنکو تم دیکھ نہ سکے اور معذب کیا کفار کو یہی سزا ہے کفار کی۔
مکہ معظمہ اور طائف کے مابین حُنین ایک وادی ہے۔ قمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جناب سرور عالم

بقصد فتح مکہ جب تشریف لے چلے شہرت یہ تھی کہ ہوازن پر چڑھائی ہے وہان کے باشندون نے بیحد سامان رسد جمع کر رکھا تھا بارہ ہزار لشکر مکہ سے فتح پا کر اپنی کثرت کے گھمنڈ مین اُن کیطرف چلا تھا غرور کا سر نیچا ہے مقابلہ ہوتے ہی مسلمانون کے قدم اُکھڑ گئے علیؑ مرتضےٰ کہ بمنزلے نفس پیغمبرؐ کے ہین اور نفس شے کبھی شے سے جدا نہین ہو سکتا اور دو چار ساتھی اُنکے پروانۂ شمع نبوت اور عباس بن عبد المطلب اور ابن حارثہ داہنے بائین باگ مرکب نبیؐ کی پکڑے ہوے تھے باقی سب رسول اللہ کو چھوڑ کر چلے گئے

مجھکو شرم آتی ہے فراریون کا شرمناک قصہ تفصیل بیان نہ کرونگا جسکا دل چاہے صحیح بخاری وغیرہ مین دیکھ لے کہ کون اول بمبر آگے اور کون اُسکے عقب مین تھا مگر مجکو حیرت ہے کہ آجکل کے مسلمان جسکے مداح ہین یہ وہی قرن اول ہے آخر جہاد سے بھاگنے والون کی کوئی سزا بھی شرعًا مقرر ہے یا نہین فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

روحی بفداہ علیؑ مرتضےٰ سپر بنے ہوے تھے رسول خدا کی ماشاء اللہ خدا کے شیر نے تنہا یہ معرکہ سر کیا۔ حقتعالےٰ ناصر و مددگار رہے آسمانی مدد اپنے فرشتونکی اس معرکہ مین اُسنے بھیجی۔ بہر حال شکر ذو الجلال ہے کفار نے شکست کھائی عیال و اطفال اُنکے اسیر ہوے سامان غنیمت بہت کثیر مسلمانون کے ہاتھ آیا الحمد للہ عرب بھر مین اسلام کا ڈنکا بج گیا ۔

مواطن کثیرہ قرآن مین آیا ہے تفسیر قمی مین امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے اسی مقام پر اپنے نبی کی نصرت فرمائی ہے۔ تفسیر عیاشی مین یوسف بن سخت سے مروی ہے کہ متوکل عباسی بیمار تھا اُسنے نذر کی کہ شفا ہونے پر مال کثیر تصدق کرونگا صحت پا کر بر نذر کرنا چاہا اہل دربار سے مال کثیر کی تفسیر پوچھی۔ اُنھون نے کہا کہ آپکے والد نے اسی کرور درہم تصدق کیے تھے آپ اگر مناسب ہو بچاس کرور تصدق فرمائین اس رقم کو اُس نے زیادہ خیال کیا ابو یحییٰ منجم نے کہا امام علی نقی علیہ السلام سے دریافت کیجیے متوکل نے عریضہ لکھا۔ جواب مین آپنے تحریر فرمایا اسی درہم دیدیے حضار نے کہا اُن سے پوچھو کہ یہ حکم آپ کہان سے فرماتے ہین ۔ ارشاد فرمایا قرآن سے کہتا ہون کتاب خدا مین مواطن کثیرہ آیا ہے اور وہ موقعے جہان جہان خدا نے اپنے رسولؐ کی نصرت فرمائی ہے اسی ہین معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ نے اسی کو کثیر فرمایا ہے بس اسی درہم مال حلال کے مال کثیر ہین اللہ اکبر۔ اللہ اور رسول اور امام کے سوا قرآن کے معنے کون جان سکتا ہے کلام پاک

ایک بحر ذخار ہے جسکی شناوری دشوار ہے۔ کسی فاضل کامل کا خط کہین سے آئے تو وہ خود اُس کے نکات کو جانتا ہے۔ یا جسکے نام لکھا ہے بشرطیکہ وہ اُن رموز کا ماہر ہو اُسکو سمجھ سکتا ہے یہ قرآن بلاغت نشان جسکے حروف مقطعات اور متشابہات سے اغیار قطعاً نابلد ہین شہنشاہ کا مراسلہ اُسکے سفیر کے نام سربمہر آیا ہے اور امین اُسکو لایا ہے۔

اسکی تفسیر یا سفیر کرے اُس کا مخصوص یا وزیر کرے

اللہ تعالےٰ نے کثرت اعجاز اپنے نبی کو علم لدنی کرامت فرمایا اور نبیؐ کے ذریعے سے اُن کے شاگرد اور وزیر جناب امیرؑ کو وہ علم عطا ہوا یہی معصوم معجز نما نبیؐ و علیؑ مراسلہ کا مطلب جانتے ہین۔

خود جناب رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم ۔ نہین جانتا کوئی تاویل قرآن کو سوا اللہ اور اُن لوگون کے جو راسخ فی العلم ہین رسولؐ خدا اور اُنکی عترت طاہرہ یقیناً راسخ فی العلم ہین اسلیے کہ وہ حجت خدا ہین قول و فعل حجت کا قابل حجت ہے۔

حجت کے معنے غلبہ کے ہین حجت خدا معجز نما غالب کل غالب ہے اسکے مقابل تمام دنیا مغلوب ہے شرف اعجاز مایۂ ناز دشمنون کو زیر کرنیوالی قوۃ الٓہیہ ہے۔

اہل بصیرت گہری نظر سے دیکھین اس آیت مین لفظ اللہ کے بعد مضمون جملہ کو ختم کر دینے والی علامت مطلق لگا دی گئی ہے علم تاویل قرآن کا حصر کر دیا گیا ذات الٓہیہ مین کہ خدا کے سوا علم تاویل کسی کو نہین دو محال سخت لازم آئے جسکا کوئی جواب نہین۔

ایک یہ کہ معاذ اللہ جناب رسولؐ خدا بھی عالم تاویل نہ رہے حالانکہ اُنسے بڑھکر کون عالم ہو سکتا ہے علم اُنکا علم لدُنّی ہے۔

دوسرے وہ حدیث نبوی غلط ہوئی جاتی ہے جسمین ارشاد ہے مخبر صادق کا کہ مین تنزیل پر لڑتا ہون کفار تنزیل کے قائل نہین۔ یا علیؑ تم تاویل قرآن پر لڑوگے۔ یہ حدیث یقین دلا رہی ہے کہ امیر المومنین عالم ہین تاویل قرآن کے۔

بعد رحلت نبیؐ سب سے پہلا کام آپ نے یہی کیا کہ قرآن پاک وقتاً فوقتاً جو بیس برس تک نازل ہوا جسکو عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابیون نے جسکو جتنا ملا لکھ لیا تھا آپ سے اعلم کون تھا کہ ہر ایک آیت کسوقت اور کس جگہ کس کی شان مین نازل ہوا اور کیا مطلب اسکا ہے

مجمل ہے یا تاویل سخت محنت سے بہ ترتیب تنزیل ایک مجلد مین جمع فرما کر شائع کرنا چاہا۔ مگر نا قدر شناسون نے قبول نہ کیا انشاء اللہ قائم آل محمدؐ کا جب ظہور ہوگا تب اُس قرآن کی اشاعت سے جہان پُر نور ہوگا۔

جام جہان نا ظلم سے لبریز ہو گیا اب جلد غرق ہونیوالا ہے جسکا حال خدا ہی جانتا ہے زمانہ پُر آشوب نظر آ رہا ہے جس کی اصلاح بہت دشوار ہے صاحب الامر علیہ السلام کا ہر دم انتظار ہے علائم ظہور اکثر ظاہر ہو کر آمد آمد کی خبریں دے رہی ہین۔ سیمی بیچ کے قبضہ مین آکر ذوالفقار کا پانی ظلم و بدعت کی آگ کو بجھائے گا۔ رسول اللہ کا نور مکہ مین جب چمکا اور علیؑ مرتضٰے خدا کے گھر مین پیدا ہوئے شرک و کفر کی کالی آندھیان سیاہ غبار سے جہان کو تاریک کیے ہوے تھین۔ ذوالفقار کے پانی سے کفر کا غبار فرو ہوا رب العزت نے اپنے نبیؐ کو مبعوث برسالت فرمایا پھر کچھ عرصے کے بعد یہ حکم محکم نازل فرمایا۔ یا ایھا المدثر قم فانذر اے کملی اوڑھنے والے اُٹھ اور انذار کر۔ ایک انگریزی محقق نے بھی منصفانہ تحریر کے صفحہ پر حق نما تصویر اُسکی کھینچی ہے۔

قم فانذر کا حکم جب آیا
پھر ضیافت کے بعد کی تقریر
اشرف خلق ناطق و عاقل
حیف ہے پتھرونکو پوجتے ہو
مین خدا کیطرف سے آیا ہون
چاہتا ہون ملے تمھین اعزاز
وحدہٗ لاشریک حق کو کہو
کون ہے تم مین منچلا ایسا
اور ہو معصوم صاحب اعجاز
ہاشمی جب تھے سُن کے یہ تقریر
اس جگہ لکھ رہا ہے وہ انگریز
جوش مین آکے دلولے مین اُٹھا
انا فی الدین عضدک واللہ

بنی ہاشم کو پہلے جمع کیا
کلک قدرت کی خوشنما تصویر
تم تھے یا ایسے بن گئے جاہل
کفر چھوڑو خدا پرست بنو
اک شریعت جدید لایا ہون
درس توحید پاکے ہو ممتاز
اور رسولؐ خدا مجھے جانو
دین حق مین ہنے وزیر مرا
دین و ایمان کا ہو مایۂ ناز
متاثر ہوے جناب امیر
ناگہان ہونہار اک نوخیز
جسکا اقبال جبہہ کہہ رہا تھا
میرے اس قول پر خدا ہے گواہ

قدم پاک پر فدا ہو سر — جان و دل سے ہون ناصر و یاور
بندگی حق کی اور نبیؐ کی ولا — دین و ایمان ہے مرا بخدا
دین حق مین وہی تھی پہلی عید — جب ولیعہدی کی ہوئی تمہید
منصفو منکرین سے پوچھو — حق کی تردید ابو آ کے کرو
شب معراج جب گئے ہین نبیؐ — اسکی تجدید تکمیل مین ہوئی

جناب سید المرسلین اور امیر المومنین نے دین کا باغ لگایا اسکی بہار نہ دیکھنے پائے اُسی کی نصرت مین جان بھی دیگئے۔ آپ کے بعد ظلم کی باد خزان نے جب اسکو پامال کیا ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے اپنے خون سے اسکو سینچا اسی باغ کی نصرت مین تیغ جفا سے زہر دغا سے یہ سب شاہزادے شہید کیے گئے ایک حجت خدا دنیا مین باقی ہین وہ دین کی نصرت فرماتے ہین۔ علماء ان آشنا یون کے ذرے بھی دین کی نصرت مین تہ دل سے منہمک ہین اور اہل دین کے کام آتے ہین۔

اپنے آقا کا سنیے اب اعجاز

تاج العلما جناب مغفور — تھے بحر علوم چشم بد دور
تحفے سے وہ اُسکو نقل کرکے — اس معجزہ کا بیان ہین لکھتے
بحرین کا حکمران و سلطان — تھا ضد دخلاف اہل ایمان
عیّار جہان وزیر اُس کا — تھا ثانی عمرِ عاص گویا
مٹی کا بنا کے اُس نے سانچا — مضمون ستم نیا تراشا
نام اُسمین فلان فلان کے لکھکر — کندہ کیے اُسنے کے نشتر
اُس کے مابین جو جلا تھا — گلنار شگوفہ تازہ چھوڑا
شکون کی نہ کوئی انتہا تھی — تا آمد و شد رہے ہوا کی
پختہ ہوا جب انار بڑھ کر — قالب کے حروف اُبھرے اُسپر
لکھا ہوا نام تھا ہر اک کا — قدرت کے قلم سے صاف گویا
سلطان کے پاس لے کے پہونچا — دیکھا جو یہ سحر سامری کا
فق ہو گیا رنگ اہل دربار — دل سے ہوے معتقد طرفدار
کی عرض جہان پناہ اس کو — انصاف کی اب نظر سے دیکھو

بیان ہین یہ جلد ان کی تصنیف خالی ہے زبان بعض تالیف

یہ معجزہ ہے خدا کی قدرت
بھڑکا یہ سُن کے شعلۂ نار
بلوائے گئے بقہر دلگیر
اس معجزہ کا جواب یا دو
خاموش تھے سب بہ رنگِ تصویر
کافی مہلت اب ہمکو دیجے
دربار سے بیقرار نکلے
یہاں آن کے مشورہ یہ ٹھہرا
چودہ ساقی ہین جو ہمارے
جواب ہین امام دو جہان کے
یہ کہتے ہی جستجو مین نکلا
دن رہ گئے وعدہ کے جو دو چار
از بہر نبیؐ و آلِ اطہار
اک اُنمین اسیر کرب مضطر
کہتا تھا مدد کو آؤ آقا
آخر سُن لی خدا نے فریاد
فرمایا نہ بے قرار اب ہو
دیوانہ وزیر کے محل مین
گوشہ مین فلان طرف ہین رکھے
ایسا ہی کیا کہ جب بُلایا
یہ شعبدہ کھل گیا جو اک بار
عیّار وزیر خر بگل تھا
اس معجزہ کی یہ دیکھیے شان
ملتے تھے گلو سے ہنس کے مومن
امداد سے صاحب الزمان کی

غازہ کش ابروے خلافت
تنّور غضب بنا وہ دربار
دکھلا کے انار کی یہ تقریر
یا قتل ہو یا یہ دین چھوڑو
آخر کی لب ادب سے تقریر
تا اسکا جواب دین سمجھ کے
روتے روتے زار زار نکلے
اللہ کے لطف پر ہے تکیہ
سرشار رہے ولا ہین ان کے
فریادی ہو صاحب الزمان سے
منہ اُٹھ گیا جسطرف کو جسکا
کرتے تھے دعا خدا سے دیندار
اس ظلم سے دے نجات غفّار
منہ خاک پہ رکھ کے اور رو کر
ہم بیکسون کو بچاؤ آقا
کی حجّتِ کبریا نے امداد
دربار مین جب بلائین تمکو
دو آیتو زن سے ایک پل مین
ہے آیتو سانچون کو جھپٹ کے
قالب یہ اُٹھا کے جلد لایا
بک ڈھک سب گئے جفا کار
چالاکی پہ اپنی منفعل تھا
مومن ہوا جان و دل سے سلطان
بشاش تھے عید کا تھا وہ دن
حل ہوتی ہین مشکلین جہان کی

رحمت کا قدم جو درمیان ہے تہار کے قہر سے امان ہے

خدا کی حجت تا قیامت زمین پر قائم رہیگی آیت بقیۃ اللہ حجت اللہ حضرت صاحب الامر سلام اللہ علیہ اس زمانہ کے امام ناظر احوال ہین ہم سب کے اور ناصر ہین دین حق کے اکثر معجزات آپ کے مشہور ہین بحکم خدا دشمنون کی نظر سے غائب ہین زندہ اور سلطان عادل حکمران ہین زمانہ کے مصلحت الٰہیہ جب ہوگی ظہور فرمائینگے اور آپکے آبائے طاہرین بھی سب زندہ ہین شہدائے راہ خدا ہین اور سب کے اعمال کو وہ بھی دیکھ رہے ہین اسکی خبر کتاب خدا مین ہے سیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون ط

غائر نظر سے دیکھیے کہ انتہا ہے ظلم کی ظالمون کا یہی معمول رہا ہے کہ مظلوم کے مرجانے کے بعد پھر کچھ تعرض نہین کرتے لیکن لعنت خدا ہو ان ظالمون پر کہ محمدؐ وآل محمدؐ پر بعد شہادت بھی ظلم وجفا مستمر ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر مرۃ ظلم کرنے کو آیا تھا جلال حیدری دیکھیے صاحب ذوالفقار کے مزار سے دو انگلیان نکلین ظالم کے دو ٹکڑے کر دیے۔

یا دیکھیے ظلم متوکل کا جس نے مظلوم کربلا کے مرقد اطہر پر ظلم عظیم کیا بیلون اور گدھون کو قلبہ رانی کیلیے ہر چند مار مار کر ہنکایا مگر وہ آگے نہ بڑھے پیچھے کو بھاگتے تھے مطلب یہ تھا کہ یہان زراعت ہو کر نشان قبر اطہر کا نہ رہے۔

ہائے کیا ظلم عظیم ہے ایک معمولی مسلمان کا نبش قبر بھی شرعاً حرام ہے امام کونین کے مزار اقدس پر یہ ظلم اور بے ادبی کیجائے اور تختہ زمین کا ان بیحیا ظالمون اور بے غیرت جفاکارون پر الٹ نہ دیا جائے۔ اے منتقم کون تیری مصلحت سمجھ سکتا ہے کہ انتقام مین کس لیے تاخیر ہوئی۔

آپ نے سنا کہ بیل اور گدھے آگے نہ بڑھے اسکی نظیر جناب موسیٰؑ کے عہد مین بھی پائی گئی ہے حضرت کلیم اللہ لشکر لیکر کسی بادشاہ ظالم سے لڑنے کو چلے بلعم باعور ایک عابد وزاہد اس عہد مین مستجاب الدعا مشہور تھا بادشاہ نے اسکو بلوا کر کہا کہ بالائے کوہ جا کر دعا کر کہ میرے لشکر کی فتح اور جناب موسیٰؑ کے لشکر کی شکست ہو۔ اس نے اول بہت انکار کیا آخر ظالم کے قہر سے مجبور تھا چاہا کہ الاغ پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف جائے الاغ زمین پر گر پڑا اور کسی طرح نہ اٹھا جب بہت مارا تو بقدرت خدا

گویا ہوا کہ اے ملعم شرم کر خوفِ خدا سے ڈر نبی کے لیے دعاے بد کرنے کو جاتا ہے تو مجھ کو بجبر لیے جاتا ہے اور فرشتے منع کرتے ہین جانے سے۔

واعبرتاہ۔ جانور عقل نہین رکھتے مگر معرفت خدا و نبی و امام اور حلال و حرام کا ادراک اُنکو بھی ہے ڈرتے ہین قہر خدا سے۔ ہاے یہ عبد شیطان بندۂ زر عاقل ہوکر مرتکب اُس ظلم کے ہوے ارض و سما جس سے تھرا گئے اور آجتک اصرار و استمرار ہے رسولِ خدا اور اُن کے اہلبیت رحمۃ للعالمین اور سید الصابرین ہین اور جناب اقدس و اعلے مظلومون کے صبر ظالمون کے جبر کا امتحان کر رہا ہے۔

العظمۃ للّٰہ گا و خر کا قدم نہ بڑھا تو مزار اطہر کیطرف ایک نہر کاٹ دیگئی کہ مرقد انور سیلاب سے فنا ہوجائے نشان باقی نہ رہے۔ پانی روضۂ اقدس کے گرد حیران پھرتا تھا آگے نہ بڑھتا تھا اسیوجہ سے اس مقام کا نام حائر ہے ضریح اقدس سے پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہے یہان نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے تحت قبۂ حسینیہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے حقتعالے ہر مومن کو مظلوم کربلا کی زیارت اور حائر کے مقام مین دعا و نماز کا شرف عطا فرمائے عجب مرتبہ ہے زائر کا زائر مرجاتا ہے تو امام حسین علیہ السلام شب اول خود اُس کی زیارت کو تشریف لاتے ہین۔ پانی گویا شرم و خجالت سے پانی پانی ہوگیا آگے نہ بڑھا۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جس کے لیے بازو جناب عباسؑ کے نہر علقمہ پر قلم ہوگئے مظلوم کربلا دونون ہاتھوں سے کمر پکڑے ہوے واعباساہ کہکر روتے تھے۔ ہاے یہ وہی پانی ہے کہ روز عاشورا جس کے لیے ننھے ننھے بچے حسینؑ کے ہاتھوںمین خالی کوزے لیے ہوے العطش العطش کہکر بسمل کیطرح خاک پر تڑپتے تھے۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکی خاطر جناب علی اصغر تشنہ جگر تیر کھاکر نہر لبن کو سدھارے گود جناب رباب کی خالی ہوگئی۔ ہاے یہ وہی پانی ہے جسکے نہ ملنے سے ہمارے آقا کی زبان خشک ہوگئی تھی۔ پانی بھی آگے نہ بڑھا اور کسیطرح نشانِ قبر اطہر محو نہ ہوسکا تو وہ بلا عنصر زائرون کے دست و پا کاٹنے لگے۔

جمال شقی کے ظلم کا تصور تو آپ نے کیا ہوگا جسکو دیکھکر سیدۂ بیتاب ہوکر روئی ہین کیا آپ اپنی شہزادی کو پرسانہ دینگے۔

اللّٰہ اکبر اب دیکھیے شوق زیارت زائران سید الشہدا کا۔

مشہور ہے کہ ایک مومن پاک اعتقاد ہر مرتبہ زیارت کو گیا اور اپنے دست و پا بسبب

تصدق کردیے سے

اسے غلامان خسرو نجبا دیکھیے امتحان مودت کا

پانچمین مرتبہ جلال کے ذریعے سے آیا اور کہا اب سر میرا حاضر ہے اسکو بھی قلم کر ڈالو۔

جب دیکھا ظالمون نے کہ زائرسر بکف شوق زیارت مین چلے آتے ہین کسیطرح نہین رُکتے ناداروں کے روکنے کو مال و زر کا جزیہ مقرر کیا کبھی آپنے دیکھا ہوگا ٹرکی حکومت مین قرنطینہ اُسکا نمونہ تھا۔

ایک ضعیفہ نادار محتاج زیارت کو گئی لب دریا محکمہ جزیہ کا افسر کرسی پر بیٹھا ہے قوائس حاضر ہین ضعیفہ نے زر جزیہ پیش کیا محصّل نے پوچھا اے نادار یہ رقم کہان سے لائی۔ اُس نے کہا بیٹا چکیان پیسین چرخہ کاتا فاقے کیے بڑی محنت مشقت سے یہ پیسہ جمع کیا ہے مظلوم کی زیارت کرنے آئی ہون۔ ناری یہ سُنکر جلگیا قواسون کو حکم دیا کہ اس ضعیفہ کو اُٹھا کر دریا مین ڈالدو فریاد و زاری اُس نے کی روضۂ اقدس کیطرف دیکھکر بیتاب ہو کر روئی اور بزبان استغاثہ رو کر کہنے لگی اے مظلوم شاہزادے میرے خوزادے آپ گواہ رہیے کہ یہ لونڈی غریب وبیکس بیجرم وبیخطا آپ کی محبت مین جبراً غرق دریا کی جاتی ہے اور اپنے خدا کے سوا کوئی فریادرس اور حامی و مددگار نہین رکھتی جوان ظالمون کے ظلم وجفا سے مجھ بیکس کو بچائے اس بیکسی و تنہائی کے عالم مین میری نصرت اور مدد کو آئے۔

ہائے کون اس غریب الوطن زائرہ کو ظالمون کے ظلم سے بچاتا اور اُسکی مدد کو آتا ہرچند زائرہ نے فریاد کی بیرحمون نے مطلق اُسکے حال پر رحم نہ کھایا اور اُس مظلومہ کو دریا مین پھینکدیا۔ غوطہ کھا کر جب اُس نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان صالح لب دریا جلوہ فرما ہین آپنے آہستہ باحترام سنبھال کر ضعیفہ کو دریا کے کنارے کھڑا کر دیا۔

ضعیفہ دعائین دیکر کہنے لگی کہ آپ کون ہین اس مصیبت اور بیکسی کے وقت مین میری مدد فرمائی اور غرق ہونے کے مہلکہ اور گرداب فنا سے رہائی مجھ کو دی اپنے ہاتھ مجھ کو دیجیے کہ اُن پر بوسہ دون۔

آہ آہ فرمایا اے ضعیفہ یروز عاشورا تیرے آقا پر دونون ہاتھ نثار ہوگئے ہین وہی ہون جسکا علم عزاخانہ مین رکھتی ہے اسوقت جو تونے فریاد کی مین تیرے آقا کی خدمت مین حاضر تھا حضرت بیتاب ہوگئے اور فرمایا اے بھیا جلد جاؤ میری زائرہ کو بچاؤ۔ اب تو

آنکھیں بند کر کہ میں تجھ کو روضۂ اقدس پر پہونچا دوں۔ اب جو آنکھ کھولی دیکھا نہ وہ جوان نہ دریا روضۂ اطہر پیش نظر ہے دوڑ کر ضریح اقدس سے لپٹ گئی حضرتؑ نے باعجاز مدد فرمائی۔
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الھدیۃ الحادیۃ عشر

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
سبحانک ما اعظم شانک نحمدک یا اللہ یا حق یا احد یا واحد یا صمد یا واجب الوجود یا محمود یا معبود۔ انت رب العلمین ارحم الراحمین مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ونصلی علی حبیبک سید الانبیاء والمرسلین محمد وعترتہ المیامین الطیبین الطاہرین المعصومین سیما علی سمیک اخی نبیک مولانا امیر المومنین سید الوصیین قامع رؤس الکفرۃ الفجرۃ والمشرکین۔
ونلعن علی اعدائک واعدائھم اجمعین ط
حق تعالے قرآن میں سورۂ رحمٰن میں فرماتا ہے فبای الاء ربکما تکذبٰن ط تم دونوں اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ ظاہرا جن وانس کیطرف خطاب ہے باطنا بعض منافقین پر عتاب ہے۔
نعمائے آلیہ بے تعداد ہیں یہاں خاص رسول خدا اور جناب امیر علیہما السلام مراد ہیں۔
وا اسفاہ۔ فضائل عترۃ نبویہ زیور بقاعر ائس قرآنیہ کا زمانہ کی دستبرد نے لوٹ لیا ایک قاری تلاوۃ کرتا ہے واجعلنا للمتقین اماما ط یعنے ہمکو پرہیزگاروں کا امام بنادے۔ معصومؑ نے سنکر فرمایا بڑی جسارت کی اس سے کسی نے پوچھا وہی فداک تنزیل کیا ہے فرمایا واجعل لنا من المتقین اماما ط

چمنستان دھر میں ہر سو	حمد اور نعت و منقبت کی بو
بس کہ ہر ہر روش ہے عطر فشاں	بارک اللہ مہک رہا ہے جہاں

اک مصلا ہے یہ زمین گویا
پاک نیت سے دیکھین اہل نظر
ہین بہائم رکوع مین موجود
زمزمہ طیر کا ہے ذکر خدا
ربنا اللہ وھو خالقنا
رنگ لایا ہے طرفہ صحن چمن
سبزۂ گلفروش یا کہیے
کوئی ہے سرخ اور کوئی زرد
ہے عجب رنگ شاہدان چمن
شوخیون پر ہے حسن گل کی بہار
یہ مرقع یہ دل کشا منظر
سبزہ مین سب حدوث کی ہی لٹک
کسی واجب نے جب کیا پیدا
اپنی علت ہون آپ یہ ہے محال
ہے وہی واجب الوجود خدا
کئی واجب جو مانین ہوتے اگر
لامحالہ ہر اک تھا ناکافی
جو ہو ناقص خدا نہین عاقل
اور ہر ایک ہو اگر کافی
وحدہٗ لاشریک جب وہ ہوا
متعدد ہین ظلم کے انخار
حسن اور قبح عقلی بھی اسکو
اور نبوت امامت اور معاد
ہین مکلف عباد جب اسکے
ہوا اصول و فروع کی تدریس

اور مرقع زمانہ کا ہے کھچا
کہ ہین محو قیام کوہ و شجر
حشرات زمین ہین سر بسجود
یہی تسبیح کر رہے ہین ادا
وحدہ لاشریک لہ ذوقنا
کسی گلچین کا ہے مگر دامن
کہ ہے مملو شگفتہ پھولون سے
چاندنی سیوتی ہے اور گل زرد
دلفریبانہ قدرتی نقشین
ہین عنادل ہزار جان سے نثار
اپنے صانع کی دے رہا ہے خبر
اور ہے امکان کی گلو مین ٹھنک
تب عدم سے ہوا وجود ان کا
لازم آتا ہے دور کا اشکال
ایک ہے اسکی ذات ہے یکتا
کرتے پیدا وہ سب کو مل جل کر
نقص کی یہ دلیل ہے شافی
کیونکہ واجب کی ذات ہے کامل
کیا ضرورت ہے پھر تعدد کی
اسکو عادل ہی جانین گے عقلا
مین واجب وہ ہو نہین سکتا
ظلم سے پاک کہتا ہے دیکھو
مقتضا عدل کا ہین رکھیے یاد
انبیا اور ائمہ بھیجے گئے
ہر مکلف کا امتحان ہو نفیس

ہے قیامت کا روز جائزہ کا — اور خلد بریں ہے عمدہ صلہ
طرفہ نظارہ اب ہے مدِ نظر — ہو اثر جس کی سیر کا دل پر
اصطلاحات کا نیا گلزار — دیکھیے پر فضا ہے جس کی بہار
جانِ عرفان جس سے ہو تازہ — روے تحقیق کا ہے غازہ
تازہ وتر ہیں جیسے پھول و پھل — نص و ظاہر مأوّل و مجمل
لفظ و معنی ہوں ایک دونوں اگر — اسکو نص کہتے ہیں سب اہل نظر
دو ہوں معنی لفظ اگر ماہر — راجح انمیں جو ہے وہ ہے ظاہر
جو ہے مرجوح وہ مأوّل ہے — اور مأوّل سے ظاہر افضل ہے
متساوی ہوں دونوں معنے اگر — ہے وہ مجمل سُن لے نیکو منظر
نص و ظاہر میں مشترک ہے جو — کہتے ہیں محکم اہل علم اُس کو
مشترک مجمل و مأوّل کا — متشابہ ہے اور اے دانا
علم تاویل ذوالجلال کو ہے — یا نبیؐ اور اُن کی آلؑ کو ہے
متشابہ ہے انھیں کی نظر — سب ہیں اغیار انکے دست نگر
گل چنے ہیں حدیث و قرآن سے — ہیں غنا دل سب اہل علم انکے
قم خراسان عراق ہے گلزار — ہے وہاں انکے زمزمونکی بہار

حقتعالے نے اپنے خلیلؑ کو ولایت نبوت خُلّت رسالت کے بعد امامت کا خلعتِ فاخرہ بھی عطا فرمایا۔ امامت کے دو معنی ہیں۔ ایک نیابت نبوت و رسالت کی بالمعنے الاخص دوسرے ریاستِ عامّہ پیشواے خلائق ہونا یہ سب سے بالاتر ہے بالمعنے الاعم۔

ارشاد فرماتا ہے اِنّی جاعلک للناس اماما۔ ہم تمکو پیشواے خلائق بنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے ادب کی زبان سے عرض کیا آوَمِنْ ذُرِّیَّتِی کیا یہ عہدہ میری ذریت کو بھی عطا ہوگا۔ زبان قدرت سے جواب آیا لاینال عہدی الظالمون۔

احتجاج طبرسی میں امیر المومنین علیہ السّلام سے منقول ہے کہ میرا عہد ظالمونکو نہ پہونچیگا جسکا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ انبیا و اولیا کے سپرد کیا جاتا ہے وہ ظالمون کو نہین دیا جا سکتا جو نجاست کفر و شرک مین مبتلا ہو چکے ہون اسلیے کہ شرک کو خود خداے تعالٰی ظلم عظیم فرماتا ہے اِنَّ الشرک لظلم عظیم۔ پس ابراہیم علیہ السّلام جب یہ سمجھ گئے کہ امامت کا

عہدہ بت پرست نہین پاسکین گے تو اُنھون نے خدا سے یہ دعا کی واجنبی وبنیّ اَنْ نعبدَ الاصنام ۵ مجھکو اور میری ذریت کو بُت پرستی کرنے سے بچا۔

امالی مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے اسی روایت کے قریب قریب منقول ہے جسکے آخر مین یہ فرمایا کہ جناب ابراہیمؑ کی یہ دعا مجھ تک اور میرے بھائی علیؑ تک پہونچی کہ ہم دونو نمین سے کسی ایک نے بھی کبھی بت کو سجدہ نہین کیا پس اللہ تعالی نے مجھے نبی بنایا اور میرے بھائی علیؑ کو وصی قرار دیا۔

احتجاج سے یقین ہوگیا کہ نبی کی دعا مستجاب ہے خواص اولاد مین مشرک بت پرست کافر کوئی نہین ہے۔ حبیب کبریا نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ ہمارے اجداد شریعت خلیلیہ کے عامل سب مسلمان تھے۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اولاد اسمٰعیلؑ کے سوا اور کفار بھی سب ظالم ہین کیونکہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے والکافرون ھم الظالمون ۵ پس مشرکین کسیطرح امامت کا استحقاق نہین رکھتے

اب جو کچھ مین عرض کرتا ہون عارفانہ حکیمانہ عقل کے صفحہ پر نمایان تصویر کھینچکر عاولانہ خوب گہری نظر ڈالکر اُسکو دیکھیے جناب امیر علیہ السّلام کا نام جب لیا جاتا ہے شیعہ علیہ السّلام کہتے ہین اور اہل سنت کرّم اللہ وجہہ کہتے ہین یعنے بزرگ کیا ہے اللہ نے اُنکے چہرہ کو انکی پیشانی کبھی بتون کے سجدے مین نہین جھکی۔ بزم میلاد مین فخر یہ پڑھتے ہین کہ انکی مادر گرامی جب خانۂ کعبہ مین گئین ید اللہ نے اپنے دونون پائے مبارک شکم مادر مین تان دیے کہ وہ معظمہ بتون کے سجدہ مین کبھی جُھک ہی نہ سکین۔ ایمان اسکا نام ہے۔

بسیار خوبان دیدہ ام لکن تو چیزے دیگری

جو مولود دنیا پیدا ہوتا تھا ابوجہل ملعون خاک پائے اصنام کا سرمہ آنکھون مین اُس کی لگاتا تھا اُسکو لیجاکر سجدہ بتون کا کراتا تھا ؎

نورِ حق جبکہ کعبہ مین چمکا　　حسب معمول وہ لعین آیا

اور چاہا کہ آپ کی آنکھون مین وہی سرمہ لگائے لیجاکر بتون کو سجدہ کرائے ید اللہ نے ایسا طمانچہ اُس لعین کے منھ پر مارا کہ گردن اُس کی کج ہوگئی مدۃ العمر وہ کبھی نہ گئی۔

الحق یعلو ولا یُعلی نبیؐ نے آکر جب اپنی گود مین لیا آنکھین کھولدین سب سے پہلے نبیؐ کا مُنھ دیکھا لعاب زبان نبیؐ چوسا ؎

تھی یہ دنیا مین پہلی ان کی غذا ۔۔۔۔ اور قرآن حق زبان سے پڑھا

تفسیر قمی علیہ الرحمہ مین قصۂ جناب ابراہیم علیہ السلام کا خلاصہ دیکھیے کہ جب اُن جنابؑ نے مشرکین کو بتون کی عبادت سے باز رکھنا چاہا اور اپنی حجت اُنپر قائم کردی گروہ باز نہ آئے اور اُنکی کوئی عید آئی وہ نمرود کے ساتھ باہر گئے تو ایک تسولا اور رکھانا لیکر بتخانہ مین آپ پہونچے ہر بُت کے سامنے کھانا رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسے کھاؤ یا مجھے جواب دے جواب نہ ملا تو کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤن کسی کا سر توڑ کر سب بُتون کی بری گت بنائی مگر بڑے بت کو جو صدر مین تھا یونہی رہنے دیا اور بسولا اُسکی گردن مین لٹکا دیا جب وہ بت پرست میلے سے پھر کر آئے تو ذلت کی حالت دیکھکر افسوسناک زبان سے کہنے لگے ہمارے معبودون پر یہ ظلم کس نے کیا ان سے پوچھا اے ابراہیمؑ کیا تم نے ایسا کیا۔

فرمایا نہین بل فعلہ کبیرھم انھین جو بڑا ہے اُس نے ایسا کیا ہے اُس سے پوچھو۔

کہا کہیں بُت بولتے ہین۔

فرمایا جب یہ بولنے کی لیاقت نہین رکھتے تو انکی پرستش کیون کرتے ہو ناطقے اُن کے بند ہوگئے پھر اُن ظالمون نے آگ مین اُن جناب کو ڈالا ایک طولانی اسکا قصہ ہے۔

اللہ اکبر۔ جناب خلیلؑ نے بالکتمان کفش کاری بتون کی فرمائی۔ امیر المومنین نے باعلان دوش نبیؐ پر چڑھکر خدا کے گھر مین بتون کو توڑا۔ ع

دادا کا وہ قصہ ہے یہ پوتے کا فسانہ ۔۔۔۔ آویزۂ حیرت ہے پے گوش زمانہ

جناب رب العزت ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم جناب خلیل اللہ علیہ السلام بنائے کعبہ کی تعمیر پر مامور ہین دونون باپ بیٹے تہ دل سے امتثال حکم کر رہے ہین دیوارین بلند ہوتی جاتی ہین اور یہ اپنے اعلاے مرتبہ کی دعائین کر رہے ہین اودھر سے بار بار دعا اُدھر سے لطف و عطا آخر حکم ہوا کہ تم تو ایسی نازش کرتے ہو کہ شیعیان علیؑ مین کسی گرسنہ کو کھانا کھلایا یا کسی برہنہ کو لباس پہنایا۔ تب اُنھون نے صمیم قلب سے دعا کی کہ الٰہی سیدی مجھ کو بھی شیعیان علیؑ مین داخل فرما۔ دعا آپ کی قبول ہوئی ارشاد فرماتا ہے اِنَّ من شیعتہ لابراھیم۔

خانۂ کعبہ جب بنکر تیار ہوگیا حکم ہوا کہ اب ندا کرو میرے بندون کو کہ وہ ہر طرف سے حج کرنے کو حاضر ہون عرض کیا کہ میری آواز کیا تمام عالم مین پہونچ سکتی ہے۔

فرمایا تم ندا کرو یہ کام تمہارا ہے اور سب جگہ آواز کو پہونچا دینا یہ ہمارا کام ہے۔
جس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے تھے اور وہ باعجاز ضرورت کے موافق بلند ہو تا تھا
اُسپر کھڑے ہوئے اور وہ کوہ ابوقبیس سے بھی زیادہ بلند ہوا ندا کی آپ نے کہ اے گروہ
خلائق جسکو استطاعت ہو خانہ کعبہ کے حج کو چلو۔ قدرتِ الٰہیہ کی کوئی حد نہیں ہے اسکی
قدرت سے یہ ندا تمام عالم میں پہونچی۔ ارواح جو اصلاب پدر اور ارحام مادر میں تھے اُنھوں نے
لبیک کہی جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہی ہے اتنی مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہو گا
بروایتے ننانوے برس کے سن میں جناب اسمٰعیلؑ اور ایکسو بارہ برس کی عمر میں جناب اسحاق
علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں یہ اور انکی اولاد انکے بیٹے پوتے ہمیشہ اسلام کی ترقی و اشاعت
اور مرتے وقت اسکی حفاظت کی وصیت فرماتے رہے ہمارے حضورؐ نے بھی حفاظت
اسلام کی وصیت امیرالمومنین سے فرمائی ہے۔ (رخصت نبویہ بیان مرتبط ہے)
ایک ندا کا حال آپنے سنا اب دوسری ندا کا حال سنیئے اُمت نوحؑ کی نافرمانی جب
حد سے گذر گئی ساکھو کے بیج بوئے گئے درخت جوان ہو کشتی سالہاسال میں بنی ہوا سنے
درخت لاکر بھر دیئے جملہ سامان جمع ہو کر حکم خدا ہوا کہ سوار ہونیوالوں کو پکارو جناب
نوحؑ نے باآواز بلند ندا کی۔ ھلمو الی رکوب السفینۃ چلو کشتی پر سوار ہونے کے لیے
بحکم کارساز آواز بالائے ہوا ہر جگہ گونج اُٹھی اور لوگ سوار ہونے لگے۔ بھیڑ کو چڑھاتے تھے
مگر وہ بے عقلی سے سوار نہو تی تھی جھڑک کر فرمایا شیطان سوار ہو جب سب سوار ہو لیے
اطراف و جوانب پر نظر فرمائی دیکھا شیطان ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے پوچھا تجھ کو کس نے
سوار کیا کہا آپ ہی نے تو حکم دیا۔ کہنے لگا اب دو کلمے نصیحت کے سن لیجیے۔ فرمایا یہ امتحان کا
وقت ہے حکم ہوا کہ نصیحت اگرچہ دشمن ہی کی زبان سے ہو ضرور سنو۔ حرص کبھی نہ کرنا لان الحرص
اخرج اباک عن الجنۃ اسلیے کہ حرص نے آپکے پدر عالی وقار کو بہشت سے جدا کیا۔
حسد کبھی نہ کرنا لان الحسد اخرجنی عن الجنۃ حسد نے مجھ کو جنت سے نکالا۔
ایک بڑھیا کے تنور سے پانی نکلنا شروع ہوا تمام عالم غرق ہو گیا۔ آسمان سے بجائے
قطروں کے چادر پانی کی گرتی تھی۔ چھ مہینے تک پانی برسا اندھیارا بلا کا تھا۔
کشتی طوفانی ہو کر ڈگمگانے لگی۔ فریاد کی آپنے الٰہی و سیدی یہ کون مقام ہے
کشتی میری غرق ہوئی جاتی ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ فضائے کربلا ہے اسی سرزمین پر کشتی آل محمد دریائے خون مین غرق ہوگی دعا کی بار الہا بحق محمد و آل محمد میری کشتی کو غرق ہونے سے بچا۔ حق تعالے نے دعا آپ کی قبول فرمائی۔
ایک حکم نافذ ہوا کہ ہمارے دوست کی کشتی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے گی۔ بلند پہاڑ غرور مین تھے کوہ جودی نے یہ خیال کیا کہ مین سب سے پست ہون اعزاز کے لائق کب ہون۔ انکسار اُسکا خدا کو پسند آیا کشتی اُسپر آکر ٹھہری۔ طوفان کا مطلع صاف ہو نیلگا حکم ہوا لے آسمان تھم جا اے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔
آہ آہ حق تعالے نے جسکی خبر جناب نوح کو دی تھی جب اُسکا وقت قریب آیا مظلوم کربلا دوسری محرم کو وارد دشت نینوا ہوے مرکب راکب دوش رسول کا چلنے سے رُک گیا آپ نے مُڑ کر ہمراہیون سے نام اُس زمین کا پوچھا کسی نے دشت نینوا کسی نے غاذریہ کسی نے ماریہ بتلایا فرمایا کوئی اور بھی نام ہے اسکا۔
ایک شخص نے کہا دشت کربلا اسکا نام ہے کربلا کا نام سُنتے ہی گھوڑے سے اُترے ایک مُشت خاک اُٹھا کر سونگھی اور فرمایا بس سفر ہمارا تمام ہوا آگے نہ جائینگے حمالون سے خیمے استادہ کیے اہل حرم محملون سے اُترے۔ ایک کرسی پر آپ جلوہ فرما ہین۔ اور زمیندارون کو بلوا کر فرمایا بخوشی اگر اس زمین کو بیع کرو تو ہم چاہتے ہین کہ ایک بستی بسا کر یہان رہین سب نے عرض کیا کہ ہم غلام آپکے ہین زمین بھی آپ کی ہے۔ مگر یا ابن رسول اللہ یہان سے

انبیاے سلف ہے جو گذرا ۔۔۔ وہ ہوا مبتلاے کرب و بلا

جناب آدمؑ کے پاؤنمین ٹھوکر لگی لہو جاری ہوا۔ جناب خلیلؑ گھوڑے سے گرے گز ندہ پہونچا۔
فرمایا جو مشیت خدا مین گذرا ہے وہ ہوگا۔ ساٹھ ہزار درہم کو چار میل تک مول لیکر وہ زمین اُنکے نام ہبہ کردی۔ ہبہ کے شرائط سُنیئے۔
اول یہ کہ ہمارے مزار سالم رکھنا۔ دوسرے زائرونکو پتہ ہماری قبر کا بتادینا۔ تیسرے ہمارے زائر کو تین دن اپنا مہمان رکھنا۔
ہاے وہ ظالم جب شمع ایمان کو خاموش کر چکے ایک دن ٹھہر کر اپنے کشتونکو نماز پڑھکر

دفن کیا شہدا کی لاشوں کو بے دفن و کفن چھوڑ کر چلے گئے۔
کربلا جا کر دیکھیے جب کوئی مسافر مرجاتا ہے مومنین تجہیز و تکفین فرماتے ہیں مُنادی ندا کرتا ہے مات الغریب الصلوٰۃ ایک مسافر مرگیا ہے آؤ اس کے جنازہ پر نماز پڑھو ہائے اگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بہ ظلم و جفا رسول اللہ کے فرزند کو تین رات دن کا پیاسا ذبح کر ڈالا۔ کاش یہی کہتے کہ ایک غریب الوطن سید سرحد اسلام میں مرگیا ہے۔ اے مسلمانوں سب جمع ہو کر اسکی نماز میت پڑھو اور دفن کرو۔
یاد کیجیے کہ دوسری محرم کو جب اہل حرم محملوں سے اُترے ہیں کیا اہتمام پردے کا تھا اور مدینہ سے محملوں میں جب سوار کیا ہے کیا اہتمام تھا اور بعد شہادت سید الشہدا ناقہای بے فرش پر جب اُنکو سوار کیا ہے اُسوقت کیا حال تھا۔
(یہ مقام بسط کلام کا ہے ذاکر کو اُسکا خیال رہے)
تیسری ندا ادرسن لیجیے اسپر ختم دعا ہے۔ واقعۂ کربلا ایسا شور انگیز نہ تھا کہ اسلامی دنیا میں جس سے زلزلہ نہ پڑجائے۔ یزید نے کچھ سوچکر مدت کے بعد اہل حرم کو قید سے رہا کیا اول اجازت لیکر کہ ہم تیری فوج کے خوف سے جی بھر کر اپنے شہیدوں کو نہیں روئے مجلس عزا برپا کی پھر سیاہ محملوں میں سوار ہو کر براہ کربلا مدینہ کا سفر کیا۔
اللہ اکبر جس روز کربلائے معلّی پہونچے ہیں اُسی روز جابر بن عبداللہ انصاری جو آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے مدینہ سے بقصد زیارت حاضر ہوئے ہیں۔ عجب کہرام تھا قبر اطہر سے لپٹ کر روتے تھے اور بیقرار تھے وہ گریۂ و زاری اور بیتابی کی حالت اور قبر اطہر سے ہر ایک کا رخصت ہونا ایسا دردناک منظر تھا جسکا تصور آجتک دلوں پر مصیبت کا اثر ڈال رہا ہے سید الصابرین نے ہر ایک کو سمجھا کر صبر دلایا اور وہاں سے

مرخص فرمایا۔
مدینہ جب قریب رہ گیا تو شہزادیاں بیتاب ہو کر روتی تھیں اور نوحہ جان گزا پڑھتی تھیں کہ اے مدینۂ رسول یہ منھ تیرے دکھلانے کے لائق نہیں ہے تیرے بادشاہ کو ہم کھو کر آئے ہیں خاندان زہرا سب ایک دشمن ذبح ہو گیا۔
یہ سب عزادار ایک خیمہ میں رو رہے ہیں سید الساجدین نے بشیر کو حکم دیا کہ اہل شہر کو ہمارے آنے کی خبر کر دے بشیر محلۂ بنی ہاشم میں جب پہونچا ہے رسول خدا اور امام حسین کا

زمانہ یاد آگیا بے اختیار ہو کر رو کر فریاد کرنے لگا۔

یا اہلَ یثرب لا مقام لکم بہا — قتل الحسینُ فادمعی مدرارُ

اے اہل یثرب مدینہ میں رہنے کا کوئی لطف نہ رہا تمھارا پادشاہ بظلم ذبح کر دیا گیا آنسو میرے جاری ہیں۔

الجسم منہ بکربلاء مضرّجٌ — والراس منہ علی القناۃ یدارُ

جسم انور خاک کربلا پر خون میں غلطان رہا اور سر اطہر نوک نیزہ پر شہر بشہر پھر آگیا ہائے اس آواز کو سنتے ہی مرد و زن بیتاب ہو کر بشدت روتے ہوئے اور سینہ و سر پیٹتے اپنے گھروں سے نکل پڑے ہر طرف کہرام مچ گیا شور آہ و فریاد بلند تھا۔

محمد حنفیہ بستر علالت پر پڑے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آج یہ شور کیسا ہے۔ کہا گیا کہ وہ قافلہ جو مدینے سے گیا تھا پھر کر آرہا ہے۔ اُٹھ بیٹھے اور اپنے غلاموں سے فرمایا مجھکو اُٹھا کر لیچلو راہ میں دیکھا کہ سیاہ ماتمی علم کا پھریرا کھلا ہوا ہے گھوڑے خالی آرہے ہیں۔ رو کر اپنے بھتیجے سے لپٹ گئے۔

فرمایا اے چچا زور سے میری گردن کو نہ دبانا ہائے وہ نورانی گردن طوق کے رگڑوں سے بالکل مجروح تھی۔

پوچھا بھائی میرے کیا ہوئے کہا تین شبانہ روز کے پیاسے بظلم ذبح کیے گئے۔ پوچھا میرے بھائی عباس کہاں گئے فرمایا چچا عباس کے شانے دریا پر قلم کر دیے گئے علی اکبر و قاسم و عون و جعفر اور تمام لشکر جوہر شجاعت دکھلا کر حضرت کے سامنے شہید ہو چکے تھے۔

سب سے پہلے یہ سوگوار رسولؐ خدا کو پرسا دینے کے لیے روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے ہیں شاہزادیوں کے بین سنکر کلیجے شق ہو گئے۔

ثانیِ زہرا جناب زینبؑ نے دونوں بازو ضریح روضۂ اقدس کے پکڑ کر فریاد کی یا جداہ میں سنانی آپ کے فرزند حسینؑ کی لائی ہوں فریادی آئی ہوں۔

شہزادی ام کلثوم نے پیراہن خون آلود تیر و شمشیر سے چاک چاک قبر اطہر پر رکھکر فریاد کی اے جد عالی وقار یہ سوغات میں کربلا سے لائی ہوں۔ گویا قبر اطہر تھرانے لگی حضار بیقرار ہو کر سینہ و سر پیٹنے لگے کسی کو تاب ضبط نہ تھی روضۂ اقدس نمونہ حشر کا بنا ہوا تھا۔

تصور فرمائیے جس حکایت میں یہ اثر ہے کہ جہاں متوجہ ہو کر سنا دل پاش پاش ہو گیا

جب یہ سُنائی آئی ہوگی اس منظر اس محلی عنہ کا کیا حال ہوگا۔
فاطمہ صُغرا بیمار اپنی نانی کو ہمراہ لیکر آئیں تلاطم مچا ہوا تھا بیبیاں بیقرار ہو گئیں دل کی طرح اپنے سینہ سے لگا کر ہر ایک تڑپ کر رونے لگی۔ فاطمہ صغرےٰ بلک بلک کر رو رہی ہیں اور پوچھتی ہیں پھوپھی اماں میرے بابا کیا ہو گئے۔ فرمایا پیاسے ہی شہید ہو گئے العطش کہتے ہوئے دنیا سے گئے۔ بھائی عباس کے شانے کاٹے گئے دریا پر شہید ہوئے علی اکبر کی صورت آنکھوں میں پھر رہی ہے ہزار ہا تلواریں کھا کر نیزہ سے شہید کیے گئے۔ قاسم پامال سُم اسپاں ہوئے۔
فاطمہ صُغرا ہر بی بی کی گود کو دیکھتی تھیں کہ میرا شیر خوار بھائی علی اصغر کدھر ہے۔ فرمایا تیر کھا کر شہید ہوئے نہر لبن کو سدھارے۔
اللہ اکبر۔ سیدانیوں کی عمر رونے ہی میں گذر گئی ہر وقت صف عزا بچھی ہوئی تھی عورتیں آکر سیدانیوں کو اور حضرت سید سجاد کو پرسا دیتے تھے۔
جب ابن زیاد لعین کا سر کٹ کر آیا ہے تب فی الجملہ سوگ سیدانیوں نے اُتارا ہے قائم آل محمد انتقام لینگے تب پورا سوگ اُتریگا۔
الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین ۵

اَلْهَدِيَّةُ الثَّانِيَةُ عَشَرَ

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
اللہ احمدہ دایاہ اشکر علے نعمائہ وھو الاصدق الذی ینجز ماوعد باولیائہ و ینتقم عن اعدائہ وعن ظلمۃ احبائہ۔
والصلوٰۃ والسلام علے اجل خلفائہ اکمل اصفیائہ سید رسلہ و سند انبیائہ محمدؐ وعترتہ اُمنائہ سیّما علے امیر المومنین سید اوصیائہ و لعنۃ اللہ علے اعدائھم و اعدائہ۔
ونقل فقال اللہ سبحانہ عزّ شانہ فی کتابہ المبین وھو اصدق الصادقین۔

جناب رب العزت اپنی کتاب محکم مین سورۂ صف مین ارشاد فرماتاہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔
ظاہر ترجمہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہین نور خدا کو منھ سے بجھادین حالانکہ حق تعالے اپنے نور کا پورا کرنیوالاہے اگرچہ کفار ناخوش ہون ۔
ملا محسن علیہ الرحمہ بحوالہ کافی لکھتے ہین کہ فرمایا امام ہمام جناب موسے کاظم علیہ السلام نے وہ چاہتے ہین کہ ولایت امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنی زبانی باتون سے اڑادین اور اللہ تعالے امامت کا پورا کرنیوالاہے جیسا کہ فرماتاہے فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ پس تم اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیاہے ایمان لاؤ۔ پس النور سے مراد امام ہے ۔
قمی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ واللہ متم نورہ کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالے قائم آل محمد کے ذریعہ سے کار امامت کو پورا کرنے والاہے اسطرح کہ جب وہ حضرت ظہور فرمائینگے تو حقتعالے انکو سب پر غالب فرمائیگا اُن کے ذریعہ سے دین اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا پس سوا خدا کے کسی کی پرستش نہوگی ۔
وا اسفاہ نبی کی رحلت فرماتے ہی شیطان علیہ اللعن نے امامت کے جھگڑے ڈال کر اسلام کے تہتر فرقے کردیے مسلمان اسی نور خدا کی بیعت پر قائم رہتے جسکا انعقاد بحکم خدا خم غدیر مین ہوا تھا تو اسلام سے بہتر آج تمام عالم مین کوئی مذہب نہین ہے ۔ ظلمون کی آگ آجکل ہر طرف بھڑک رہی ہے وہی نور خدا ذوالفقار کے پانی سے بجھائین تو بجھے گی ۔

یا الٰہی بحق سید پاک
بہر ذریت شہ لولاک
ہو امام زمان کا جلد ظہور
جبر ہو دور ظلم ہو کافور
اہل ایمان بیقرار ہین اب
ہمہ تن چشم انتظار ہین سب
ہو گیا ظلم سے جہان مملو
ہر طرف اڑرہی ہے ظلم کی بو
اس وقاحت کی بھی ہے کوئی حد
ظلم کرتے ہین بر ملا مرتد
مشتعل ہے جہان مین وہ آگ
کہ اگلتے ہین زہر کالے ناگ
جسقدر دشمنان آل نبی
اموی گذرے اور عباسی
نہوئی تھی سلف سے ایسی جفا
ظلم جو نجدیون نے آج کیا

سیدہ اور ائمہ کے روضے
کھد گئے بے نشان مزار ہوئے

ابھی روضہ نبی کا ہے سالم
اُسکو بھی توڑنے کو ہین ظالم

منتقم اپنے عدل کا صدقہ
جلد اب انتقام لے اُس کا

قہر کی بجلیان گرا ان پر
پہونچین اپنی سزا کو یہ خودسر

صاحب الامر جلوہ فرمائین
باغِ خضرا سے کعبہ مین آئین

جان ایمان ہو تر و تازہ
روے دین پر ہو عدل کا غازہ

وہی رخ پر ہون احمدی گیسو
وہی سینہ مین ہو گلاب کی بو

قلب مین ہو شجاعتِ علوی
اور قبضہ مین ذوالفقار علیؑ

چرخ چارم سے تب بفخر و ناز
آکے عیسےٰ پڑھین عقب مین نماز

منعقد ہو جہان مین جشن طرب
اہل ایمان شگفتہ دل ہون سب

مے خم غدیر کے ساغر
دورِ عادل مین چھلکین شام و سحر

پھر ہو ملک حجاز رشک چمن
پھر مدینہ ہو غیرتِ گلشن

پھر ہو سرسبز سرزمین عراق
چمنستان ہون علم دین کے رواق

چمن کربلا و ارض غری
سُر من راو کاظمین مین بھی

پھر بہار آئے آئے فصلِ چمن
پھر بنے دار علم یہ گلشن

سُن کے پھر زمزمے عنادل کے
کھل کھلا اُٹھین غنچے ہر دل کے

پھر گل وردِ علم کی خوشبو
تازہ کردے مشام ایمان کو

غنچے تدریسِ علم کے ہر سو
چٹکیون مین اُڑائین اعدا کو

ہاے مت پوچھو دل شکن قصے
رونا آتا ہے یاد کرنے سے

باہمی کچھ مشاجرے وہ پڑھے
دین اسلام مٹگیا جن سے

آجتک نشہ ہے وہی باقی
وہی پیمانہ ہے وہی ساقی

کوئی رجعت پہ اور بدا پہ کوئی
جاہلانہ ہے صرفِ طعنہ زنی

شہ رگون پر کوئی تقیہ کی
پھیرتا ہے بلا کی کند چھری

خندہ زن بے دلیل ہے اُس پر
غور سے دیکھین اسکو اہل نظر

جب چلے شب کو سید ابرار
ملگیا یارِ غار کا اک یار

راہ میں اُس نے پوچھا من ھذا   مقتضائے مقام ہی یہ تھا
بات ذو معنین کہنی پڑی   رجل السبیل یھدینی
اس کو ہے مولوی حسن نے لکھا   پوچھ لو اُن سے پڑھتے ہیں طلبہ
اہل انصاف ہے یہ فکر کی جا   یہ تقیہ نہیں تو اور ہے کیا
توریہ گر کوئی بتائے اسے   عام مطلق تقیہ اُس سے
توریہ ایک فرد ہے جس کی   اب تو راہ گریز بند ہوئی
اب نہ ہنستا تقیہ پر اصلا   انبیا نے بھی ہے تقیہ کیا

حق تعالے حزقیل علیہ السلام کی مدح فرماتا ہے و یکتم ایمانہ۔

اپنے ایمان کو چھپاتے تھے   جان و مال آبرو بچاتے تھے

ایمان کو چھپانا کنایہ کے طور پر کلام کرنا یہی تقیہ ہے۔

آپ فرعون کے عزیز شریعت موسئے کے عامل فراعنہ کو قہر الٰہی سے ڈرانیوالے تھے غمازوں کے رد میں سر دربار عجب لطیف تقریر فرمائی ہے جس سے تقیہ کا حُسن دو بالا ہوگیا اول فرعون سے پوچھا کبھی میں نے جھوٹ بولا ہے۔ اُس نے کہا آپنے میرے سامنے جھوٹ نہیں بولا پھر حضّار دربار سے پوچھا کہ تم سب کا خالق و رازق اور خدا کون ہے سب نے کہا فرعون ہے۔

فرمایا تم سب گواہ رہنا جو تمہارا خالق و رازق اور خدا ہے وہ ہی میرا بھی خدا ہے یہ سُنکر فرعون ہنس پڑا ع شور تحسین ہر طرف سے اُٹھا۔

امیر المومنین علیہ السلام مسجد نبوی میں جلوہ فرما ہیں۔ ایک شخص کسی کو قتل کرکے وہاں آیا اور بہت جلد وہاں سے نکل گیا مقتول کے ملازم قاتل کے متلاشی اُس طرف آئے اور آپ سے اُسکا حال پوچھنے لگے۔

اس سے پیشتر حیدرؑ صفدر مسجد کے ایک در سے اُٹھکر دوسرے میں جا بیٹھے تھے فرمایا جب سے یہاں آکر بیٹھا ہوں میں نے اُسکو نہیں دیکھا۔

بعض بے خبر کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے بیعت یزید کی کیوں نہیں کرلی تقیہ جائز تھا تقیہ کیا ہوتا۔

متوجہ ہوکر جواب اسکا سنیے اور ہمیشہ یاد رکھیے۔

نبی اور امام نور خدا ہین لوح محفوظ ہر وقت ان کے پیش نظر ہے روح القدس خدا کیطرف سے مامور نصرت کے لیے حاضر ہین۔ راضی برضا تابع فرمان خدا مصلحۃ الٰہیہ کا امتثال کرنے والے ہین اپنی خواہش نفسانی سے کوئی بات نہین کرتے ایک وقت حکم یہ تھا لکمر دینکم ولی دین آپ آگے بھائی پیچھے عقب مین نہ روجہ دشمنون سے مخفی نماز پڑھی برسون ایسا ہی کیا۔

فانذر کا حکم آیا اپنے خاندان کی فقط دعوت کی کذا وکذا یہ سب تقیہ کے محل تھے رفتہ رفتہ بحکم خدا علانیہ دعوت کرنے لگے۔

جسطرح دنیا مین آکر جناب امیر علیہ السلام کو پہلی غذا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے لعاب دہن اطہر سے ملی ہے نشو ونما جس سے ہوا الحکم لحمی انکے حق مین فرمایا ایسے ہی امام حسین علیہ السلام نے پیدا ہو کر اُسی شیر اطہر سے پرورش پائی جو رسول اللہ کے انگشت انور سے باعجاز ہر روز نکلتا تھا جب تو حسین منّی ارشاد فرمایا وہ ہی خون رسولؐ اُنکی رگون مین دوڑ رہا ہے اُسی شجاعت وصبر نبویؐ کی خوشبو اُن کے سینون مین ہے اُسی گل ورد کے عطر سے اُن کے دل ودماغ معطر ہین خلق عظیم جسکو خدا نے فرمایا۔ نبیؐ کی شان کا جلوہ عترت اطہار مین صاف نظر آرہا ہے۔ ع

جو آنکھین ہون تو نظارہ کرے اس گلستان کا

جو تکلیف رسولؐ کی ہے وہی امام کی ہے۔ نبیؐ نے ہجرت فرمائی امام نے بھی ہجرت کی نبیؐ نے صلح فرمائی امام نے بھی صلح کی۔ نبیؐ نے جہاد فرمایا امام نے بھی جہاد کیا۔

تقیہ کا جب محل نہ تھا حبیب کبریا نے باعلان موعظہ فرمایا بُت پرستی کو منع کیا۔ مشرکین قریش کے اکابر سب جمع ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا آپ کے بھتیجے کو ہم بفخر اپنا سردار بناتے ہین عرب کی حسینہ وجمیلہ وشکیلہ لڑکیون مین سے جس قبیلہ مین جسکو پسند کرین ہم عقد کردین جسقدر مال وزر چاہین ہم سے لین مگر وحدہٗ لاشریک خدا کی توحید نہ پھیلائین ہمارے بتون کو بُرا نہ کہین۔

فرمایا اے چچا اگر دنیا بھر کا مال وزر اور کل عالم کی حکومت سلطنت مجھ کو دین آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ماہتاب کو بائین ہاتھ پر لاکر رکھدین تب بھی اسلام کے جاری کرنے اور بُت پرستی کے روکنے مین اپنی جان تک دینے سے ہرگز دریغ نہ کرونگا۔

اللہ اکبر کیا شجاع تھے رسول خدا کچھ خوف آپ نے نہ کیا وہ ہی شجاعت نبویہ ہر امام عصر مین ہے امام حسینؑ نے کشتی اسلام کو غرق ہونے سے بچا لیا اپنی جان کو دین پر فدا کر دیا۔

درگلشن مصطفےٰ بہارے کردی ۔ باللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

جان و مال و زر و عزیز رفیق اپنا سب گھر عزت آبرو خدا کی راہ مین لُٹا گئے اور دین خدا کو غارت ہونے دیا حق کی راہ دکھلا کر اہل بصر کو جہنم سے بچا دیا اگر تقیہ کر کے بیعت کر لیتے تو آج یہ بہار اسلام کے چمن مین نہوتی تمام عالم آپ کی جان نثاری یاد کر کے روتا ہے اور حق تعالےٰ عادل اور قدر شناس ہے اُس نے حسن خدمت کے صلہ مین اپنے نبی مختار کی عترت کو مالک و مختار بہشت کا سردار کر دیا۔

روضہ ہاے منورہ پر نور برس رہا ہے دربار سجا ہوا ہے مومنین اور ملائکہ زیارت کو شوق کے عالم مین آرہے ہین عجب دربار دربار ہین اہل بیان پر نور ہو کر جاتے ہین۔

معجزۂ حسینیہ سنیے پہلے ریل اور دودی جہاز نہ تھے برسون مین کربلا کا سفر طے ہوتا تھا سرکار اودھ کے ملازم درد فوجی سوار ایک میر ایک مرزا لکھنؤ سے کربلا کو چلے سرمایہ راہ مین تلف ہو گیا گھوڑون کو جنگل مین گھانس چرا دی۔ فاقے سے جب افاقہ ہوا ضعف زنجیر پا بنگیا سڑک کے کنارے راہ مین چھوٹی سی مسجد اور بھاری قبرستان اور باغ نظر آیا گھوڑون کو چھوڑ دیا سید مسجد کے اندر ضعف سے لیٹ رہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک ہمیان زر مسجد کے فرش پر ہے۔ دو تومین دوستانہ تھا پکار کر کہا مرزا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اشرفیان اور روپے اُسمین تھے مرزا ایک روپیہ لیکر چلے کہ دانہ گھوڑون کے لیے اور اپنے واسطے کھانا کہین سے لائین۔ خیال تھا کہ قبرستان تیار ہے کوئی بستی یہان ضرور ہوگی۔ مرزا اُدھر گئے سید نے ہاتھ رکھکر قبرون پر سورۂ انا انزلنا پڑھا ایک ٹوٹی ہوئی قبر مین جھک کر دیکھا نورانی چہرہ میت کا کھلا ہوا گلاب کا درخت قبر مین پھوٹا ہے اسکا پھول میت کے دہن کے قریب ہے اُسمین سے شربت میت کے منھ مین ٹپک رہا ہے۔ اُنھون نے خوب جھک کر ہاتھ سے پھول کو توڑ لیا کر دیکھا ہاتھ سید کا شربت مین تر او خوشبو سے معطر ہو گیا چکھتے ہی بھوک پیاس کا مطلق اثر نہ رہا دہان سے آکر سو گئے مرزا کھانا دانہ لیکر آئے سمجھے کہ سید کو غش آگیا ہے بیدار کیا تب اُنھون نے سب قصہ بیان کیا ہر چند تلاش کرتے رہے قبر کا پتہ نہ لگا۔ خدا جسکو چاہتا ہے نعمت عطا فرماتا ہے

اللہ اکبر شاہزادے علی اکبر کو زندگی مین شربت کوثر عطا ہوا ہے مظلوم کربلا
انکی مفارقت مین بیقرار ہوکر فرماتے تھے پروردگارا شاہد رہنا اب تیری راہ مین وہ
لڑکا مرنے کو جاتا ہے جو تیرے حبیب سے رفتار مین گفتار مین صورۃ مین سیرۃ مین بالکل
مشابہ تھا الٰہی جب ہم تیرے نبیؐ کی زیارۃ کے مشتاق ہوتے تھے تو صورۃ علی اکبر کی دیکھ
لیتے تھے عجب شان و شوکت حق تعالےٰ نے عطا فرمائی۔

معاویہ نے اپنے جلسہ مین مدح کی ہے پوچھا احق خلافت تم مین کون ہے سب نے کہا
آپ احق ہین۔ کہا نہین بلکہ علی اکبر ہین صورۃ مین نبی شجاعت مین علی۔

ہاے کیا قلق ہوگا مظلوم کربلا کے دل پر سینہ داغون سے بھر گیا ظالمون کو نفرین
نہین کی شاہزادے کی فرقت سے بیتاب ہوکر فرماتے تھے اے پسر سعد جسطرح آج تو نے
میری نسل کو قطع کر دیا حقتعالےٰ تیری نسل کو قطع کرے۔

ناسخ التواریخ مین دیکھیے بروز عاشورا جب صاحبزادے آپکے شہید ہوے ہین
شاہزادے علی اکبر نے تین دن کی پیاس مین بہت سے اشقیا کو فی النار کیا لشکر کو بھگا کر خدمت
مین اپنے باباجان کی حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے یا ابتاہ العطش قد قتلنی بابا
پیاس نے مجھکو ذبح کر ڈالا۔ حضرت نے اپنی انگوٹھی اُتار کر اُن کے منھ مین دی اُس سے
بھی پیاس نہ بجھی فرمایا یابنی ھات لسانک۔ اے فرزند اپنی زبان میرے منھ مین دو۔
شاہزادے نے زبان اپنی دی مگر فوراً دہن اقدس سے باہر کھینچ لی اور عرض کیا لسانک
ایبس من لسانی۔ بابا جان آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے
فرمایا امض الی عدوک بیٹا پھر جاکر دشمنون سے جہاد کرو۔ تمھارے جد شربت کوثر سے
تمکو سیراب کرینگے کہ پھر پیاسے نہوگے۔

شہزادے نے میدان مین آکر پھر جہاد کیا ہاے تمام لشکر ایک تشنہ جگر پر لوٹ پڑا۔
قطعوہ اربا اربا۔ جسم اطہر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔
یا ابتاہ ادرکنی کہکر خاک پر گرے خدا کسی کو جوان بیٹے کی لاش نہ دکھلائے کیا
اُسوقت کی بیقراری اور آہ و زاری حضرت کی کوئی بیان کرسکتا ہے۔

ہاے سر اطہر زانوے انور پر لیے ہوے کس حسرت سے منھ شہزادے کا دیکھکر گرد
چہرۂ انور کی پاک کرتے جاتے تھے اور بشدت رو رو کر فرماتے تھے یابنی علی الدنیا بعدک العفا

اے فرزند بعد تیرے خاک ہے زندگی دنیا پر۔ قد استرحت عن کرب الدنیا وترکت اباک وحیدا فریدا فی الاعداء۔ اے علی اکبر تم نے تو مر کر کرب دنیا سے خلاصی پائی اور اپنے باپ کو دشمنوں میں تنہا چھوڑ گئے۔

اب اہل حرم کا حال سنیئے خیمہ میں شور گریہ و زاری سے تلاطم مچا ہوا ہے ثانی زہرا جناب زینب کبریٰ خیمہ سے بیخودی کے عالم میں نکلکر واعلیاہ کے نعرے مارتی ہوئی میدان کیطرف روتی ہوئی جا رہی ہیں چادر سر سے ڈھلکی ہوئی ہے۔ حمید کہتا ہے کسی نے پوچھا یہ کون بی بی اس بیتابی سے نوحہ کرتی چلی آتی ہیں۔ میں نے کہا اپنی آنکھیں بند کر یہ وہ بی بی ہیں جن کی ماں کا جنازہ شب کو اٹھایا گیا۔ بیخود ہو کر خیمہ سے نکل آئی ہیں۔ آتے ہی شہزادے کی لاش پر گر پڑیں۔ ہائے کیا غیور ہیں آقا آپ کے عبا اپنی اتار کر بہن کے سر پر ڈالدی اور باحترام بازو پکڑے سمجھاتے ہوئے لے گئے خیمہ میں بٹھا آئے۔

اے شیعو ثانی زہرا دو مرتبہ اور خیمہ سے روتی ہوئی نکلی ہیں۔

ایک جبکہ مظلوم کربلا زیر زانوے قاتل جان اپنی امت پر فدا کر رہے ہیں وہ معظمہ چاہتی ہیں کہ دوڑ کر بھائی سے لپٹ جائیں لیکن ملاعنہ نیزے لیے ہوئے مزاحمت کر رہے ہیں۔

غیرتمند سادات مجلس میں بیٹھے ہیں۔ آہ کس زبان سے کہوں کہ شہزادی کی پشت مبارک نیزدن کی پوریوں سے زخمی ہو گئی ہے۔ جب کسی تدبیر سے مدد نہ کر سکیں اور دیکھا کہ ابن سعد خیر زن لگائے قریب ہے رو کر فریاد کرنے لگیں یا ابن سعد یقتل ابن رسول اللہ وانت تنظر الیہ ابن سعد باپ تیرا اساس الاسلام تھا فرزند رسول ذبح کیا جا رہا ہے اور تو دیکھ رہا ہے۔

رو کر کہنے کا اثر اس شقی کے دل پر ایسا پڑا کہ وہ بھی منہ پھیر کر رونے لگا۔

روز عاشورا۔ ارواح طاہرین رسل وانبیا و ملائکہ اور خمسہ نجبا دشت کربلا میں موجود تھے۔

خوارزمی کی تحریر دیکھیے سیدہ نے چاہا کہ دوڑ کر شہزادے سے لپٹ جائیں جناب رسولؐ خدا نے منع فرمایا اور صبر دلایا۔

دوسرے جبکہ وہ ملاعنہ شمع امامت کو خاموش کر چکے ناریوں نے آگ خیموں میں

لگادی بی بیان بچون کو لے کر خیمے سے باہر نکل پڑین کون ان بیکسون اور مظلومون کا فریادرس تھا
کہ اُسوقت مصیبت مین آکر اُنکی مدد کرتا مظلوم کربلا اپنے بچون کو اپنی بہن کے سپرد کر گئے
تھے اور فرما گئے تھے کہ بعد میری شہادت کے ان کی حفاظت کرنا۔
تصور فرمائیے کوئی مصیبت اس سے بڑھکر خیال مین نہین آسکتی وارث ان کے
قتل کر دیے گئے گھر و خیمون آگ دیدی گئی ہے وہ جل رہے ہین مال و زر لوٹا جا رہا ہے زیور
بچون کا اُن کو طمانچے مار مار کر بظلم اُتارتے ہین وہ روتے ہین سہمے ہوئے بچے اُس قہر کی
آفت مین ظالمون کے خوف سے متفرق ہو جاتے ہین بیرہ سیدانیان اُنکو ڈھونڈ کر لاتی ہین
اور ایک جگہ بٹھلا کر اُنکی دلدہی اور تسلی فرماتی ہین۔
حق تعالے نے نصرت فرمائی میر و مرزا باعجاز سید الشہدا عتبات عالیہ کی
زیارت سے مشرف ہوے باب مدینۃ العلم کے در دولت پر علم دین کی بہار دیکھکر
متحیر تھے علماے اعلام کی زیارت پنجگانہ نماز جماعت مجالس عزا اور مواعظ کی شرکت
دل کو مسرت۔ عراق بہشت ہے احیا اور اموات مومنین کے لیے۔ اکابر مجتہدین سے
اُنھون نے عرض کیا کہ ہندوستان مرکز جہالت ہے وہان کے شیعہ علم دین کی دولت سے
محروم ہین اگر دو چار عالم یہان سے جاکر چند سال اُنکو ہدایت فرمائین علم دین کی اشاعت ہو
تو ملک ہمارا روشن ہو جائے۔ ان کے اصرار پر اُنھون نے فرمایا کہ بہشت سے باہر جانے پر
کسی کا راضی ہونا مشکل ہے آپ دو چار ذکی و محنتی طلبہ جو ادب و معقول مین کمال
رکھتے ہون حلیم و نیک عمل اپنے ملک سے لے آئے وہ یہان رہکر دینیات مین کمال
حاصل کرین اجتہاد کے اجازے پاکر واپس جائین اور علم دین کی اشاعت کرین
تب ملک آپ کا جہالت سے پاک ہو سکتا ہے انشاءاللہ تاریکی دور ہو جائے گی۔
مرزا نے ہندوستان آکر مومنین کو زیارت عتبات عالیہ اور علم دین کی تحصیل کا
شوق دلایا مثاب ہوے اللھم اغفر لہ حق تعالے ماجور فرمائے۔
تکمیل علوم دینیہ اور اجتہاد کے درجہ پر فائز ہونا خداداد نعمت ہے نبوت اور امامت کی
نیابت ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔
حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام جناب غفرانمآب سید دلدار علی صاحب اعلی اللہ
مقامہ فی دار الکرامہ پہلے شخص ہین جن کے دماغ پر توفیق الٰہی کا نور چمکا۔ جائس ضلع

رائے بریلی کے رہنے والے معقول مین کامل مولوی حمد اللہ سندیلوی کے شاگردون مین فاضل ادیب لبیب نوجوان خوش نصیب تھے جنکو یہ دولت خدا نے دی۔

اُس زمانہ مین نہ ریل تھی نہ آگبوٹ زوار حینوں عراق پہونچتے تھے تائید ایزدی اور حسن کرامات سے ان کے سب ہے کہ تین برس مین گئے بھی وہان رہے بھی اور کلام۔ تفسیر۔ حدیث اصول فقہ اور فقہ مین اول درجہ پر کامیاب ہو کر اجتہاد کا اجازہ پاکر ہندوستان مین آکر نبوت و امامت کا کام کیا تمام ملک ہند کو روشن کر دیا۔ مناظرہ مین ذوالفقار۔ رد تصوف مین شہاب ثاقب۔ اصول فقہ مین جواہر الافکار۔ کلام مین عماد الاسلام۔ اور نہ جانے کتنے رسالے لکھے ہر وقت علم دین کی اشاعت مین منہمک تھے ان کے شاگرد عدیم النظیر اور مشاہیر زمانہ سے ہین۔ غدر کے زمانہ مین ان کی زمین مزروعہ پر زمینداروں نے قبضہ کر لیا تھا اُسکی فریاد کرنے کو لکھنؤ آئے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ اور حسن رضا خان وزیر تھے وزیر سے ملے اُنھون نے بادشاہ سے تقریب کی اُن کے موعظہ سُننے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ بادشاہ چلمن کے اندر ہین ارکان دولت روبروے منبر مجمع کثیر مین موعظہ فرمایا وزیر نے پہلے سمجھا دیا تھا کہ شراب کی مذمت کا وعظ نہ کہنا بندگان دولت کے خلاف ہوگا۔ منبر پر بیٹھتے ہی آپ نے تفضیح شراب اور تخویف شروع کی وزیر صاحب منبر کا پایہ پکڑے ہوے کھڑے کانپ رہے ہین شبنم کا کرتا پسینے مین تر ہو گیا۔

بادشاہ خوف الٰہی سے زار زار رو رہے ہین رومال پر رومال آنسوؤن سے تر ہو رہے ہین مختصراً بیقرار اور اشکبار شور بکا بلند ہوا روتے ہوے منبر سے اُترے موعظہ کا رنگ بندھ گیا۔ سنہری بیش بہا خلعت آیا فرمایا زربفت مردون پر حرام ہے یہ ہم نہ لین گے روپہلی کم قیمت خلعت عطا ہوا خوش ہو کر دعا دیکر لے لیا۔ سادگی کی وضع دل مین بادشاہ کے کھب گئی فرمایا یہ عالم دنیادار نہین ہے۔ پانچ موضع نسلاً بعد نسلٍ اُن کے نام وقف کیے جو آج تک بحال اور قایم ہین۔ تائب ہو کر شراب کے کنٹر تڑوا کر پھکوا دیے۔ رحمہ اللہ

نصیر الدین حیدر مغفور کا عہد دولت سلطنت اودھ کے شباب کا زمانہ تھا نصیر کی نصرت اور غفران مآب علیہ الرحمہ کی برکت انکی ذریت اور تلامذہ کے حسن سعی سے بفضل خدا چمن علم دین مین بہار آگئی جسکی خوشبو سے ابھی تک مشام ایمان مہک رہا ہے۔

ترقی مذہب حقہ کی اصلی وجہ مجالس عزائے سید الشہدا کا عروج ہے جسکو اہل علم کی حدیث خوانی انیس و دبیر علیہما الرحمہ کے حسن کلام اور رؤسا کی بدل ہمت نے رونق دی جو سلیقہ اہل لکھنؤ کو مجلس کرنے کا ہے وہ کسی ملک مین نہین بارک اللہ فی شوقہم۔

غفرانمآب کی دعا کا اثر اور اُن کی کرامات سے ہے کہ حقتعالے نے اُنکو اور اُن کی اولاد امجاد کو وہ کمال عطا فرمایا کہ جس نے ہندوستان کو روشن کر دیا ہم سب پر اُنکا حق ہے حقتعالے خاندان اجتہاد کو ہمیشہ قائم رکھے اور ترقی دے۔

الملک والدین توامان۔ اصلی ناصر اسلام و ایمان کا حق تعالے عز اسمہ ہے بظاہر وسائل پیدا کر دیے ہین سلاطین کی امداد سے دین کو محکم کرتا ہے۔ غالباً جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ عالم فاضل مجتہد کامل ہو کر جب آئے ہین بادشاہ کی قدردانی دیکھیے مع رعایا عالم کے استقبال کو شہر سے برآمد ہوا۔ علامہ نے کہا کہ مین اس شرط پر شہر مین داخل ہونگا کہ میرے ہوادار کو خود جہان پناہ اپنے کاندھے پر میرے فرودگاہ تک لے چلین۔

بادشاہ نے لوجہ اللہ دین کی عزت کی خود ہوادار کو کاندھے پر اپنے اُٹھایا جسکا اثر یہ پڑا کہ ساڑھے چار سو عالم ان کی مجلس درس مین تھے۔

بزبان عربی و فارسی ہزارہا بڑی بڑی کتابین اور رسائل تصنیف و تالیف ہو گئے۔

بحارالانوار علم حدیث مین جسکی چوبیس جلدین ہین ایک بار شرح ہے۔ تمام ملک ایران علم دین کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ ہر شہر اور قریہ اہل علم سے مملو ہو گیا۔ باوصف انقلاب زمانہ ابھی تک علم کا اثر اور قوت ایمانیہ کا جوش اُس سرزمین مین باقی ہے ع

آثار پدید است صنادید عجم را

ایک عالم ربانی کی سواری کا جاہ و حشم آپنے سُنا خود بادشاہ نے ہوادار اپنے کاندھے پر بطیب خاطر اُٹھایا تصور فرمایئے وہ شان وہ تزک انبیاؑ اور ائمہ علیہم السلام کی سواری کا روز جزا جس کے جلودار ملائکہ ہون گے۔

آہ آہ جناب سیدہ مظلومہ کی سواری جب آئیگی ایک منادی باواز بلند ندا کریگا یا اھل المحشر غضّوا ابصارکم حتی تجوز فاطمۃ الزھراء اے اہل محشر آنکھین اپنی بند کر لو یہانتک کہ سیدہ مظلومہ فاطمہ زہرا کی سواری گزر جائے۔

کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ عورتوں کو آنکھیں بند کرنے کا حکم کس وجہ سے ہوگا عورتیں تو سب باہم محرم ہیں۔
فرمایا معصومۂ مظلومہ کی اُسوقت وہ مصیبتناک حالت ہوگی کہ کسی سے دیکھی نہ جائے گی۔
بحار میں منقول ہے ایک ناقۂ جنت مرصع بساز رحمت ہوگا اُس پر وہ معصومۂ نور کے قبہ میں سوار ہونگی لاکھ فرشتے داہنی جانب ستر ہزار بائیں جانب جبریلؑ مہار ناقہ کی لیے ہونگے۔ ایک ہاتھ پر عمامۂ پُرخون علیؑ مرتضٰے۔ داہنے شانے پر پیراہن زہر آلود حسنؑ مجتبٰے۔ بائیں کاندھے پر پیراہن چاک چاک مظلومؑ کربلا گود میں ایک چھوٹی سی میت لیے ہوے زیر عرش آکر اس درد سے نالہ و فریاد کرینگی کہ انبیا داوصیا بیتاب ہوکر منبروں سے گر پڑیں گے حوریں سر پیٹنے لگیں گی۔ ملائکہ فریاد میں آئیں گے۔
جبریلؑ ندا کرینگے اے سیدہ حقتعالٰے ارشاد فرماتا ہے اے میرے حبیبؐ کی حبیبہ آج ہم سے مانگ لو جو مانگنا ہو سیدہ مشتاق ہونگی۔ معرکۂ کربلا دکھلایا جائیگا۔
سیدالشہدا سر ہاتھ پر نذر کو لیے ہوے۔ کئی ہزار زخم تیر تیغ و تبر جسم اطہر پر۔ علی اکبرؑ نیزہ کھائے ہوے۔ عباسؑ علی شانے کٹائے ہوے۔ باقی شہدا خون میں نہائے ہوے۔ ناریوں کے ظلم سے خیموں کا جلنا۔ سیدانیوں کا بے ردا باہر نکلنا سیدہ یہ دیکھکر اس درد سے روئینگی کہ دریاے قہر الٰہی جوش میں آجائے گا۔ نار جہنم مشتعل ہوگی۔ عرصۂ محشر زلزلہ میں آئیگا۔
جبریلؑ عرض کرینگے اے ابر رحمت خبر لیجیے اے ابر رحمت خبر لیجیے امت کی رسولؐ خدا آکر فرمائینگے اے سیدہ آج فریاد رسی کا دن ہے نہ فریاد خواہی کا حسینؑ کے عزادار کس بیکسی کی نگاہوں سے ہمکو دیکھ رہے ہیں۔ چلو محکمۂ حساب کیطرف تم جامۂ پرخون حسینؑ اُٹھالو میں گیسوے پرخون ہاتھ میں لوں۔

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اسناد هذا الدعاء منقول عن امیر المؤمنین صلوات الله علیه حیث قال من داوم علی قراءة هذا الدعاء والعالم ملئن من البلاء ما یضره ابدا ولیصیر فی نظر الخلائق معززا ومکرما ولا یظفر عدوه وکل من قصد بعداوته یرجع العداوة الی صاحبها ویؤمن من موت المفاجاة ویوسع علیه الرزق ویموت من موضع لا یکون ظنه فی وقت الموت یکون معه الایمان واذا بعث من قبره قام ملک مع براق عند راسه ویرکبه ویدخله الجنة راکبا۔ هذا کلام امیر المومنین صدق الامیر علیه السلام من العلی الکبیر۔

وایضا مرویست باسناد صحیحه از حضرت امام المعصوم الشهید المسموم الغریب المغموم عالم السر المکتوم مفتاح خزائن العلوم الوصی المرتضی المجتبی المرتجی ابی الحسن علی بن موسی الرضا سلام الله علیه که با ولا واطهار خود بزبان معجز بیان وصیت میفرمودند + ما طلع البدیع الا دعاء الا اذکرکم علی ذخیرة العظمی وکنز الاوفی کان حصنا حصینا وبالله التوفیق بوصول الی مطلب التحقیق۔

اعتصام دعائے صباح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ربنا ارحم ضعفنا بقوتک وتدارک جهلنا بنور هدایتک واحفظنا بلطفک فی کنف عنایتک یا رحمة الله انزلی فقد کثر الاضطراب والمحن ویا عنایة الله تجلی فقد همنا الحرج والفتن یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم۔ یا لا اله الا انت اسئلک بعلمک ان تهدینا وبحلمک ان تعفو عنا وترحمنا انک اکرم الاکرمین وانت ارحم الراحمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله اجمعین والائمة الطاهرین المعصومین۔ پس سه نوبت صلوٰة بفرستد وسه بار اعوذ بالله بگوید وسه بار بسم الله بگوید وسه بار تکبیر بگوید ودر خواندن دعا شروع نماید از روئے خضوع وخشوع واخلاص انشاء الله قرین اجابت گردد۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللهم یا من دلع لسان الصباح بنطق تبلجه وسرح قطع اللیل المظلم بغیاهب تلجلجه واتقن صنع الفلک الدوار فی مقادیر تبرجه وشعشع ضیاء الشمس

بنور تاججه يا من دل على ذاته بذاته وتنزه عن مجانسة مخلوقاته وجل عن ملائمة
كيفياته يا من بعد عن ملاحظة العيون وقرب من خواطر الظنون وعلم بما كان قبل
ان يكون يا من ارقدنى فى مهاد امنه وامانه وايقظنى الى ما منحنى به من مننه واحسانه
وكف اكف السوء عنى بيده وسلطانه صل اللهم على الدليل اليك فى الليل الاليل
والماسك من اسبابك بحبل الشرف الاطول والناصع الحسب فى ذروة الكاهل الاعبل
والثابت القدم على زحاليفها فى الزمن الاول وعلى آله الاخيار المصطفين الابرار
الطاهرين وافتح اللهم لنا مصاريع الصباح بمفاتيح الرحمة والفلاح والبسنى
اللهم من افضل خلع الهداية والصلاح واغرس اللهم لعظمتك فى شرب جنانى
ينابيع الخشوع واجر اللهم لهيبتك من آماقى زفرات الدموع وادب اللهم نزق
الخرق منى بازمة القنوع الهى ان لم تبتدئنى الرحمة منك بحسن التوفيق فمن
السالك بى اليك فى واضح الطريق وان اسلمتنى اناتك لقائد الامل والمنى فمن المقيل
عثراتى من كبوات الهوى وان خذلنى نصرك عند محاربة النفس والشيطان
فقد وكلنى خذلانك الى حيث النصب والحرمان الهى اترانى ما اتيتك الا من حيث
الآمال ام علقت باطراف حبالك الا حين باعدتنى ذنوبى عن دار الوصال فبئس
المطية التى امتطت نفسى من هواها فواها لها لما سولت لها ظنونها ومناها
وتبا لها لجرأتها على سيدها ومولاها الهى قرعت باب رحمتك بيد رجائى
وهربت اليك لاجئا من فرط اهوائى وعلقت باطراف حبالك انامل ولائى
فاصفح اللهم عما كان اجرمته من زللى وخطائى واقلنى اللهم من صرعة
ردائى فانك سيدى ومولاى ومعتمدى ورجائى وانت مطلوبى وغاية مناى
فى منقلبى ومثواى الهى كيف تطرد مسكينا التجا اليك من الذنوب هاربا ام
كيف تخيب مسترشدا قصد الى جنابك ساعيا ام كيف تطرد ظمآنا وردا الى
حياضك شاربا كلا وحياضك مترعة فى ضنك المحول وبابك مفتوح للطلب
والوغول وانت غاية المسئول ونهاية المامول الهى هذه ازمة نفسى عقلتها
بعقال مشيتك وهذه اعباء ذنوبى درأتها بعفوك ورحمتك وهذه اهوائى
المضلة وكلتها الى جناب لطفك وكرمك ورأفتك اللهم فصل على محمد

وآل محمد فاجعل للهم صباحی هذا نازلا علیّ بضیاء الهدی والسلامة
فی الدین والدنیا ومسائی جُنَّةً واقیة من کید العدی ووقایة من مردیات
الهوی فانک قادر علی ما تشاء تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء
وتعزّ من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تولج
اللیل فی النهار وتولج النهار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت
من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب - لا اله الا انت سبحانک
اللّٰهم وبحمدک جلّ ثناءک من ذا یعرف قدرتک ولا یخافک ومن ذا یعلم
ما انت فلا یهابک الّفت بقدرتک الفرق وفلقت برحمتک الفلق وانرت
بکرمک دیاجی الغسق وانهرت المیاه من الصمّ الصیاخید عذبا واجاجا
وانزلت من المُعصرات ماء ثجّاجا وجعلت الشمس والقمر للبریة سراجا وهّاجا
من غیر ان تمارس فیما ابتدءت به لغوبا ولا علاجا - پس ہفت مرتبہ بگو یا اللّٰہ و بگو
یاربّاه یا سیّداه یا غایة رغبتاه یا غایة املاه انقطع الرجاء الّا منک وانسدّت
الطرق الّا الیک - پس ہفت بار بگو یا ودود و بگو یا ذا العرش المجید یا مُبدئ یا مُعید
یا فعّال لما یرید اسئلک بنور وجهک الذی ملا ارکان عرشک واسئلک
بقدرتک التی اقتدرت بها علی جمیع خلقک واسئلک برحمتک التی
وَسِعَتْ کلّ شئ رحمة وعلما - پس سہ بار بگو یا مغیث اغثنی و بگو یا غیاث من
لا غیاث له یا انیس من لا انیس له یا جلیس من لا جلیس له یا ذاکر من
لا ذاکر له یا غیاثی عند کل کربة ومعاذی عند کل شدة ومجیبی عند کل دعوة
ورجائی حین تنقطع حیلتی - فیا من توحّد بالعز والبقاء وقهر عباده بالموت
والفناء صلّ علی محمد وآله الاتقیاء اللهم استمع ندائی واستجب دعائی
واهلک اعدائی وحقق بفضلک املی ورجائی یا خیر من انتجع لکشف الضر
ودعی لکل عسر ویسر بک انزلت حاجتی فلا تردّنی یا سیدی من سنیّ
مواهبک خائبا یا کریم یا کریم برحمتک وبجودک ولا حول ولا قوّة
الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد لله رب العالمین - پس بسجدہ روی و بگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الٰھی قلبی محجوب وعقلی مغلوب ونفسی معیوب وھوائی غالب وطاعتی قلیلۃ ومعصیتی کثیرۃ ولسانی مُقِرٌّ بالذنوب ومعترف بالعیوب وانت ستار العیوب فکیف حیلتی یا علام الغیوب فاغفرلی یا غفار الذنوب یا شدید العقاب یا اللہ یا رحمٰن یا غفور یا حلیم یا رحیم اقض حاجاتی بحق القرآن العظیم ونبیک الکریم واولادہ الطاھرین تبت یاذا الجلال والاکرام من جمیع الذنوب والاثام برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطاھرین اجمعین۔

وردِ اسمائے مقدسہ الٰہیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ لا الٰہ الواحد الاحد الصمد الاول الاخر السمیع البصیر القدیر القاھر العلی الاعلی الباقی البدیع البارئ الاکرم الظاھر الباطن الحی الحکیم العلیم الحلیم الحفیظ الحق الحسیب الحمید الحفی الرب الرحمن الرحیم الذاری الرزاق الرقیب الرؤف الرائی السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر السید السبوح الشھید الصادق الصانع الطاھر العدل العفو الغفور الغنی الغیاث الفاطر الفرد الفتاح الفالق القدیم الملک القدوس القوی القریب القیوم القابض الباسط القاضی الحاجات المجید المولی المنان المحیط المبین المقیت المصور الکریم الکبیر الکافی۔ کاشف الضر الوتر النور الوھاب الناصر الواسع الودود الھادی الوفی الوکیل الوارث البر الباعث التواب الجلیل الجواد الخبیر الخالق خیر الناصرین الدیان الشکور العظیم اللطیف الشافی اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰھی بِاَخص صفاتک وبعز جلالک وباعظم اسمائک وبعصمۃ انبیائک وبطاعۃ اوصیائک وبنور اولیائک وبمصائب ہ اصفیائک وبدعاء صلحائک وبدم شھدائک اسئلک زیادۃ فی العلم وبرکۃ فی الرزق وصحۃ فی الجسم وطولا فی العمر وتوبۃ قبل الموت وراحۃ عند الموت ومغفرۃ بعد الموت ونجاۃ من النار ودخولا فی الجنۃ وعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ الٰھی بحق الحسین واخیہ وجدہ وابیہ وامہ وبنیہ وشیعتہ وموالیہ خلصنی

مما انا فيه الهي طاعتي قليلة ومعاصي كثيرة وانت عالم بصير اني مسّني الضر وانت ارحم الراحمين ۔

دعاے صد سبحان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الله العظيم وبحمده ؕ سبحان من الٰہ ما اقدره وسبحانه من قدير ما اعظمه
وسبحانه من عظيم ما اجله وسبحانه من جليل ما امجده وسبحانه من ماجد ما ادومه
سبحانه من رؤف ما اعزه وسبحانه من عزيز ما اكبره وسبحانه من كبير ما اقدمه
وسبحانه من قديم ما اعلاه وسبحانه من عليٍّ ما اسناه وسبحانه من سنيٍّ ما ابهاه
وسبحانه من بهي ما انوره وسبحانه من منير ما اظهره وسبحانه من ظاهر ما اخفاه
وسبحانه من خفي واعلمه وسبحانه من عليم ما اخبره وسبحانه من خبير ما اكرمه
وسبحانه من كريم ما الطفه وسبحانه من لطيف ما ابصره وسبحانه من بصير ما اسمعه
وسبحانه من سميع ما احفظه وسبحانه من حفيظ ما املاه وسبحانه من ملي ما اوفاه
وسبحانه من وفي ما اغناه وسبحانه من غني ما اعطاه وسبحانه من معط ما اوسعه
وسبحانه من واسع ما اجوده وسبحانه من جواد ما افضله وسبحانه من مفضل ما انعمه
وسبحانه من منعم ما اسيده وسبحانه من سيد ما ارحمه سبحانه من رحيم ما اشده
وسبحانه من شديد ما اقواه وسبحانه من قوي ما احكمه وسبحانه من حكيم ما ابطشه
وسبحانه من باطش ما اقومه وسبحانه من قيوم ما احمده وسبحانه من حميد ما ادومه
وسبحانه من دائم وابقاه وسبحانه من باق ما افرده وسبحانه من فرد ما اوحده
وسبحانه من واحد ما اصمده وسبحانه من صمد ما املكه وسبحانه من مالك ما اولاه
وسبحانه من ولي ما اعظمه وسبحانه من عظيم ما اكمله وسبحانه من كامل ما اتمه
وسبحانه من تام ما اعجبه وسبحانه من عجيب ما افخره وسبحانه من فاخر ما ابعده
وسبحانه من بعيد ما اقربه وسبحانه من قريب ما امنعه وسبحانه من مانع ما اغلبه
وسبحانه من غالب ما اعفاه وسبحانه من عفو ما احسنه وسبحانه من حسن ما اجمله
وسبحانه من جميل ما اقبله وسبحانه من قابل ما اشكره وسبحانه من شكور ما اغفره
وسبحانه من غفور ما اكبره وسبحانه من كبير ما اخبره وسبحانه من خبير ما اجبره

وسبحانہ من جبّار ما ادینہ وسبحانہ من دیان ما اقضاہ وسبحانہ من قاض ما امضاہ
وسبحانہ من ماض ما انفذہ وسبحانہ من نافذ ما ارحمہ وسبحانہ من رحیم ما اخلقہ
وسبحانہ من خالق ما اقہرہ وسبحانہ من قاہر ما املکہ وسبحانہ من مالک ما اقدرہ
وسبحانہ من قادر ما ارفعہ وسبحانہ من رفیع ما اشرفہ وسبحانہ من شریف ما ارزقہ
وسبحانہ من رازق ما اقبضہ وسبحانہ من قابض ما ابسطہ وسبحانہ من باسط ما اھداہ
وسبحانہ من ہاد ما اصدقہ وسبحانہ من صادق ما ابداہ وسبحانہ من باد ما اقدسہ
وسبحانہ من قدوس ما اطہرہ وسبحانہ من طاہر ما ازکاہ وسبحانہ من زکی ما ابقاہ
وسبحانہ من باق ما اعودہ وسبحانہ من عواد ما افطرہ وسبحانہ من فاطر ما اوھبہ
وسبحانہ من وھاب ما اتوبہ وسبحانہ من تواب ما اسخاہ وسبحانہ من سخی ما انصرہ
وسبحانہ من نصیر ما اسلمہ وسبحانہ من سلام ما اشفاہ وسبحانہ من شاف ما انجاہ
وسبحانہ من منج ما ابرہ وسبحانہ من بار ما اطلبہ وسبحانہ من طالب ما ادرکہ
وسبحانہ من مدرک ما ارشدہ وسبحانہ من رشید ما اعطفہ وسبحانہ من متعطف ما اعدلہ
وسبحانہ من عدل ما اتقنہ وسبحانہ من متقن ما احکمہ وسبحانہ من حکیم ما اکفلہ
وسبحانہ من کفیل ما اشہدہ وسبحانہ من شہید ما احمدہ وسبحانہ من عظیم ما اعظم شانہ
وسبحانہ ھو اللہ العظیم وبحمدہ سبحان اللہ والحمد للہ و
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم دافع کل بلیۃ وھو حسبی ونعم الوکیل ۞

تمت برب العزۃ

مجرّب دعا صادق آل محمد کا ارشاد ہے کہ جو مومن ہر روز اس دعا کو چار سو بار اور اول و آخر درود پڑھے دولت علم یا مال سے مالا مال ہو جائے۔ دعا یہ ہے

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الرحمٰن الرحیم الحی القیوم بدیع السموات
والارض من جمیع ظلمی وجرمی واسرافی علیٰ نفسی و
اتوب الیہ